بسم اللہ الرحمن الرحیم

ذکر الصالحین باحوال علماء العاملین

المعروف بہ

ذکرِ صالحین

جلد ہفتم

مرتب ومؤلف

مولانا مرغوب احمد لاجپوری، ڈیوزبری

ناشر

جامعۃ القراءت کفلیتہ

لاجپور ضلع سورت، گجرات (انڈیا)

ذكر الصالحين باحوال علماء العاملين

المعروف بہ

ذکر صالحین: ج ۷

ایک فرشتہ صفت بزرگ کے حالات کا دلچسپ' اور بصیرت افروز مجموعہ:

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیتہ

اجمالی فہرست رسائل

۱	میرے والد بزرگوار........................	۱۵
۲	مکتوبات اکابر............................	۹۵
۳	میرے والد بزرگوار حصہ دوم..............	۱۴۰

فہرست رسالہ ’’میرے والد بزرگوار‘‘

پیش لفظ..	۱۷
والد کی کہانی بیٹے کی زبانی..................................	۲۱
ولادت..	۲۵
تعلیم اور والد صاحب کی خدمت..................................	۲۵
تدریسی خدمات..................................	۲۶
تجارت..	۲۸
بیعت وارشاد..................................	۲۸
والد صاحب کے اوصاف وکمالات......ذوق عبادت..................	۳۰
نماز باجماعت کا اہتمام اور عصر کی جماعت فوت ہونے پر رونا............	۳۰
نوافل کا اہتمام	۳۲
مبارک راتوں میں عبادات کا خاص اہتمام..................	۳۵
تلاوت قرآن پاک اور چند وظائف وتسبیحات کا اہتمام............	۳۷
حرمین شریفین کے قیام میں عبادات کا عجیب منظر	۴۰
امامت واذان کا معمول..................................	۴۱
غسل میت اور نماز جنازہ کی امامت..................................	۴۲
نفل روزوں کا بڑا اہتمام تھا..................................	۴۴
اعتکاف کا اہتمام..................................	۴۵
سادگی..	۴۶
مہمان نوازی..................................	۴۹

والدہ کا کمال	۵۲
غرباء سے محبت	۵۳
ذوق مطالعہ وحفاظت کتب	۵۵
اخلاق حسنہ سے متصف اور اخلاق رذیلہ سے متنفر	۵۷
اخلاص وللّٰہیت	۵۷
دکان ومکانات کا افتتاح اور کنوؤں ومکانات کی بنیاد اور دعا	۵۸
مثالی تواضع	۵۹
اکرام مسلم	۶۰
اخلاق کے اعلی مقام پر	۶۲
اصاغر کی حوصلہ افزائی	۶۳
دشمن کے ساتھ اخلاق پر مشتمل قابل رشک واقعہ	۶۵
ہمت	۶۷
ہوائی جہاز میں ہوا کا طوفان اور والد صاحب کا مثالی اطمینان	۶۸
حکم بننا اور مشورہ دینا	۷۰
معاملات کی صفائی	۷۱
امانت داری	۷۲
سارے دینی شعبوں کی خیر خواہی	۷۲
نظام اوقات کی پابندی	۷۴
خط وکتابت	۷۶

تربیت اولاد	۷۷
رزق کی تنگی اور قرض کی ادائیگی پر ایک مجرب عمل	۷۷
راقم کی تحریر کے ایک جملہ پر پکڑ اور تنبیہ	۷۹
چند متفرق باتیں: عصا' عمامہ' سرمہ اور مسواک' کا اہتمام	۷۹
بال رکھنے میں سنت کا اہتمام	۸۱
معمولی ہدیہ بھی قبول فرمالیتے	۸۱
قربانی اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا	۸۱
قبرستان جانا	۸۲
گھر میں داخل ہونے سے پہلے آواز دیتے	۸۳
ایک آزمائش اور صحت کی خرابی	۸۳
علاتی بھائی کی وفات اور آپ کا ایک گرامی نامہ	۸۴
اللہ پر توکل اور دعا پر اطمینان کا ایک واقعہ	۸۶
اہل قریہ کی تاریخ ولادت و تاریخ وفات	۸۷
اسلامی تاریخ کی معلومات اور چاند دیکھنے کا اہتمام	۸۷
حسن اختتام اور حسن تفاؤل	۸۸
رمضان کی موت اور آخری سفر	۸۹
بروفات: حضرت بھائی میاں ......از: مولانا عبدالحئی صاحب سیدات مدظلہ..	۹۰
نذرانۂ عقیدت ......از: نادر لاجپوری	۹۱

فہرست رسالہ ''مکتوبات اکابر''

عرض مرتب	۹۶
مکتوب گرامی: حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ	۹۷
تبلیغی اجتماع کا ۹ میابی اور قبولیت کے ساتھ منعقد ہوگا	۹۷
مکتوب گرامی: حضرت مولانا مفتی مظفر حسین مظاہری رحمہ اللہ	۹۷
اللہ آپ کو ہمہ نوع سکون واطمینان سے بہرہ مند کرے	۹۷
مکتوب گرامی: حضرت مولانا حفیظ الرحمان واصف رحمہ اللہ	۹۸
صحت وعافیت اور صلاح وفلاح کے لئے ضرور دعا فرمائیے گا	۹۸
مکتوب گرامی: حضرت مولانا برہان الدین سنبھلی مدظلہم	۹۹
آپ نے میرے مضمون پر پسندیدگی کا اظہار کیا	۹۹
مکتوب گرامی: حضرت مولانا محمد زکریا سنبھلی مدظلہم	۱۰۰
مکاتیب: حضرت مولانا عمران خان بھوپالی مدظلہم	۱۰۰
مولانا سعید صاحب بڑی خوبیوں اور صفات کے مالک بزرگ تھے	۱۰۱
مکتوب گرامی: حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب بجنوری	۱۰۲
''انفاس قدسیہ'' حضرت مدنی کے وصال کے بعد لکھی تھی	۱۰۲
مکاتیب: حضرت مولانا محمد رفیع صاحب دیوبندی	۱۰۳
مکتوبات: حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب رحمہ اللہ	۱۰۴
آپ کے اخلاص سے آپ کے لئے دعا کا اہتمام ہوگیا	۱۰۴
آخرت میں وہ بہت سے ''حضرت'' کہلانے والوں سے بلند درجات میں ہوں گے	۱۰۵

بیٹیوں بہنوں کے لئے ''بہشتی زیور'' میں سب کچھ ہے..................	۱۰۶
آپ کی صاحبزادی کی تکلیف معلوم کر کے دل دکھا..................	۱۰۷
اللہ تعالیٰ ضلع کے ماہواری اجتماع کو ہر طرح مبارک فرمائے..................	۱۰۸
مجلس درس کے ختم پر یہ ماثور کلمہ عرض کر لیا کریں..................	۱۰۸
اللہ تعالیٰ آپ کے للہ فی اللہ درس حدیث کو قبول فرمائے..................	۱۰۹
یہ عاجز حضرت مفتی عبدالرحیم صاحب کا دل سے معتقد ہے..................	۱۱۰
مکتوبات: حضرت مولانا محمد رضا اجمیری صاحب رحمہ اللہ..................	۱۱۲
آپ کی وجہ سے ہمیں زیادہ فکر نہیں..................	۱۱۲
آپ بچوں کا خیال رکھتے ہیں، جزاکم اللہ تعالیٰ خیرا..................	۱۱۲
اگر کوئی قریب رشتہ ہو جائے تو ٹھیک ہے کہ خبر میں آسانی ہو..................	۱۱۳
مکتوب: حضرت مولانا ابرار احمد صاحب دھلیوی رحمہ اللہ..................	۱۱۴
جمعہ میں بیان ہوگا بشرطیکہ لوگوں کو رغبت ہو اور کوئی مانع نہ ہو..................	۱۱۴
مکتوبات: حضرت مولانا مفتی اکرام الحق صاحب مدظلہم..................	۱۱۵
بندہ آپ کی ہدایت پر عمل کر رہا ہے، امید پر ایام گذر رہے ہیں..................	۱۱۵
پوری ملت اسلامیہ کا سوال ہے..................	۱۱۶
مکتوبات: حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب لاجپوری..................	۱۱۷
حضرت مفتی مرغوب احمد صاحب کو خواب میں دیکھنا..................	۱۱۷
دوسرا خواب: نہایت پاکیزہ لباس تھا، بہت خوبصورت تھے..................	۱۱۸
تین طلاقیں دے کر بلا حلالہ کے بیوی کو رکھنے والا گناہ کبیرہ کا مرتکب، زنا میں مبتلا ہے، سوء خاتمہ کا اندیشہ وعذاب کا ڈر ہے..................	۱۱۸

راقم کے سفر برطانیہ کے وقت حضرت رحمہ اللہ کی دعائیں...........	۱۱۹
والد صاحب کے سفر حج پر ہمت دلانا اور دعا کرنا...........	۱۲۰
سفر حج کے طفیل آپ کی مشکلات اور فکریں دور ہو جائیں گی...........	۱۲۰
آپ کی جدائی کی تکلیف محسوس کر رہا ہوں...........	۱۲۱
آپ کی جدائی کے تصور سے دل کانپتا ہے، مگر اجر و ثواب کا خیال آتا ہے تو دل کو تسلی ہوتی ہے...........	۱۲۱
امیر شریعت گجرات کا عہدہ کے قبول کرنے پر تذبذب...........	۱۲۲
مفتی مرغوب صاحب کے طفیل ہماری بھی نجات ہو جائے گی...........	۱۲۲
خدا پر بھروسہ کر کے سفر پر چلے جاؤ...........	۱۲۳
حج فرض ہو اور وہ دوسرے کا حج بدل کرے تو کراہت تحریمی ہے...........	۱۲۳
۶۳ رسالہ دوست، نیک شب گذار علماء کے معتقد کی وفات...........	۱۲۳
حوض کے متعلق ایک مشورہ...........	۱۲۴
ماتم نامہ ملا۔ راقم کے سفر پر دعا۔ دور آپ اور بدنام مجھ کو...........	۱۲۴
’’نزھۃ الخواطر‘‘ میں چار لاجپوری بزرگوں کا تذکرہ...........	۱۲۵
شادی کے سلسلہ میں مشورہ پر مفید ہدایات...........	۱۲۵
صوفی صاحب رحمہ اللہ کے جنازہ میں شرکت...........	۱۲۶
راقم کے لئے علم و عمل کی دعا......راقم کی آمد پر خوشی...........	۱۲۶
آپ کی غیر حاضری و طویل سفر سے گاؤں سونا اور برکتوں سے محروم۔ مولانا عبد القدوس صاحب کی ذات بھی غنیمت...........	۱۲۷

بغیر علم کے چارہ نہیں، کاتب وعدہ خلافی کرتے ہیں..................	۱۲۷
حدیث میں برداشت کی تعلیم ہے..................	۱۲۸
رکوع اور سجدے میں سجدۂ تلاوت کی نیت کرے تو کیسا ہے؟..................	۱۲۸
مولانا ابراہیم ڈایا کا وجود غنیمت' قابل قدر' و لائق تحصیل فیض ہیں..................	۱۳۰
میری تمنا ہے کہ مرغوب احمد کو عالم باعمل دیکھوں..................	۱۳۰
مولوی مرغوب احمد ''فتاوی رحیمیہ'' کی فہرست تیار کر رہے ہیں..................	۱۳۰
لاجپور بہت یاد آتا ہے، مگر حاضری سے قاصر ہوں..................	۱۳۱
عزت اسے ملی جو وطن سے نکل گیا..................	۱۳۱
عید مبارک، تقبل الله منا ومنکم..................	۱۳۲
رمضان کی ۲۷ / کو ختم قرآن مقرر کر لینا مناسب تو نہیں، مگر..................	۱۳۲
حرج نہ تو ۲۵ / کو ختم کیا جاسکتا ہے جب کہ کسی کا نقصان نہ ہو..................	۱۳۳
تم آتے تو کچھ مشورہ کرنا تھا..................	۱۳۳
زمین فروخت کرنی ہے تو ورثاء کا زیادہ سے زیادہ فائدہ ہو..................	۱۳۳
لاجپور نہ آسکنے پر بڑی شرمندگی ہوئی..................	۱۳۴
حضرت مولانا عبدالحیٔ صاحب کفلیتوی رحمہ اللہ بڑے عالم..................	۱۳۴
وہ خاک جس پہ ہم نے بچپن کے دن گذارے..................	۱۳۵
مولوی رشید احمد سے حضرت مرحوم کی جگہ پر ہو جائے گی..................	۱۳۵
روزے ہو رہے ہیں، البتہ تراویح بیٹھ کر پڑھنے پر مجبور ہوں..................	۱۳۵
مولوی مرغوب احمد سلمہ بہت یاد آتے ہیں..................	۱۳۶

پَر ہوتے تو اُڑ کر آجاتا اور مل کر دل کو تسکین دیتا..................	۱۳۶
اہل لاجپور کے ذمہ دار حضرات کے سلوک نے دل کھٹا کر دیا..............	۱۳۶
حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد..................	۱۳۷
حسن خاتمہ نصیب ہو، اللہ تعالیٰ احقر سے راضی ہو جائے..................	۱۳۷
اہل لاجپور آپ کی برکتوں سے محروم ہو جائیں گے..................	۱۳۷
آپ نے بڑا مجاہدہ کیا، اور سارے گاؤں کو فیضیاب کر دیا..................	۱۳۷
اعتکاف لاجپور میں کیجئے اور برکتوں سے لاجپور کو نوازئے..................	۱۳۸
مرحوم کے فتاوی کی کاپی ملی، پڑھتے ہی دل باغ باغ ہو گیا..................	۱۳۸
لاجپور کے بزرگان دین کی صحبت عجیب نعمت تھی..................	۱۳۸
معتکف کا اذان اور نماز جنازہ کے لئے مسجد سے نکلنا..................	۱۳۹

فہرست رسالہ ''میرے الد بزرگوار'' حصۂ دوم

اسماء حضرات علماء جن کے مضامین موصول ہوئے	۱۴۱
کلمۂ تشکر	۱۴۲
قصبۂ لاجپور کا ایک مرد متقی ......از: مولانا عبدالرؤف صاحب لاجپوری......	۱۴۳
حضرت بھائی میاں مرحوم کے دس اوصاف حسنہ	۱۴۳
بھائی میاں تو لاجپور کے قطب ہیں	۱۴۷
اجلے باطن کا مسافر......از: قاری عبدالحق صاحب لاجپوری	۱۴۸
اس آئینہ میں سبھی عکس تیرے ہیں......تربیت کا نرالا انداز	۱۵۰
قرآن کریم سے شغف	۱۵۱
مطالعہ کے رسیا	۱۵۲
حکمت بھرے اشعار کے دلدادہ	۱۵۳
پانی پر دم کرنے سے چیونٹیوں کا غائب ہو جانا	۱۵۵
ہمدردی کا عجیب جذبہ	۱۵۶
دنیا سے بے رغبتی کی نادر مثال	۱۵۶
خلاف شرع کاموں سے نفرت	۱۵۷
اس سادگی پر کون نہ مر جائے	۱۵۸
تبلیغی جماعت کی قدر دانی	۱۵۹
جامع نصیحت ......نیند پر قابو	۱۶۰
محبوب استاذ کے در پر روزانہ کی حاضری	۱۶۰

بے خودی کا ایک جملہ	۱۶۲
ہر سو گونجی اذاں ہماری	۱۶۳
دل کی آرزو دل میں	۱۶۳
سبق پڑھ پھر صداقت کا	۱۶۴
ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم	۱۶۵
آہ! حضرت بھائی میاں صاحب......مولانا رشید احمد صاحب اجمیری مدظلہم.	۱۶۶
چھوٹوں کی حوصلہ افزائی	۱۶۸
ذوق مطالعہ......روحانی غذا اور قوت روحانی	۱۷۰
ایک ہی طرز اور ایک ہی روش	۱۷۰
اولاد واحفاد	۱۷۱
ایک چراغ اور بجھا......مولانا رشید احمد صاحب اجمیری مدظلہم	۱۷۲
امانت داری......متفق علیہ شخصیت	۱۷۷
جھگڑے اور تصادم سے کنارہ کشی	۱۷۸
برکت لاجپور......از مفتی آصف صاحب لاجپوری مدظلہ	۱۷۹
حضرت کے مختصر حالات زندگی......ولادت باسعادت	۱۸۳
مکتب کی تعلیم ......مکتب کے اساتذہ......عصری تعلیم ......جامعہ ڈابھیل کے اساتذہ	۱۸۴
حضرت کا نکاح	۱۸۵
حضرت کے اسفار......بیعت واصلاح......تدریسی خدمات	۱۸۵
اکابر علماء سے تعلق وملاقات	۱۸۶

حضرت کی یکسوئی وتنہائی پسندی	۱۸۷
تنہائی کی دولت کیسے نصیب ہوئی ؟	۱۸۸
حضرت کے چند خواب	۱۸۹
حضرت کا اللہ کی ذات پر یقین کامل	۱۹۰
حضرت کے دم میں برکت یا کرامت	۱۹۳
حضرت کی صحبت میں گذرے ہوئے وہ قیمتی لمحات	۱۹۵
حضرت کی اپنی اولاد کے بارے میں کامیاب دعائیں	۱۹۷
حضرت کی ٹوپی کی برکت	۱۹۸
حضرت کا ایک خاص وصف	۱۹۸
حضرت کے لئے صدقۂ جاریہ	۲۰۰
حضرت سے اس ناچیز کی آخری ملاقات	۲۰۱
مردآہن کے مومنانہ کردار......مولانا مفتی دبیر عالم صاحب مدظلہم	۲۰۳
آج بھی دل ماننے کو تیار نہیں......مولانا محمد صدیق ہتھوڑوی	۲۰۸
خدایاد آئے جن کو دیکھ کر وہ نور کے پتلے......مولانا عبدالسلام لاجپوری	۲۱۴
باتیں ان کی یاد رہیں گی......مفتی اسماعیل سعید واڑی لاجپوری سلمہ	۲۲۰
آہ! بدر کامل غروب ہوگیا......مولانا اسماعیل صالح جی لاجپوری	۲۲۹
تعزیتی مکتوبات	۲۳۳
مولانا احمد بزرگ صاحب مدظلہ	۲۳۴
مولانا یوسف (ماما) صاحب کفلیتوی مدظلہ	۲۳۸
مولانا نسیم اختر شاہ قیصر صاحب مدظلہ	۲۴۳

قاری اسماعیل بسم اللہ صاحب مدظلہ........	۲۴۴
مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب راجکوٹی مدظلہ........	۲۴۷
مولانا محمد امجد بیمات صاحب مدظلہ........	۲۴۹
از: شوریٰ دارالعلوم ہدایت الاسلام، عالی پور، گجرات........	۲۵۰
مولانا عبدالستار اسلام پوری صاحب مدظلہ........	۲۵۲
مولانا عبدالمنان صاحب مدظلہ........	۲۵۳
مولانا یوسف بھولا کفلیتوی صاحب مدظلہ، امریکہ........	۲۵۴
مولانا محمد نسیم فلاحی اونوی........	۲۵۵
تعزیتی بیان......از: مفتی عباس بسم اللہ صاحب دامت برکاتہم........	۲۵۷
میری پیدائش اور مفتی مرغوب احمد صاحب کی آمد........	۲۵۸
بھائی میاں جنتی آدمی ہیں........	۲۵۹
حدیث ''صل من قطعک'' کا عملی نمونہ........	۲۶۰
حوصلہ افزائی کا ایک نمونہ........	۲۶۰
بھائی میاں کی صحبت کی برکت اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی زیارت........	۲۶۱
تسلی کے چند جملوں سے الجھن اور غم دور........	۲۶۲
گجرات کے تین اکابر اوران کی اولاد کی تین خصوصیات........	۲۶۲
لاجپور میں کیسے کیسے باکمال پیدا ہوئے........	۲۶۳
نوجوانی میں بخاری دینے کا مشورہ اوراس کی حکمت........	۲۶۴
گرامی نامہ: استاذ محترم حضرت مولانا محمد ایوب صاحب بندالہی مدظلہم........	۲۶۶

میرے والد بزرگوار

اس مختصر رسالہ میں ایک فرشتہ صفت بزرگ، اور حقیقی معنی میں اخلاص وتواضع کے پیکر انسان یعنی میرے والد محترم حضرت الحاج اسماعیل المعروف ب ''بھائی میاں'' صاحب رحمہ اللہ کے مختصر حالات، ان کی زندگی کے قابل رشک واقعات، ان کے کچھ اوراد واذکار وتلاوت کے معمولات، ان کے قابل اتباع اوصاف وکمالات، ان کی عبادت و بندگی اور زندگی کے نظام الاوقات وغیرہ امور کو جمع کیا گیا ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیتہ

میرے والد بزرگوار

حصۂ اول

اس مختصر رسالہ میں ایک فرشتہ صفت بزرگ، اور حقیقی معنی میں اخلاص وتواضع کے پیکر انسان یعنی میرے والد محترم حضرت الحاج اسماعیل المعروف بہ ''بھائی میاں'' صاحب رحمہ اللہ کے مختصر حالات، ان کی زندگی کے قابل رشک واقعات، ان کے کچھ اوراد واذکار وتلاوت کے معمولات، ان کے قابل اتباع اوصاف وکمالات، ان کی عبادت وبندگی اور زندگی کے نظام الاوقات وغیرہ امور کو جمع کیا گیا ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیتہ

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہندوستان میں بدر یعنی سترہ رمضان المبارک کی رات اور برطانیہ میں سترہ رمضان کا عصر کے بعد کا وقت راقم کے لئے ایک ایسا جانکاہ واقعہ اور حادثہ لے کر آیا جس نے صحیح معنی میں ’’قدر نعمت بعد زوال‘‘ کی مثل کا مطلب سمجھا دیا۔ اس مثل کا حقیقی مفہوم واقعہ یہ ہے کہ اس وقت سمجھ میں آیا جب میرے مشفق و مربی والد محترم حضرت الحاج اسماعیل ابن حضرت مولانا مفتی مرغوب احمد صاحب لاجپوری رحمہ اللہ المعروف بہ ’’بھائی میاں‘‘ کے وفات کی اطلاع نے سکتہ کی کیفیت طاری کردی، بے اختیار آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے، اور بلا کسی تکلف کے لکھتا ہوں کہ آج بھی ان کی یاد آتی ہے یا ان کا تذکرہ ہوتا ہے تو باوجود قابو پانے کے دل بھر آتا ہے اور آنکھ بے قابو ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے والد ماجد کی آغوش میں پالا پوسا، مگر اس محروم نے پوری زندگی ناقدری میں گذار کر ان کے فیض صحبت سے کچھ بھی حاصل نہ کیا، ہائے افسوس، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ع

جب چڑیا چن جائے کھیت اب پچتائے کیا ہوئے

اب تو سوائے ان کے فراق میں غم کئے اور ان کے روح کو ایصال ثواب اور ان کے لئے دعائے مغفرت و درجات عالی کے اور کیا راستہ ہے، الحمد للہ اس کا اہتمام برابر کر رہا ہوں۔

بہت چاہا کہ ان کے حالات تفصیل سے لکھوں کہ ان میں ناظرین کے لئے بڑی عبرت اور قابل اتباع واقعات ہیں، مگر جب ارادہ کیا کامیاب نہ ہوسکا، واللہ اعلم کیا وجہ ہے کہ باوجود کوشش اور شوق کے لکھنے کی نہ ہمت ہوئی اور نہ قلم نے ساتھ دیا، اس لئے بہت

مختصر طور پر چند باتیں وہ بھی ایسی جن میں ناظرین کے لئے کچھ رہنمائی اور کام کی چیزیں ہیں جمع کردیں، اللہ تعالی اسی کو قبول فرمائے، اور جتنا لکھ سکا ہوں اس پر مجھے بھی عمل کی توفیق مرحمت فرمائے اور ناظرین کو بھی۔ انشاءاللہ ان مختصر حالات میں ایک داعی کے لئے، ایک مدرس کے لئے، ایک والد کے لئے، ایک بھائی کے لئے، ایک مربی کے لئے قابل نمونہ چیزیں موجود ہیں۔ عمل کے لئے اتنا بھی بہت ہے۔

مناسب معلوم ہوا کہ ان مختصر حالات کے ساتھ والد صاحب رحمہ اللہ کی وفات پر موصول شدہ تعزیتی مکتوبات اور ان کے نام اکابر امت کے جو مکتوبات مل سکے ان کو بھی شامل کردوں۔ مگر حصہ اول میں صرف حالات ہیں۔

دوسرے حصہ میں والد صاحب رحمہ اللہ کے نام جن اکابر کے مکتوبات موصول ہوئے' ان کو جمع کیا گیا ہے، انشاءاللہ یہ ناظرین کے لئے مفید ہوں گے۔

تیسرے حصہ میں والد بزرگوار رحمہ اللہ کے وصال کے بعد حضرات اہل علم کی طرف سے آپ کے حالات اور آپ کے اوصاف حسنہ وغیرہ کے متعلق لکھے گئے مضامین وتعزیتی مکتوبات ہیں' ان میں کافی حد تک رہی سہی کمی کی تلافی ہوگئی ہے' ان سب کو جمع کردیا گیا ہے۔ اللہ تعالی ان تمام حضرات کو بہترین بدلہ نصیب فرمائے کہ واقعی ان حضرات نے بڑی محنت ومحبت اور عقیدت سے اپنے تأثرات کو حوالۂ قرطاس کیا، فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

والد صاحب رحمہ اللہ کی زندگی کے کئی اوصاف وکمالات' حضرت نبی پاک ﷺ کی اور حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سیرت طیبہ کا ایک نمونہ تھے، اس لئے اکثر حالات کے ساتھ حاشیہ میں احادیث وسیرت کے اقتباسات بھی نقل کئے گئے ہیں، کہ ایک ہمارے لئے اصل اتباع تو حضرت نبی کریم ﷺ ہی کا ہے۔

تزکیہ نفس کو آپ ﷺ کے منصب نبوت میں سے بیان کیا گیا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ’’ویزکیھم‘‘۔ اسی کو قرآن وحدیث میں ’’احسان‘‘ اور مشائخ کی اصطلاح میں ’’تصوف‘‘ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔[۱]

علامہ شامی رحمہ اللہ نے تصوف کی بڑی عمدہ اور جامع تعریف فرمائی ہے،: ’’ھو علم یعرف بہ انواع الفضائل و کیفیة اکتسابھا‘ و انواع الرذائل و کیفیة اجتنابھا‘‘۔ (مقدمہ شامی ص ۱۲۷ ج ۱، مطلب : فرض العین افضل من فرض الکفایة)

یعنی تصوف وہ علم ہے: جس علم سے انواع فضائل اور ان کے حاصل کرنے کی کیفیت

---

[۱]......سورۂ بقرہ، آیت نمبر: ۱۲۹۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں:

آیت مذکورہ میں رسول کریم ﷺ کا تیسرا فرض منصبی تزکیہ قرار دیا ہے۔ تزکیہ کے معنی باطنی نجاسات اور گندگیوں سے پاک کرنا ہے، یعنی شرک وکفر اور عقائد فاسدہ سے، نیز برے اخلاق: تکبر‘ حرص وطمع، بغض وحسد‘ حب مال وجاہ وغیرہ سے پاک کرنا۔ تزکیہ کو تعلیم سے جدا کر کے مستقل مقصد رسالت اور رسول کا فرض منصبی قرار دینے میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ تعلیم کتنی ہی صحیح ہو محض تعلیم سے عادۃً اصلاح اخلاق نہیں ہوتی جب تک کسی تربیت یافتہ مربی کے زیر نظر عملی تربیت حاصل نہ کرے، کیونکہ تعلیم کا کام درحقیقت سیدھا اور صحیح راستہ دکھلا دینا ہے، مگر ظاہر ہے کہ منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے محض راستہ جان لینا تو کافی نہیں جب تک ہمت کر کے قدم نہ اٹھائے اور راستہ نہ چلے، اور ہمت کا نسخہ بجز اہل ہمت کی صحبت اور اطاعت کے اور کچھ نہیں، ورنہ سب کچھ جاننے سمجھنے کے بعد بھی حالت یہ ہوتی ہے کہ ؎

جانتا ہوں ثواب طاعت وزہد پر طبیعت ادھر نہیں آتی

عمل کی ہمت وتوفیق کسی کتاب کے پڑھنے یا سمجھنے سے پیدا نہیں ہوتی، اس کی صرف ایک ہی تدبیر ہے کہ اللہ والوں کی صحبت اور ان سے ہمت کی تربیت حاصل کرنا، اسی کا نام تزکیہ ہے۔

(معارف القرآن ص ۲۸۲ ج ۱)

معلوم ہو اور اقسام رذائل اور ان سے بچنے کی کیفیت دریافت ہو۔

(غایۃ الاوطار ص۲۴ ج۱: تحصیل علم کے احکام)

تصوف کی کتابوں میں اخلاق رذائل اور اخلاق حسنہ وفضائل کی فہرست تفصیل سے بیان کی گئی ہے۔ والد صاحب رحمہ اللہ کی زندگی کا غور سے مطالعہ کرنے والا یقیناً اس بات کی گواہی دیئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آپ کی ذات میں وہ شریعت کے مطلوبہ اوصاف حمیدہ بدرجۂ اتم موجود تھے اور وہ رذائل جن کے ازالہ کا حکم ہے' ان سے آپ مکمل طور پر اجتناب فرماتے تھے۔

میں ایک صاحب قلم بزرگ اور میرے استاذ حضرت مولانا ابوبکر صاحب غازی پوری رحمہ اللہ کی تحریر کے چند اقتباسات والد صاحب کے متعلق نقل کرنا مناسب سمجھتا ہوں، جن سے والد صاحب کے متعلق ان کا تأثر بھی معلوم ہوگا اور ان کے مقام کا بھی اندازہ ہو سکے گا، موصوف اپنے گجرات کے سفر نامہ میں لکھتے ہیں:

''لاجپور بھائی میاں سے ملاقات کروں گا' جن سے میرا قدیم تعلق ہے، اور زمانہ قیام ڈابھیل میں ان کے یہاں بار بار جانا ہوا کرتا تھا، عام طور پر مہینہ میں ایک جمعہ کے روز دو پہر کا کھانا وہیں کا ہوتا تھا، میرے ساتھ عموماً بلکہ لازماً حضرت مولانا قاری احمد اللہ صاحب قاسمی دامت برکاتہم جو جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کے صدر القراء ہیں' ہوتے تھے۔

بھائی میاں کا اصل نام تو مولانا اسماعیل ہے، مگر شہر سورت بلکہ گجرات کے بیشتر علاقوں میں وہ بھائی میاں کے نام سے جانے جاتے ہیں، ان کا نام بہت کم لوگوں کو معلوم رہتا ہے، ڈاک خانہ والے بھی ان کو اسی نام سے جانتے ہیں، گجرات کی مشہور شخصیت اور بزرگ عالم دین ومشہور مفتی حضرت مولانا مرغوب احمد صاحب لاجپوری رحمہ اللہ کے فرزند ارجمند

ہیں.......۔

’’بھائی میاں کے وصف میں‘ میں اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ اگر مجھ سے کوئی پوچھے کہ کیا تم نے کسی فرشتہ صفت انسان کو دیکھا ہے؟ تو جو نام بلا کسی تکلف کے میری زبان پر آئے گا وہ بھائی میاں دامت برکاتہم کا ہوگا، جب میں گجرات جاتا ہوں تو دس منٹ کے لئے سہی ان سے ملنے لاجپور ضرور جاتا ہوں‘‘۔(دوماہی مجلّہ ’’زمزم‘‘ ص:۴۴/رمضان‘ شوال ۱۴۳۲ھ)

ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں:

’’مولوی اسماعیل‘ بھائی میاں کے نام سے مشہور ہیں، بڑے مہمان نواز‘ اللہ والے بڑے مخلص اور ظاہر وباطن کے پاک صاف آدمی ہیں، چہرہ دیکھو تو معصومیت کا پتلا نظر آتے ہیں، مہمانون کا استقبال اس خوشی سے کرتے ہیں کہ مہمان کا دل خوش ہو جائے۔

(دوماہی مجلّہ ’’زمزم‘‘ ص:۶۰/محرم‘ صفر ۱۴۲۶ھ)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

’’بھائی میاں: بڑے نیک‘ خلیق‘ ملنسار و مہمان نواز‘ علم دوست اور بے تکلف سید ھے سادے آدمی ہیں‘‘۔(دوماہی مجلّہ ’’زمزم‘‘ ص:۴۷/جمادی الاولیٰ‘ جمادی الثانیہ ۱۴۲۳ھ)

والد کی کہانی بیٹے کی زبانی

بہت ممکن ہے بعض لوگوں کو والد کی سوانح لکھنے پر باپ کی تعریف کا اشکال ہو، مجھے بھی شروع میں یہ خیال پیدا ہوا، مگر اپنے اکابر پر نظر کی تو کئی کتابیں نظر آئیں جو اپنے والد کی سوانح حیات پر مشتمل تھیں، مثلاً حضرت مولانا عبد الحئی صاحب لکھنوی رحمہ اللہ‘ حضرت مولانا سید ابو الحسن علی میاں ندوی رحمہ اللہ‘ حضرت مولانا انظر شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ‘ حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہم‘ حضرت مولانا محمد رفیع عثمانی مدظلہم‘ حضرت مولانا مفتی سید

عبدالقدوس صاحب ترمذی‘ حضرت مولانا عبدالرحمٰن کوثر صاحب‘ اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ نے آپ بیتی میں اپنے والد محترم حضرت مولانا محمد یحیٰ صاحب رحمہ اللہ کے اس قدر حالات لکھوائے ہیں کہ ان کو علیحدہ جمع کیا گیا تو مستقل ایک کتاب تیار ہوگئی۔

یہاں حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں ندوی رحمہ اللہ کی ’’حیات عبدالحیٔ‘‘ کا ایک اقتباس نقل کرنا بہت مفید ہوگا جو انہوں نے اپنے والد ماجد حضرت مولانا عبدالحیٔ صاحب لکھنوی رحمہ اللہ کی سوانح حیات کے مقدمہ میں لکھا ہے جس میں اس اشکال کا بڑا مفید جواب ہے، حضرت تحریر فرماتے ہیں:

ممکن ہے کہ بعض خردہ گیر طبیعتیں اس کتاب کی تصنیف پر خودنمائی اور آباء واجداد کے مناقب اور کارناموں کی جاوبیجا تشہیر کا طعنہ دیں اور ان کو اس میں تفاخر ومبالغہ آرائی کی بو آئے، لیکن ان چند ناقدین کے الزام کے ڈر سے جن سے کوئی زمانہ خالی نہیں رہا اور جن کی ملامت سے کوئی بچ نہیں سکا‘ ان اہل ذوق کو اس سرمایہ سے محروم کرنا صحیح نہ ہوگا جن کی بہت بڑی تعداد ہے اور جو ان حالات و واقعات کو سرمۂ بصیرت بنانے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں، علوم دینیہ اور مدارس عربیہ کے طلبہ سے لے کر ملک کے ممتاز فضلاء‘ اہل قلم و مصنفین اور ملک وملت کے خادموں اور قائدین کے لئے اس میں عبرت وبصیرت اور ذکرو موعظت کا بہت بڑا ہاتھ ہے........اس میں کوئی شک نہیں کہ جب شیخ تاج الدین سبکی نے اپنی مشہور ومقبول کتاب ’’طبقات الشافعیة الکبری‘‘ میں اپنے والد نامدار شیخ تقی الدین سبکی کا مبسوط تذکرہ[1] شامل کیا ہوگا، نیز جب علامہ میر غلام آزاد بلگرامی نے ’’ماٰثر الکرام‘

[1]......جو ایک مستقل رسالہ کی قائم مقامی کرتا ہے۔ یہ باریک ٹائپ کے اکیاسی (۸۱) صفحات پر پھیلا

سبحۃ المرجان، خزانۂ عامرہ، ید بیضاء اور سرو آزاد میں اپنے نانا سید عبدالجلیل بلگرامی کے تذکرہ میں غیر معمولی درازنفسی اور اطناب سے کام لیا ہوگا، [۱] اور آخر میں جب فخر المتأخرین مولانا عبدالحئی صاحب فرنگی محلی نے اپنی بعض جلیل القدر تصنیفات کے مقدموں (مقدمہ سعایہ وعمدۃ الرعایہ) میں اپنے والد بزرگوار مولانا عبدالحلیم صاحب لکھنوی کا شرح وبسط سے تذکرہ کیا، اور پھر ان کی وفات پر ان کے حالات میں ایک مستقل رسالہ ''حسرۃ العالم بوفاۃ مرجع العالم'' نام سے تصنیف کیا ہوگا، تو ان کے خاندان وبرادری اور ان کے شہر وقصبہ میں اس کے متعلق کیسی کیسی سرگوشیاں اور اور ان پر مجلسوں میں کیسے کیسے تبصرے ہوئے ہوں گے، لیکن یہ سب حضرات نئی نسلوں کے شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے ان ناقدین وحاسدین کی خردہ گیری کی سزا آیندہ نسلوں کو نہیں دی اور حالات و واقعات، علمی کمالات اور ادبی شہہ پاروں سے اہل ذوق کو محروم نہیں کیا جو ہمیشہ اس ''خزانہ عامرہ'' کے قدرداں رہے ہیں، آج تاریخ کے دفتر اور اس عہد کے تصنیفی مرقع میں ان ناقدین ومعترضین کی ان نکتہ چینیوں کا کیا ذکر، ان کے ناموں کا بھی کوئی نشان نہیں ملتا، جنہوں نے ان مصنفین کی ان کتابوں کو طعن وملامت کا ہدف بنایا، لیکن یہ کتابیں اور ان کے اقتباسات صدیاں گذر جانے کے بعد بھی زندہ وتابندہ ہیں، جن میں نئی نسلوں کے لئے استفادہ وانتفاع کا وافر سامان ہے، اور یہی سنت الٰہی اور فطرت کا قانون ہے۔

﴿فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً ج وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ كَذٰلِكَ

ہوا ہے، چھ جلدوں کی اس کتاب میں امام غزالی اور تقی الدین سبکی کے تراجم طویل ترین ہیں۔

[۱]...... بلکہ ''ید بیضاء'' سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب کی تصنیف کی غرض اصلی اپنے جد مادری کا ہی تذکرہ لکھنا تھا، میر عبدالجلیل صاحب کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''برمطالعہ کنندگانِ ایں سطور مخفی ومستور نماند کہ علت غائی تسوید ایں کتاب ذکر آنجناب...... تقدس مآب است۔

یَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَال ﴿﴾۔(سورۂ رعد، آیت نمبر:۱۷)

ترجمہ:...... جو جھاگ ہے وہ اڑ جایا کرتا ہے اور جو چیز انسانوں کے لئے نافع ہے وہ زمین میں ٹھہر جاتی ہے، اس طرح اللہ مثالوں سے اپنی بات سمجھاتا ہے۔(حیات عبدالحیٔ ص۱۴)

اللہ تعالی اس مختصر تحریر کو قبول فرما کر راقم اور ناظرین کے لئے قابل اتباع بنا کر شرف قبولیت سے نوازے، اور اکابر واسلاف کے حالات وسوانح کو پڑھ کر اپنی اصلاح کی توفیق مرحمت فرمائے، آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

ولادت

آپ کی ولادت: ۱۲/دسمبر ۱۹۴۰ء بروز جمعرات برما کے مشہور شہر رنگون میں ہوئی، اس لئے کہ اس وقت آپ کے والد ماجد حضرت مولانا مفتی مرغوب احمد صاحب لاجپوری رحمہ اللہ [1] مفتیٔ اعظم برما کے منصب جلیل پر رنگون میں قیام پذیر تھے۔

راقم الحروف کا جب برما کا سفر ہوا تو اس مکان میں حاضری کی خواہش ہوئی کہ جہاں میرے جد بزرگوار کا قیام تھا اور جس مکان میں والد محترم کی ولادت ہوئی تھی، اس کو دیکھنا چاہئے، چنانچہ وہاں کے احباب سے درخواست کی تو ان حضرات نے صاحب مکان سے اجازت لے کر حاضری کا انتظام کیا، الحمد للہ اس مکان میں چند منٹ کے لئے جانا ہوا، صاحب مکان نے جو غیر مسلم چینی تھے، بڑے اکرام کا معاملہ کیا، اللہ تعالیٰ ان کو اور ان کے اہل خاندان کو ایمان کی توفیق مرحمت فرما کر دارین میں کامیابی سے نوازے، آمین۔

تعلیم اور والد صاحب کی خدمت

آپ کی ابتدائی اور اسکول کی تعلیم لاجپور کے مدرسہ و اسکول میں ہوئی، پھر جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں داخل ہو کر ابتدا سے عربی سوم تک کی کتابیں مختلف اساتذہ سے پڑھیں، حصول علم کا دور شباب پر تھا کہ والد محترم مفتی اعظم برما کی بیماری اور فالج کی وجہ سے معذوری کا زمانہ شروع ہوا تو مجبوراً تعلیمی سلسلہ منقطع کرنا پڑا اور والد صاحب کی خدمت میں تقریباً چھ سال کا زمانہ گذارا، اور والد صاحب کی ایسی خدمت کی کہ اس زمانہ میں شاید اس کا تصور بھی مشکل ہے۔

---

[1]......حضرت کے حالات کے لئے دیکھئے! ''تذکرۃ المرغوب'' اور ذکر صالحین ص: ۲۶۰ و ۳۹۳ ج ۳۔

والد صاحب آپ کی خدمت سے بڑے خوش تھے اور خوب خوب دعائیں دیتے تھے، چھ سال کا طویل زمانہ، چوبیس گھنٹے، کیا رات کیا دن، ہر وقت ایک آواز ''بھائی میاں'' پر لبیک کہہ کر حاضر ہو جاتے، اسی خدمت کا صلہ ہے کہ والد صاحب کی بڑی دعائیں لیں، اور انہیں دعاؤں کے طفیل زندگی کے ایام بڑے آرام وعزت وتقوی کے ساتھ گذارے۔ ؁

تدریسی خدمات

لاجپور کے مدرسہ اسلامیہ میں تقریباً چالیس سال تک آپ نے تدریسی خدمات انجام دیں، اور ہزاروں تلامذہ صدقۂ جاریہ چھوڑے۔ مدرسہ کے اوقات کا بڑا اہتمام فرماتے، بلا عذر پانچ منٹ بھی تاخیر انہیں گوارہ نہ تھی، وقت سے پہلے مدرسہ پہنچتے، اور وقت کے اختتام پر واپس آتے۔ بلا ضرورت انہیں مدرسہ کا ناغہ کرنا اور رخصت سے بڑی نفرت تھی۔ کسی

؁......جد بزرگوار رحمہ اللہ کی وفات پر کئی تعزیتی مکتوبات میں اکابر نے اس کی صراحت فرمائی ہے کہ: آپ نے والد صاحب کی خوب خدمت فرمائی۔ حضرت مولانا محمد رضا اجمیری صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

آپ نے مرحوم والد کی خدمت نہایت خلوص اور انہماک سے انجام دینے کی پوری کوشش کی ہے۔ مجھے قوی امید ہے کہ اللہ تعالی آپ کو نیز آپ کے دوسرے معاونین کو اپنی عنایت اور فضل سے بہرہ اندوز فرمائے گا۔ (تذکرۃ المرغوب ص ۲۵۸)

حضرت مولانا محمد سعید صاحب راندیری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

آپ کی سعادتمندی ہے کہ پدر بزرگوار کی خوب اچھی طرح خدمات انجام دیں جس سے مرحوم ہمیشہ خوش تھے، اور دل سے دعا دیتے تھے، یہ آپ کی بڑی خوش نصیبی ہے۔ (تذکرۃ المرغوب ص ۲۶۷)

حضرت مولانا عبد الحنان صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

آپ نے حضرت کی خدمات کا کما حقہ حق ادا فرمایا ہے، اس کا اجر آپ کو ملے گا۔ حضرت علیہ الرحمہ کی شخصیت مقبول بارگاہ ہے۔ (تذکرۃ المرغوب ص ۲۶۸)

ضروری کام سے جاتے تو بھی ذمہ دار کو اطلاع کر کے اور رخصت لے کر جاتے۔ حالانکہ مدرسہ کے سب ہی ذمہ دار حضرات والد صاحب کا بیحد اکرام فرماتے تھے، پھر بھی والد صاحب کبھی بھی بلا رخصت لئے جانا پسند نہیں فرماتے۔ [۱]

ایک مرتبہ کسی ضرورت سے جانا ہوا اگر چہ رخصت لے چکے تھے، مگر دس پندرہ منٹ کے لئے مدرسہ حاضر ہوئے اور ایک بچہ کا سبق سنا، سوال پر فرمایا: یہ بچہ معذور ہے تعلیم کی غرض سے آتا ہے خدانخواستہ میری غیر موجودگی میں اس کا سبق نہ ہوا تو؟ اس کی معذوری کی وجہ سے میں تھوڑا سا وقت آ گیا تا کہ کم از کم اس کا تو سبق ہو جائے۔

بعض مرتبہ کہیں جانے کی ضرورت ہوتی تو گر چہ پہلے سے پورے دن کی رخصت لے چکے ہوتے، مگر جتنا وقت ہوتا مثلاً آدھ گھنٹہ یا گھنٹہ اس میں بھی ضرور مدرسہ حاضر ہوتے اور تھوڑا سا پڑھا لیتے۔

ایک مرتبہ طویل بیماری میں کئی روز مدرسہ نہ جا سکے، ذمہ دار حضرات نے ان ایام کی تنخواہ بھی دی تو والد صاحب نے ایام تعطیل کی تنخواہ خود حساب کر کے واپس کر دی۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ہمارے مدرسہ کے مہتمم حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب دیوان رحمہ اللہ نے جمعہ کے بیان میں والد صاحب کی اس صفت اور احتیاط و تقوی اور مدرسہ کے اموال کی حفاظت کا تذکرہ فرمایا۔

جس سال مدرسہ سے مستعفی ہوئے تو اہل مدرسہ نے شوال اور رمضان کی تنخواہ بھی دی، والد صاحب نے یہ کہہ کر واپس کر دی کہ میں تو اب مدرسہ سے مستعفی ہو چکا ہوں۔

---

[۱]...... مدارس و مکاتب کے مدرسین کے لئے یہ قابل عمل ہے، اب تو یہ حال ہوتا جا رہا ہے کہ اساتذہ رخصت لینا اپنی توہین سمجھتے ہیں اور ارباب اہتمام سے اجازت کے بغیر چلے جاتے ہیں یہ شرعا بھی جائز نہیں اور اخلاقا بھی۔

طلبہ پر بڑی شفقت فرماتے، بہت پیار ومحبت سے پڑھاتے، نماز کی ترغیب دیتے، سنت لباس کا شوق دلاتے، روزانہ کی دعائیں یاد کرواتے اور انہیں پڑھنے کی تاکید فرماتے۔

تجارت [۱]

ذریعۂ معاش کے لئے والد صاحب رحمہ اللہ نے ایک عرصہ دکان کا مشغلہ بھی اختیار کیا، لاجپور کے بازار محلّہ میں ایک دکان کھول رکھی تھی، مگر اس میں آمدنی کے بجائے غرباء پروری اور لوگوں کی اعانت پر اس قدر زور تھا کہ کچھ عرصہ کے بعد ہی بجائے نفع کے نقصان کی شکل نظر آنے لگی۔ اتفاق سے لاجپور کے ایک صاحب اپنے گھریلو معاملہ کی وجہ سے رہائش کے معاملہ میں پریشان تھے، والد صاحب نے انہیں بلا کر دکان پر بٹھا دیا، وہ وہیں رہتے اور تجارت میں مدد کرتے، پھر تو گویا وہی صاحب دکان ہوگئے اور والد صاحب بالکل ہی اس شغل سے فارغ ہوئے اور ہمہ تن خدمت خلق اور عبادات الٰہی میں مصروف ہوگئے۔

بیعت وارشاد

غالباً سب سے پہلی بیعت کا شرف حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ سے حاصل ہوا۔ حضرت رحمہ اللہ کی وفات کے بعد سورت میں ایک رامپور کے بزرگ

---

[۱]...... تجارت کے بڑے فضائل آئے ہیں: سچے تاجروں کا حشر قیامت کے دن شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوگا۔ سچا تاجر قیامت کے دن عرش کے سایہ میں ہوگا۔ سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والا سچا تاجر ہوگا۔ سچے تاجر کو جنت میں جانے سے روکنے والی کوئی چیز نہیں۔

(مزید تفصیل کے لئے دیکھئے! شمائل کبریٰ ص ۱۵ ج ۳)

حضرت مولانا ابوالقاسم صاحب رامپوری رحمہ اللہ [۱] سے بیعت فرمائی، ان کی خدمت

[۱]......آپ حضرت مولانا شاہ ابوالخیر مجددی رحمہ اللہ کے اجل خلفاء میں سے تھے۔ تارک الدنیا بزرگوں میں سے تھے۔ صابری مسجد سورت میں قیام فرماتے تھے۔ سترہ' اٹھارہ سال تک مسجد سے باہر نکلنے کی نوبت نہیں آئی۔ بڑے صاحب علم اور وسیع المطالعہ عالم تھے۔ حضرات اہل علم کی آمد پر جو مجلس ہوتی خالص علمی اور مفید مضامین پر مشتمل ہوتی۔ اکثر عصر کے بعد مجلس ہوتی، جمعرات کو مغرب کے بعد عموی مجلس کا معمول تھا، مجلس کے بعد ذکر جہری کا منظر بھی خوب ہوتا تھا۔ شہرت سے سخت نفرت تھی، وصال سے پہلے بھی مخصوص خدام کو حکم تھا میری وفات کے بعد زیادہ اعلان اور اشتہار نہ ہو چکے سے جو مجمع وقت پر حاضر ہو، ان کی موجودگی میں نماز جنازہ اور دفن کا انتظام کر دینا، حتی کہ جو اہل تعلق دور رہتے ہیں ان کو بھی خبر نہ دی جائے۔ اسی لئے ان کی وفات پر والد صاحب جن سے حضرت رحمہ اللہ کا خصوصی تعلق تھا کو بھی اطلاع نہیں دی گئی، مگر اللہ تعالی نے انہیں جنازہ میں اس طرح پہنچنے کی سعادت مرحمت فرمائی کہ والد صاحب حضرت شیخ الحدیث مولانا احمد اللہ صاحب راندیری رحمہ اللہ کے جنازہ میں شرکت کے لئے راندیر تشریف لے جا رہے تھے، حسب معمول حضرت کی ملاقات کے لئے مسجد پہنچے تو صابری مسجد کا ماحول یکسر بدلا ہوا، مخصوص خدام کے چہروں پر غم ورنج کے آثار، والد صاحب کے سوال پر بتلایا گیا کہ حضرت رحمہ اللہ کا انتقال ہوگیا، والد صاحب نے ان سے شکایت کی مجھے اطلاع تک نہیں دی، انہوں نے کہا کہ حضرت کی وصیت وحکم تھا۔ والد صاحب راندیر سے فارغ ہو کر حضرت کے جنازہ و دفن میں شریک ہوئے اور رات گئے گھر پہنچے۔ بعض لوگوں نے غلط فہمی سے حضرت پر بدعتی ہونے کا حکم لگا دیا' مگر صحیح یہ ہے کہ حضرت اہل حق بزرگوں میں سے تھے۔ راقم کو کئی مرتبہ والد صاحب رحمہ اللہ کی معیت میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی، حضرت مخصوص خدام کو عصر کے بعد چائے پلاتے تھے، کئی مرتبہ چائے پینا یاد ہے۔ ہجوم اور مجمع سے دور رہنا پسند فرماتے تھے۔ بلا تعلق ہدیہ لینے سے احتراز فرماتے، خصوصی اہل تعلق سے بھی معمولی رقم ہدیہ کی قبول فرماتے، میرے والد صاحب کا ہدیہ ضرور قبول فرماتے اور کبھی انکار نہیں فرماتے، مگر بہت تھوڑا سا، اگر والد صاحب نے بڑی رقم دی تو بھی معمولی رقم لے کر بقیہ واپس فرما دیتے۔ موجودہ دور کے مشائخ کے لئے قبول ہدایا کے سلسلہ میں اس واقعہ میں ایک رہنمائی ضرور ہے۔ الغرض بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ صفر ۱۴۰۰ھ مطابق ۲/دسمبر ۱۹۸۳ بروز جمعہ انتقال ہوا۔

میں برابر حاضری دیتے تھے۔ راقم الحروف بھی کئی مرتبہ والد صاحب کے ساتھ ان کی خدمت میں حاضر ہوا ہے، ان کی دعائیں اور شفقت بھرا ہاتھ سر پر رکھ کر محبت فرمانا اب تک یاد ہے۔ حضرت رحمہ اللہ اولاً ہر کسی سے ملنا پسند نہیں فرماتے، چونکہ گوشہ نشیں اور تنہائی پسند طبیعت کے مالک تھے، کوئی بیعت کے لئے بھی آتا بڑے امتحان کے بعد جب سچی طلب دیکھتے تو بیعت فرماتے، والد صاحب پہلے دو تین مرتبہ حاضر ہوئے تو صرف سلام کا جواب دیا اور کوئی بات نہیں فرمائی، مگر آپ برابر جاتے رہے تو آہستہ سے پہلے نام اور مقام سکونت کے متعلق چند باتیں پوچھ کر خاموش ہو گئے، مگر جب سچی طلب محسوس کی تو نہ صرف یہ کہ بیعت فرمالیا، بلکہ خصوصی توجہ فرماتے، دیر تک باتیں فرماتے، مفید نصائح اور بزرگوں کے واقعات سنا کر اللہ تعالی کی محبت اور سنت کا اتباع وفکر آخرت کی طرف متوجہ فرمایا کرتے تھے۔

والد صاحب کے اوصاف وکمالات

ذوق عبادت

نماز باجماعت کا اہتمام وعصر کی جماعت فوت ہونے پر رونا

بچپن ہی سے والد محترم مفتی اعظم برما حضرت مولانا مفتی مرغوب احمد صاحب رحمہ اللہ کی صحبت اور نظر عنایت، پھر اور بزرگوں کی زیارت ومحبت اور کچھ صحبت بھی، بزرگوں کے ملفوظات اور مواعظ اور ان کی سیرت وسوانح کا مطالعہ وغیرہ کی برکات تھی کہ اللہ تعالی نے آپ کو بھی بزرگی کے اعلی مقام پر پہنچایا تھا۔

گجرات کے دو مثالی بزرگ حضرت مولانا مفتی سید عبد الرحیم صاحب لاجپوری اور

حضرت مولانا محمد رضا صاحب اجمیری رحمہما اللہ کی صحبت اور ان کی مجالس میں بیٹھنا آپ کو خوب نصیب ہوا۔

نماز کی پابندی مثالی تھی، برسوں جماعت کا فوت ہونا یادنہیں پڑتا، بہت کم مسبوق دیکھے گئے، ہمیشہ وقت سے پہلے مسجد میں حاضری اور قبلیہ سنن ونوافل کا اہتمام فرماتے، عامۃً عشاء وعصر سے پہلے سنتوں کا اہتمام کرنے والے کم ہی دیکھے گئے، مگر والد صاحب کو بہت اہتمام سے ان سنتوں کا پابند پایا۔[۱]

[۱]......آپ ﷺ عصر سے قبل چار رکعت پڑھتے تھے، اور اس کے کئی فضائل ارشاد فرمائے۔ ایک حدیث شریف میں ہے: جو عصر سے پہلے چار رکعت پر ہمیشگی کرے، اللہ پاک اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔ (مجمع الزوائد ص۲۲۲ ج۲)

جو عصر سے پہلے چار رکعت پڑھے گا اس کے بدن پر خدا نار دوزخ کو حرام کردے گا۔ (حوالہ بالا)

آپ ﷺ نے اس کے لئے رحمت کی دعا فرمائی جو عصر سے پہلے چار رکعت پڑھے۔

(ترمذی ص۹۸ ج۱۔ ابوداؤد ۱۸۰ ج۱۔ صحیح ابن خزیمہ ص۲۰۹۔ سنن کبری ص۴۷۳)

میری امت میں سے جو شخص عصر سے پہلے چار رکعت پر مداومت کرے گا وہ زمین پر یقینی طور پر مغفور ہو کر چلے گا۔ (مجمع الزوائد ص۲۲۲ ج۲۔ شمائل کبری ص:۲۸۱و۲۸۳ ج۷)

عشاء سے قبل چار رکعت اور اس کی فضیلت کے بارے میں کوئی حدیث معروف کتب حدیث میں نہیں ملتی، البتہ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی حدیث ''بین کل اذانین صلاۃ لمن شاء'' اس سے معلوم ہوا کہ عشاء سے قبل بھی نماز ثابت ہے، اور چار رکعات کی تعیین اس طرح ممکن ہے کہ تمام نمازوں میں سنن قبلیہ کی تعداد اس وقت کے فرائض کے برابر ہوتی ہے، چنانچہ فجر میں دوٗ ظہر میں چار اور عصر میں چار رکعات مسنون ہیں، اس کا تقاضا یہ ہے کہ عشاء سے قبل بھی چار رکعات ہوں۔ البتہ مغرب کا استثناء اسی حدیث کے بعض طرق میں موجود ہے۔ (درس ترمذی ص۱۹۷ ج۲)

البتہ سعید بن جبیر رضی اللہ کے اثر سے چار رکعات کا پڑھنا معلوم ہوتا ہے، کہ وہ عشاء سے پہلے چار رکعات پڑھتے تھے۔ اور ان سے ایک روایت یہ بھی مروی ہے کہ: صحابہ اور تابعین ان چار رکعات کو مستحب سمجھتے تھے۔ (قیام اللیل لمحمد بن نصر المروزی ص۸۸و۵۸۔ نماز مسنون ص۵۵۶۔ شمائل کبری ص۲۹۰ ج۷)

اکثر نماز عصر سے تھوڑی دیر پہلے کوئی رسالہ ہاتھ میں ہوتا اور آرام فرماتے، کبھی آنکھ لگ جاتی تو اذان سے قبل بیدار ہو کر نماز کی تیاری فرما کر، مسجد حاضر ہوتے، یہ عام معمول تھا۔ ایک مرتبہ راقم الحروف عصر کی نماز پڑھ کر گھر آیا تو دیکھا کہ والد صاحب آرام فرما رہے ہیں، مجھے خیال آیا کہ شاید طبیعت خراب ہے، میں نے بیدار کیا تو فرمایا: اذان ہوگئی؟ میں نے کہاں: جماعت بھی ہوگئی اور میں عصر پڑھ کے آیا ہوں، فوراً ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' پڑھا، اور راقم نے دیکھا کہ آنکھوں سے آنسو بہنے شروع ہوئے، تھوڑی دیر تک روتے رہے اور برابر ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' پڑھتے جاتے۔

مرض کے زمانہ میں باوجود ضعف شدید کے بھی اکثر فرائض کھڑے ہو کر پڑھتے۔ کتنے عرصہ تک تو تراویح بھی کھڑے ہو کر پڑھی۔ کبھی ایسا بھی دیکھا کہ نماز کھڑے ہو کر شروع کی مگر درمیان میں مجبوراً بیٹھ کر ختم کرنی پڑی، مگر اس وقت بھی جماعت کا ترک گوارہ نہ ہوا۔

نوافل کا اہتمام

یومیہ وہ نوافل جن کے احادیث مبارکہ میں فضائل آئے ہیں اور ان کی ترغیب دی گئی ہے' ان کا خوب اہتمام فرماتے۔ رات کو اٹھ کر تہجد کے نوافل ادا فرماتے [۱] اور طویل دعا

[۱]......آپ ﷺ تہجد کا بڑا اہتمام فرماتے، سفر میں بھی ناغہ نہیں فرمایا، حالت مرض میں جب قیام پر قدرت نہ ہوتی تو بیٹھ کر پڑھی مگر ترک گوارہ نہ فرمایا، اتفاقاً کبھی رات کو نہ پڑھ سکے تو دن میں پڑھ لی، حسب موقع رکعات میں کمی بیشی بھی فرمائی، کبھی دو کبھی چار کبھی آٹھ رکعات پڑھیں۔ اور اس کے پڑھنے کی تاکید اور فضائل بیان فرمائے۔ فرض کے بعد اس کو افضل ترین نماز فرمایا۔ دخول جنت کے اعمال میں شمار کیا۔ جنت میں بلاحساب جانے والوں میں تہجد گذار بھی ہوں گے۔ فرمایا: مؤمن کا شرف تہجد کی نماز ہے۔ فرمایا: تہجد کو لازم پکڑو، یہ تم سے پہلے صالحین کی عادت ہے، خدا کے تقرب' اس کی خوشنودی' گناہوں سے باز رہنے اور جسم کو بیماری سے بچانے کا ذریعہ ہے۔ تہجد گذار نامراد نہیں ہوتا۔ تہجد دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ حرم شریف کی نماز سے بھی تہجد کے ثواب کو زائد فرمایا۔ (شمائل کبریٰ ج۸)

کرتے ،اوراس وقت دعا میں بہت روتے تھے،بعض اوقات گریہ و بکا سے آواز تک نکل جاتی۔

نماز فجر کے بعد مسجد میں تلاوت وتسبیحات اوراوراد سے فارغ ہوکراشراق کے نوافل ادا فرما کر گھر تشریف لاتے۔ا راقم نے کبھی اس معمول کو ناغہ ہوتے ہوئے نہیں دکھا۔ گیارہ بجے کے قریب نماز چاشت بھی ادا فرماتے،مگراس میں وہ دوام نہیں تھا جواشراق و تہجد میں دیکھا گیا،تاہم پڑھنے کا معمول ضرور تھا۔۲

ا......آپ ﷺ سورج کے طلوع کے بعد دو رکعات پڑھتے تھے۔بعض روایات میں ہے کہ:نماز فجر کے بعداس جگہ سے نہ اٹھتے یہاں تک کہ نماز پڑھ لیتے۔اس نماز پر مقبول حج وعمرہ کے ثواب کا وعدہ فرمایا گیا۔اشراق کی دو یا چار رکعات پر فرمایا کہ:جہنم اس کی کھال کو نہ چھوئے گی۔ایک روایت میں ہے:جو فجر کی نماز کے بعداسی جگہ بیٹھا رہے اور کوئی دنیوی لغوبات نہ کرے،ذکر خدا میں رہے اور چار رکعات پڑھے تو وہ گناہ سے ایسا نکل جائے گا جیسے اس کی ماں نے آج جنا ہو۔ایک روایت میں ہے:سمندر کی جھاگ کے برابر گناہ ہوتو بھی معاف ہوجائیں گے۔اس نماز پر پورے دن تک کے لئے اللہ کی کفایت کا وعدہ فرمایا۔(تفصیل کے لئے دیکھئے!شمائل کبریٰ ص۸)

۲......آپ ﷺ چاشت کی نماز بھی پڑھتے تھے،فتح مکہ کے دن بھی آپ ﷺ نے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر چاشت کی آٹھ رکعات پڑھیں اور ہر دو رکعت پر سلام پھیرا۔کبھی آپ ﷺ چاشت کا اس قدر اہتمام فرماتے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:ہم سمجھتے تھے کہ کبھی ترک نہیں فرمائیں گے،اور جب ترک فرماتے تو ہم سمجھتے کہ شاید کبھی نہیں پڑھیں گے۔بعض مخصوص اصحاب کواس کے اہتمام کی خاص تاکید فرمائی کہ موت تک اسے نہ چھوڑیں۔چاشت کی نماز آپ سے دو' چار' چھ' آٹھ اور بارہ تک ثابت ہے۔جیسا موقع ہو اس اعتبار سے کمی بیشی کی جاسکتی ہے۔چاشت کے اہتمام پر سمندر کے برابر گناہ کی مغفرت کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔عمرہ کا اجر بھی بتلایا گیا ہے۔ایک حدیث میں چاشت کی دو رکعت پر غافلین میں نہ ہونا،چار پر عابدین میں ہونا،چھ پر دن بھر کی کفایت،آٹھ پر قانتین میں لکھا جانا اور بارہ پر جنت میں گھر کا بنایا جانا وارد ہوا ہے۔ایک روایت میں سونے کے گھر کا

مغرب کی نماز کے بعد چھ رکعات کا معمول بھی ہمیشہ کا رہا، اس میں ناغہ ہونا یاد نہیں پڑتا۔[۱]

بھی ذکر ہے۔ایک روایت کا مفہوم ہے کہ: جسم میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں اور ہر جوڑ پر صدقہ کا لزوم ہے جو چاشت کی نماز سے ادا ہو جائے گا۔آپ ﷺ نے چاشت کی پابندی کرنے والے کو اواب (اللہ کے خاص بندے جو اس کی طرف رجوع کرنے والے) میں شمار فرمایا ہے۔شہید کا ثواب پانے والا بھی فرمایا۔ جنت میں مستقل ایک دروازہ ہے چاشت کا دروازہ اس میں سے چاشت کا اہتمام کرنے والے داخل ہوں گے۔(تفصیل کے لئے دیکھئے! شمائل کبریٰ ص۲۷۹ ج۷)

(۱): ضروری نوٹ:......کئی احادیث میں آپ ﷺ کا معمول اشراق پڑھنے کا وارد ہوا ہے، مگر حضرت مولانا عبدالسلام ندوی رحمہ اللہ کی اس تحریر ''نماز اشراق اگرچہ رسول اللہ ﷺ نے جیسا کہ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے مروی ہے تمام عمر میں صرف ایک بار پڑھی تھی، لیکن بعض صحابیات نے اس کا التزام کر لیا تھا، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: اگرچہ رسول اللہ ﷺ کو کبھی نماز اشراق پر عمل کرتے ہوئے نہیں دیکھا، لیکن میں خود پڑھتی ہوں، کیونکہ آپ ﷺ بہت سی چیزوں کو پسند فرماتے تھے، لیکن اس پر عمل نہیں کرتے تھے کہ امت پر فرض نہ ہو جائیں'' (سیر الصحابہ ص۱۱ ج۱۱) سے بڑا تعجب ہوا کہ کیا واقعی آپ ﷺ نے زندگی میں صرف ایک ہی مرتبہ اشراق کی نماز پڑھی ہے، یہ اس لئے لکھ دیا گیا ہے کہ اہل علم کی نظر سے اس بارے میں کوئی تحقیق گذرے تو راقم کو بھی مطلع فرمائیں۔

(۲): ضروری نوٹ:......حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ کی تقریر ترمذی شریف میں تو یہاں تک ہے کہ فجر کی چار رکعت، اشراق کی چار رکعات، اور چاشت کی چار رکعت ملا کر بارہ پڑھے تو بھی چاشت کی بارہ کی فضیلت حاصل ہو جائے گی۔(الطیب الذکی ص۶۸۸ ج۱)

[۱]......مغرب اور عشاء کے درمیان جو نماز پڑھے وہ نماز اوابین ہے۔اوابین کا اطلاق مغرب کے بعد کے نفل کے علاوہ چاشت پر بھی ہوا ہے۔آپ ﷺ مغرب کے بعد طویل نوافل پڑھتے تھے، بعض مرتبہ تو عشاء تک مشغول رہتے۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ﴿ان ناشئة الليل﴾ سے مراد مغرب وعشاء کے درمیانی نوافل ہیں۔انہیں سے مروی ہے کہ: صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی ایک جماعت مغرب وعشاء کے درمیان نماز پڑھا کرتی تھی، اس پر ﴿تتجافى جنوبهم عن الضاجع﴾ نازل

ہر جمعہ کو صلوۃ التسبیح بڑے اہتمام سے ادا فرماتے۔اسی طرح بابرکت راتوں مثلاً: شب عیدین،لیلۃ القدر،شب برأت وغیرہ میں صلوۃ التسبیح کا اہتمام فرماتے۔[۱]

مبارک راتوں میں عبادات کا خاص اہتمام

مبارک راتوں میں عبادت کا حال عجیب تھا،ان راتوں میں بہت مختصر آرام فرما کر بقیہ

ہوئی۔حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: آیت ﴿کانوا قلیلا من اللیل ما یھجعون﴾ ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے بارے میں نازل ہوئی جو مغرب وعشا کے درمیان نماز پڑھا کرتے تھے۔اس کے بڑے فضائل آئے ہیں۔بارہ سال کی عبادت کا ثواب،سمندر کے جھاگ کے برابر گناہ ہوتو ان کا معاف ہونا، پچاس سال کے گناہوں کا معاف ہونا،اور مغرب کے بعد بلا گفتگو پڑھنے پر علیین میں بلند مرتبہ کا پانا،مسجد اقصی میں شب قدر کے مثل ہونا،اور نصف شب کی عبادت سے بہتر ہونا، جہاد کے بعد جہاد کے برابر اجر ملنا،اور مغرب کے بعد گفتگو سے پہلے دو رکعت پر خطیرۃ القدس میں جگہ پانا' اور چار پر حج کے بعد حج کے مثل ہونا' اور چھ پر پچاس سال کے گناہ کا معاف ہونا وغیرہ بے شمار اجر کا وعدہ وارد ہوا ہے۔سنت مؤکدہ کے ساتھ چھ پڑھے تب بھی ان فضائل کا مستحق ہوگا،اور اس کے علاوہ چھ پڑھے تو اور اعلی بات ہے۔ترمذی شریف کی روایت میں مغرب کے بعد بیس رکعت پڑھنے پر جنت میں گھر بنائے جانے کا ذکر بھی آیا ہے۔(شمائل کبری ص ۲۸۵ ج ۷)

[۱]……حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہر جمعہ کو زوال کے بعد صلوۃ التسبیح پڑھتے تھے۔اس کی بھی بڑی فضیلت آئی ہے،آپ ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے عباس! اے میرے چچا! کیا میں تمہیں عطیہ کروں؟ ایک بخشش کروں؟ ایک چیز بتاؤں؟ دس چیزوں کا مالک بناؤں؟ جب تم اس عبادت کو کروگے تو اللہ تعالی تمہارے سب گناہ پہلے کے پچھلے' پرانے اور نئے' غلطی سے ہونے والے یا بالقصد کئے گئے' صغیرہ ہوں یا کبیرہ' پوشیدہ ہوں یا کھلم کھلا سب ہی معاف فرمادیں گے،وہ عمل صلوۃ التسبیح کا ہے۔اس نماز کی پہلی رکعت میں سورۂ زلزال' دوسری میں عادیات' تیسری میں نصر اور چوتھی میں لہب پڑھنا،اور ایک روایت میں: پہلی رکعت میں سورۂ تکاثر' دوسری میں عصر' تیسری میں کافرون اور چوتھی میں اخلاص پڑھنا بھی آیا ہے۔(شمائل کبری ص ۳۸۹ ج ۸)

اوقات پورے عبادات میں مصروف رہتے ، مثلاً شب قدر، شب برأت، شب عیدین میں مختلف عبادات کو جمع فرماتے ، تلاوت قرآن، نوافل، ذکر واذکار، اور دعا میں رات گذارتے ، خصوصاً ان راتوں میں دعا کا عجیب معمول تھا گھنٹہ بھر یا اس سے بھی کچھ زائد وقت تک بڑے الحاح وزاری اور روتے ہوئے بہت خشوع وعاجزی سے دعائیں مانگتے اور اپنے رب سے ایک والہانہ انداز میں باتیں فرماتے ۔ اور اکثر ان راتوں میں دو مرتبہ طویل دعا فرماتے ، ایک مرتبہ مغرب کے نوافل کے بعد اور دوسری مرتبہ رات کے آخری حصہ میں تہجد کے بعد۔[۱]

---

[۱]......شب قدر تو خیر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ شب برأت کے بھی بڑے فضائل آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس رات میں اپنی مخلوقات کی طرف توجہ فرماتے ہیں، اور سب لوگوں کی مغفرت فرما دیتے ہیں سوائے مشرک، دشمنی رکھنے والا، کینہ رکھنے والا، قاتل، رشتہ کو کاٹنے والا، ازار کو ٹخنہ سے نیچے لٹکانے والے، والدین کی نافرمانی کرنے والا، شراب کا عادی، زانی کے۔ آپ ﷺ نے خود بھی اس رات میں عبادت کا اہتمام فرمایا ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے! شب برأت کی حقیقت)

حدیث شریف میں ہے کہ: جو عیدین کی راتوں کو عبادت سے معمور رکھے گا اس دن اس کا دل (قیامت کے دن) جس دن لوگوں کے دل مردہ ہوں گے زندہ رہے گا۔ خالد بن معدان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جو رجب کی پہلی رات، شب عیدین، عاشورہ کی رات اور شب برأت میں عبادت پر مواظبت کرے گا اللہ اسے جنت میں داخل فرمائیں گے۔ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے عدی بن ارطاۃ رحمہ اللہ کو لکھا کہ: چار راتوں کی عبادت کو لازم پکڑو کہ اس میں خدا کی رحمت متوجہ ہوتی ہے: رجب کی پہلی شب، شب برأت، شب عیدین۔ علامہ شعرانی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ: آپ ﷺ عیدین کی رات میں ذکر وطاعت پر ابھارتے اور ترغیب دیتے۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: پانچ راتوں میں دعا مستجاب ہوتی ہے: شب جمعہ، شب عید الفطر، شب عید الاضحیٰ، یکم رجب کی شب اور شب برأت۔ حق تعالیٰ چار راتوں میں ہر قسم کے احسانات کا دروازہ کھول دیتا ہے: عید و بقرعید کی شب میں اور شب برأت میں۔ (البصائر ص ۵۷۹ ج ۱، شب برأت کا بیان)

شب برأت میں اکثر میں نے ان کو دیکھا کہ قبل مغرب غسل فرماتے اور عمدہ لباس زیب تن فرما کر مغرب کے لئے تشریف لے جاتے۔ حالانکہ والد صاحب کی زندگی، رہن سہن میں اور خصوصاً لباس کے معاملہ میں مثالی سادہ تھی۔

تلاوت قرآن پاک اور چند وظائف وتسبیحات کا اہتمام

قرآن کریم سے خصوصی شغف تھا، تلاوت بکثرت فرماتے۔[۱] ایک زمانہ تک غیر رمضان میں ایک منزل یعنی ہفتہ میں ایک قرآن کریم ختم فرماتے۔ [۲]

---

[۱]......قرآن کریم کی تلاوت کے فضائل تو لاتعداد ہیں، اسی لئے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور اسلاف کا معمول وشغف بھی قرآن کریم کے ساتھ مثالی رہا ہے۔ آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بعض مرتبہ تلاوت کرتے ہوئے پوری رات گذر جاتی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بعض مرتبہ وتر کی ایک رکعت میں تمام قرآن شریف پڑھا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بھی ایک رات میں تمام قرآن شریف پورا فرمالیا کرتے تھے۔ سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے دو رکعت میں کعبہ کے اندر تمام قرآن شریف پڑھا۔ ثابت بنانی رحمہ اللہ دن رات میں ایک قرآن شریف ختم کرتے تھے، اسی طرح ابوحرۃ رحمہ اللہ بھی۔ ابوشیخ ہنائی رحمہ اللہ نے ایک رات میں دو ختم کئے، صالح بن کیسان رحمہ اللہ سفر حج میں رات میں دو ختم فرمالیتے، منصور بن زاذان رحمہ اللہ صلوۃ الضحی میں ایک اور ظہر سے عصر تک میں دوسرا ختم کرلیتے۔ حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ دن میں ایک چوتھائی قرآن کریم دیکھ کر پڑھتے اور اسی کو رات میں نوافل میں پڑھا کرتے تھے۔ سعید بن جبیر رحمہ اللہ دو دن میں ایک ختم فرمالیتے۔ مسعر بن کدام رحمہ اللہ جب تک آدھا قرآن ختم نہ فرمالیتے سوتے نہیں تھے۔ امام وکیع رحمہ اللہ رات میں ایک قرآن ختم فرماتے۔ (ارمغان حق، از ۲۱۴ تا ص ۲۲۰)

سلف کی عادت مختلف رہی ہے بعض روزانہ ایک، بعض تین دن میں، بعض ایک ہفتہ میں اور رمضان میں تو ایک، دو تک کے ختم کا معمول رہا ہے۔

[۲]......حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

بہتر یہ ہے کہ سات روز میں ایک کلام مجید ختم کرے کہ صحابہ کا معمول عامۃً یہی نقل کیا جاتا

رمضان المبارک میں یومیہ پورے قرآن کریم پڑھنے کا معمول برسوں تک رہا۔
رمضان المبارک میں روزانہ قبیل مغرب قرآن کریم ختم فرما کر لمبی دعا فرماتے۔[۱]

اس کے علاوہ فجر کی نماز کے بعد سورۂ یسین شریف' مغرب کے بعد سورۂ واقعہ اور عشاء کے بعد سورۂ تبارک والم سجدہ' پڑھنے کا اہتمام شاید زندگی بھر ترک نہیں ہوا۔[۲]

قرآن کریم کا ادب بھی مثالی تھا، حالت ضعف میں کسی سے قرآن سنتے تو بھی بیٹھ کر

ہے۔ جمعہ کے روز شروع کرے اور سات روز میں ایک منزل روزانہ کر کے پنج شنبہ (جمعرات) کے روز ختم کر لے۔ (فضائل قرآن ص ۳۵۵، تحت حدیث نمبر: ۳۳)

۱......امام شافعی رحمہ اللہ رمضان میں ساٹھ قرآن کریم ختم فرماتے۔ امام بخاری رحمہ اللہ ہر رمضان میں تراویح کے بعد نصف قرآن سے ایک تہائی قرآن کی تلاوت کرتے تھے، اور ہر تیسری رات میں قرآن ختم کرتے تھے، اور دن میں روزانہ ایک قرآن ختم کرتے تھے۔ (ارمغان حق ص ۲۲۰ وص ۲۲۱)

۲......ان چند سورتوں کے فضائل یہ ہیں:

سورۂ یٰس کے فضائل:...... یہ قرآن کا قلب و دل ہے۔ اس کے پڑھنے پر دس قرآن کا اجر ملتا ہے۔ رات کو اللہ کی رضا کے لئے پڑھنے پر اس رات میں مغفرت ہو جاتی ہے۔ دن میں پڑھنے پر اس کی حاجتیں پوری کر دی جائیں گی۔ دن میں پڑھنے سے رات تک آسانی اور رات میں پڑھنے سے صبح تک آسانی ہو جاتی ہے۔ آخرت کے لئے پڑھنے پر گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ ہر رات پڑھنے کا اہتمام کرے تو موت پر شہادت کا درجہ ملے گا۔ آپ ﷺ کی چاہت تھی کہ میری امت کے ہر شخص کے دل میں یٰس ہو۔ میت پر پڑھنے سے موت میں آسانی ہوتی ہے۔ ولادت میں آسانی ہوگی۔ والدین کی قبر کی ہر جمعہ زیارت کرے اور یہ سورت پڑھے تو ہر حرف کے بدلے میں ان کی مغفرت ہو جائے گی۔
(تبیان القرآن ص ۷۰۷ ج ۹)

سورۂ واقعہ کے فضائل:...... جو اس سورت کو روزانہ رات میں پڑھے گا وہ کسی چیز کا محتاج نہیں ہوگا۔ کبھی فاقے سے نہیں رہے گا۔ اپنی عورتوں کو یہ سورت سکھاؤ، اس لئے کہ یہ خوشحال کرنے والی ہے۔
(تبیان القرآن ص ۶۴۶ ج ۱۱)

سورۂ تبارک کے فضائل:...... جس کی یہ شفاعت کرے گی اس کی مغفرت ہو جائے گی۔ یہ اپنے پڑھنے

ادب سے سنتے حالانکہ ڈاکٹروں نے بیٹھنے سے منع کیا تھا۔

قرآن کریم کے علاوہ روزانہ کے معمولات میں ''الحزب الاعظم'' اور ''مناجات مقبول'' کی ایک منزل کے علاوہ چالیس درود شریف اور منزل بڑے اہتمام سے پڑھتے۔[۱]

والوں کی طرف سے جھگڑا کرے گی حتی کہ اس کو جنت میں داخل کردے گی۔ یہ عذاب قبر سے نجات دینے والی ہے۔ آپ ﷺ کو پسند تھا کہ یہ سورت ہر مؤمن کے دل میں ہو۔ یہ سورت قبر میں عذاب کے وقت پرندوں کی شکل میں آکر عذاب کو دور کرے گی۔ اس کی تلاوت کئے بغیر آپ ﷺ سوتے نہیں تھے۔ (تبیان القرآن ص۱۳۵ ج۱۲)

سورۂ سجدہ کے فضائل:......آپ ﷺ اس کو پڑھے بغیر سوتے نہیں تھے۔ یہ نجات دینے والی سورت ہے۔ عذاب قبر سے حفاظت کرنے والی ہے۔ (تبیان القرآن ص۳۰۲ ج۹)

[۱]...... ''الحزب الاعظم'' ملا علی قاری رحمہ اللہ کی اور ''مناجات مقبول'' حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی عربی میں قرآن وحدیث وغیرہ پر مشتمل دعا کی بہترین کتابیں ہیں، ان میں روزانہ کی ترتیب پر ایک ایک منزل قائم کرکے ہفتہ بھر کا ایک نظام بنایا ہے، روزانہ ایک منزل پڑھنے سے دنیا وآخرت کی جملہ حاجتوں کی دعائیں مانگنے والا ہوجاتا ہے، مگر یہ علماء اور عربی داں کے لئے مفید ہے، جو حضرات عربی نہیں جانتے ان کے لئے بہتر ہے کہ بجائے ان کو رٹنے کے معانی سمجھ کر اپنے دل ودماغ سے دعائیں کرتا رہے، یہ بہتر ہے۔

چالیس درود شریف بھی حکیم الامت رحمہ اللہ کا ترتیب دادہ احادیث کے صیغوں پر مشتمل بہت مفید مجموعہ ہے، بہت سے حضرات بزرگوں کے ترتیب دادہ درود شریف بھی پڑھتے ہیں، مگر اس سے زیادہ فضیلت کی بات یہ ہے کہ جو درود شریف احادیث سے ثابت ہیں ان کا پڑھنا بہتر ہے۔

منزل قرآن کریم: ۳۳/آیتوں پر مشتمل ایک مفید ومجرب عمل ہے، جو سحر ونظر بد سے حفاظت کے لئے اکسیر نسخہ ہے۔ اور حدیث سے بھی ثابت ہے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس تھا کہ اتنے میں آپ ﷺ کے پاس ایک دیہاتی آئے اور انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میرا ایک بھائی ہے جسے تکلیف ہے، حضور ﷺ نے پوچھا: اسے کیا تکلیف ہے؟ انہوں نے کہا: اس پر جنات کا اثر ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اسے میرے پاس لاؤ، وہ دیہاتی اپنے بھائی کو

ان معمولات کے علاوہ نہ جانے تسبیحات کی مقدار کا کیا معمول تھا، راقم نے کبھی ان کو بیکار بیٹھتے ہوئے اور اپنا قت ضائع کرتے ہوئے نہیں دیکھا، جب مطالعہ اور تلاوت وغیرہ سے فارغ ہوتے تو تسبیح ہاتھ میں ہوتی اور زبان ہر وقت ذکر اللہ میں مشغول رہتی۔

حرمین شریفین کے قیام میں عبادات کا عجیب منظر

الحمد اللہ راقم کو یہ شرف اللہ نے عطا فرمایا کہ والد مرحوم اور والدہ ماجدہ (بارک اللہ فی عمرہا) کی معیت میں ایک رمضان المبارک پورا حرمین شریفین میں گذارا۔ یہ سن : ء کا رمضان تھا، اور والد صاحب بیماری میں زندگی کے اوقات گذار رہے تھے، کھانے وغیرہ سے معذوری کی وجہ ضعف بھی رہتا تھا، مگر بیماری کے اس طویل عرصہ میں ذوق عبادت و ذوق مطالعہ میں کوئی نقص نہیں آیا۔ حرمین شریفین میں روزانہ صبح تقریبا گیارہ بجے صبح کو آرام کے بعد بیدار ہو کر استنجاء و وضو سے فارغ ہوتے اور حرم شریف تشریف لاتے، ضعف کی وجہ سے ویل چیر ساتھ رہتی، مسجد میں آتے ہی ایک خاص جگہ جہاں پورے بیس روز تک نماز وتراویح ادا فرمائی، تحیۃ المسجد ادا فرما کر تلاوت قرآن کریم میں مشغول ہو جاتے

لائے اور اسے حضور ﷺ کے سامنے بٹھا دیا۔ حضور ﷺ نے سورت فاتحہ اور مندرجۂ ذیل آیتیں پڑھ کر اسے اللہ کی پناہ میں دیا۔ سورت بقرہ کی شروع کی چار آیتیں اور یہ دو آیتیں ﴿والھکم الہ واحد﴾ اور آیت الکرسی اور سورۂ بقرہ کی آخری تین اور آل عمران کی ایک آیت ﴿شھد اللہ انہ لا الہ الا ھو﴾ اور اعراف کی ایک آیت ﴿ان ربکم اللہ﴾ اور سورت مومنین کی آخری آیت ﴿فتعالی اللہ الملک الحق﴾ اور سورت جن کی ایک آیت ﴿وانہ تعالی جد ربنا﴾ اور سورت صافات کی شروع کی دس آیتیں اور سورت حشر کی آخری تین آیتیں، اور ﴿قل ھو اللہ احد﴾ اور معوذتین یعنی ﴿قل اعوذ برب الفلق﴾ اور ﴿قل اعوذ برب الناس﴾ (حضور ﷺ کے اس پڑھنے کی برکت سے) وہ آدمی وہاں سے اس طرح ٹھیک ہو کر اٹھا کہ جیسے اسے کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔

(حیاۃ الصحابہ اردو ص۵۵۳ ج۳، جنات سے اللہ کی پناہ)

اور تراویح سے پہلے تک پورا قرآن مجید ختم فرما دیتے۔ اس دوران کچھ وقت تسبیحات کا بھی ہوتا، افطار سے قبل بڑے الحاح وزاری سے لمبی دعا فرماتے۔ اس طویل عرصہ میں جو صبح گیارہ بجے سے رات گیارہ تک کا تقریبا ہوتا، نہ آرام فرماتے نہ وضو کی ضرورت ہوتی، پورے مہینہ تقریبا یہ معمول رہا کہ اسی صبح کے وضو سے تراویح پڑھی۔ میں حیران تھا کہ والد صاحب شگر کے مریض تھے، اور افطار میں کچھ مشروب کے ساتھ ماءِ زمزم بھی اچھی خاصی مقدار میں نوش فرماتے، مگر نہ استنجاء کا تقاضہ نہ آرام کا نہ وضو کا۔ بعض حضرات اکابر کے سامنے جب میں نے والد صاحب کے اس معمول کا تذکرہ کیا، تو سب نے تعجب سے سنا اور کہا: واقعی یہ تو ان کی کرامت ہی تھی۔ اس سفر میں میرے محسن دوست افضل بھائی کا سوجی نے والد کی معیت کا حق ادا کر دیا، کہ وہ بھی برابر صبح سے تراویح تک ساتھ ہی رہے، فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

امامت واذان کا معمول

والد صاحب رحمہ اللہ کو اللہ تعالی نے آواز بھی بہت اچھی عطا فرمائی تھی، نماز بہت خوب پڑھاتے تھے، میرے بچپن کے زمانہ میں امام صاحب کی عدم موجودگی میں اکثر امامت والد صاحب ہی فرماتے، قرأت میں سنت کا بہت اہتمام فرماتے دیکھا گیا، نماز فجر میں بھی اکثر طوال مفصل کی سورتیں پڑھتے، آواز میں ایک عجیب تاثیر تھی، کبھی کسی حادثہ یا غم کے موقع پر نماز فجر پڑھاتے تو بڑی رقت سے پڑھتے، سورۂ نبأ کے پڑھنے کی کیفیت اب تک ذہن میں محفوظ ہے۔ امامت کے وقت خصوصی طور پر اطمینان اور تعدیل ارکان کا بھی خوب اہتمام فرماتے۔

دونوں عیدین کی راتیں عبادت میں گذار کر نماز فجر کی اذان دیتے تو عجیب منظر ہوتا اور

لوگ بڑے مست ہو کر سنتے تھے، عورتیں تک عید کے دن فجر کی اذان سننے کی انتظار میں رہتی تھیں۔ بعض مرتبہ مغرب کی اذان بھی دیتے سنا گیا۔ ۱

غسل میت اور نماز جنازہ کی امامت

گاؤں میں کوئی جنازہ ہوتا' والد صاحب فوراً حاضر ہوتے اور غسل میں شرکت فرماتے، اکثر حضرات کو بھی اس کی تمنا رہتی کہ والد صاحب ان کے غسل میں ضرور شرکت فرمائیں، میت کے ورثاء کا بھی یہی تقاضا رہتا کہ آپ غسل دیں، بلا مبالغہ سینکڑوں اموات کے غسل وکفن میں شریک رہے۔ ۲

والد صاحب رحمہ اللہ کے تقوی وطہارت اور بزرگی کی وجہ سے عوام تو عوام علماء تک کی یہ چاہت ہوتی تھی کہ میری نماز جنازہ آپ پڑھائیں، کئی حضرات نے وصیت کی کہ ان کی نماز جنازہ بھائی میاں پڑھائیں۔ ۳ راقم نے بہت کم دیکھا کہ گاؤں یا اطراف میں کسی

۱......اذان کے بڑے فضائل آئے ہیں۔ اور خود آپ ﷺ نے بھی ایک مرتبہ سفر کی حالت میں اذان دی ہے۔ (اذان کے فضائل اور دیگر تفصیلات دیکھنا ہو تو دیکھئے! شمائل کبری جلد ۸)

۲......میت کو غسل دینے والا (امانت دار یعنی کوئی چیز دیکھے تو اس کا افشاء نہ کرے تو) گناہوں سے ایسا نکل جاتا ہے جیسے اس کی ماں نے آج ہی جنا ہو۔ ایک روایت میں اس کی مغفرت کا وعدہ ہے، ایک روایت میں ۴۰ مرتبہ اس کی مغفرت کیا جانا وارد ہوا ہے۔ (شمائل کبری ص ۳۱۷ ج ۱۰)

۳......اس زمانہ میں جنازہ کی امامت کا اصل حق تو امام مسجد کا ہے، مگر کوئی وصیت کر جائے کہ میری نماز فلاں بزرگ پڑھائے تو جائز ہے۔ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے وصیت کی کہ ان کی نماز جنازہ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ پڑھائیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ ان کی نماز جنازہ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ پڑھائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ ان کی نماز جنازہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ پڑھائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے وصیت کی کہ ان کی نماز جنازہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پڑھائیں۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ ان کی

کے جنازہ کی نماز والد صاحب کی موجودگی میں کسی اور نے پڑھائی ہو۔ حالانکہ آپ کی ہمیشہ یہ چاہت ہوتی تھی کہ کسی اور کو امامت کے لئے آگے کریں، مگر لوگوں کے اصرار کی وجہ سے مجبوراً امامت فرماتے۔[۱]

نماز جنازہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ پڑھائیں۔ حضرت ابومیسرہ رحمہ اللہ نے وصیت کی کہ ان کی نماز جنازہ قاضی شریح رحمہ اللہ پڑھائیں۔ حضرت یونس بن جبیر رحمہ اللہ نے وصیت کی کہ ان کی نماز جنازہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ پڑھائیں۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ ان کی نماز جنازہ صحابۂ کرام پڑھائیں، ابن زیاد (جو اس زمانہ میں حکومت پر تھا) نہ پڑھائے۔
(شمائل کبریٰ ص۳۶۰ ج۱۰)

[۱]...... جنازہ کی امامت کا حق کس کو ہے؟ حضرت سالم، قاسم، طاؤس، مجاہد، عطا (رحمہم اللہ) جنازہ کی امامت میں امام (محلّہ) کو آگے کیا کرتے تھے۔ منصور کہتے ہیں کہ: میں ابراہیم رحمہ اللہ کے ساتھ جنازہ میں حاضر ہوا وہ اس کے ولی تھے، انہوں نے محلے کے امام کو آگے بڑھایا۔ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ نے اپنی والدہ کے نماز جنازہ کی امامت کے لئے عبدالرحمٰن بن حکم کو آگے بڑھایا جو محلّہ کی مسجد کے امام تھے۔ حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ وہ نماز جنازہ پڑھانے کے لئے اسی کو مستحق سمجھتے تھے جس کے پیچھے وہ فرائض پڑھنے پر راضی تھے (یعنی اپنے محلے کے امام) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ: نماز جنازہ مساجد کے امام پڑھائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے پڑھائی کہ وہ فرائض کے امام تھے۔

مسئلہ:...... میت کی نماز جنازہ پڑھانے کے سلسلے میں یہ مسئلہ ہے کہ اگر اس نے اپنی زندگی میں کسی کو جنازہ پڑھانے کو کہہ دیا ہو تو وہی پڑھانے کا مستحق ہے۔ ورنہ محلے کی مسجد کا وہ امام ہے جس کے پیچھے اس نے فرائض پڑھی ہیں۔ ''اعلاء السنن'' میں ہے کہ: اس امر پر اجماع ہے کہ محلے کی مسجد کا امام جنازہ پڑھانے کے زیادہ لائق ہے۔ دوسرے اولیاءؔ اور اہل فضل کے مقابلہ میں، اسی کے قائل امام نخعی رحمہ اللہ ہیں، اسی کو امام بخاری رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے۔ مناسب ہے کہ ولی امام مسجد کو آگے بڑھائے، ہاں اسے مجبور نہیں کیا جائے گا، اسی کو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اختیار کیا ہے۔ (شمائل کبریٰ ص۳۵۷ ج۱۰)

نفل روزوں کا بڑا اہتمام تھا

ایام مبارکہ کے وہ مخصوص روزے جن کے فضائل احادیث میں آئے ہیں، ان کا بھی بڑا اہتمام تھا، مثلاً: شوال کے چھ روزے اہتمام سے رکھتے تھے، اور عامۃً عید کے دوسرے روز ہی سے شروع فرمادیتے اور مسلسل رکھ لیتے، ایک مرتبہ فرمایا کہ: چونکہ رمضان میں روزوں کی عادت ہوجاتی ہے، اس لئے فورا رکھ لیتا ہوں، تاکہ کوئی بوجھ محسوس نہ ہو، کچھ ایام گذر جانے کے بعد نہ جانے رکھ سکوں یا نہیں؟ اور دیر سے رکھنے میں عادت بھی چھوٹ جاتی ہے تو شاید مشکل لگے، اس لئے میں فورا رکھنے کو پسند کرتا ہوں۔ اسی طرح عرفہ و عاشورہ کے روزے کا بھی اہتمام فرماتے۔ [۱]

---

[۱]......شوال کے روزے: حدیث میں ہے: جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے بعد شوال کے ۶/روزے رکھے، اس نے گویا ہمیشہ روزے رکھے۔ جو ایک نیکی کرتا ہے اسے دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔ ان روزوں پر گناہوں سے ایسا صاف ہوجائے گا جیسا کہ ماں نے آج جنا ہو۔

حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد صاحب قاسمی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

رمضان کے بعد عادت کی وجہ سے ان کا رکھنا بھی آسان ہوتا ہے، خواہ عید کے بعد مسلسل رکھ لے جو بہتر ہے یا الگ الگ رکھ لے دونوں طرح جائز ہے۔ علامہ نووی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ: خواہ الگ الگ رکھے یا آخری شوال میں رکھے فضیلت حاصل ہوجائے گی۔ (شمائل کبری ص۱۶۱ج۹)

عرفہ کا روزہ:......حدیث شریف میں ہے: جس نے عرفہ کے دن ۹/ذی الحجہ کا روزہ رکھا، اس کے دو سال کے مسلسل گناہ معاف ہوں گے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ہم آپ ﷺ کے زمانہ میں عرفہ کا روزہ کا ثواب دوسال کے برابر سمجھتے تھے۔ (شمائل کبری ص۱۶۲ج۹)

عاشورہ کے روزہ:......حدیث میں ہے: آپ ﷺ عاشورہ کے روزے رکھنے کا حکم فرماتے تھے۔ آپ ﷺ خود بھی اس کا اہتمام فرماتے۔ عاشورہ کے روزے سے ایک سال کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ عاشورہ کا روزہ حضرات انبیاء علیہم السلام نے رکھا، پس تم روزہ رکھو۔ (شمائل کبری ص۱۷۱ج۹)

اعتکاف کا اہتمام

راقم نے اپنے زمانۂ طفولیت سے کبھی بھی آپ کا اعتکاف نہ فرمانا نہیں دیکھا، میرا خیال ہے کہ: ۷۴ر سالہ زندگی میں پچاس سے زائد مرتبہ اعتکاف فرمایا ہوگا۔ ۱؎ کئی اعتکاف تو پورے ماہ کے کئے۔ ڈابھیل میں حضرت مولانا مفتی اسماعیل صاحب مدظلہم نے جب اعتکاف کا سلسلہ شروع فرمایا تو والد صاحب نے کئی اعتکاف پورے ماہ کے ڈابھیل جامعہ میں بھی کئے۔ ۲؎ ایک مرتبہ حضرت مولانا مفتی محمود الحسن صاحب گنگوہی رحمہ اللہ کے

۱؎...... آپ ﷺ اہتمام سے اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے عشرۂ اولیٰ دو عشرے اور پورے ماہ کا اعتکاف بھی فرمایا۔ کبھی کسی وجہ سے اعتکاف نہ فرما سکے تو آئندہ سال بیس دن کا اعتکاف فرمالیا، گویا اس سال کی قضا فرمالی۔ اعتکاف سے سارے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔ معتکف گناہ سے محفوظ رہتا ہے اور بہت سی نیکیاں جو اعتکاف کی وجہ سے نہیں کرسکتا ان کا بھی اجر حاصل کرلیتا ہے۔ عشرہ کے اعتکاف پر دو حج و دو عمرے کا ثواب بتلایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ایک دن کا اعتکاف پر اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں آڑ کردی جاتی ہیں۔ دودھ دوہنے کی مقدار اعتکاف کرنے سے بھی غلام کو آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ مغرب سے عشاء تک کے اعتکاف پر جنت میں محل کا مستحق ہوجاتا ہے، اگر درمیان میں دنیوی بات نہ کرے۔ (شمائل کبریٰ ص جلد ۹)

۲؎...... ''تاریخ جامعہ'' ڈابھیل میں اس کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

اس سال (۱۳۹۱ھ میں) شیخ المشائخ حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ کے ارشاد سے حضرت کے خلیفہ اور جامعہ کے مفتی مولانا مفتی اسماعیل صاحب کچھولوی نے رمضان میں اعتکاف کا سلسلہ شروع فرمایا، حضرت شیخ الحدیث کے یہاں شب و روز کے معمولات کے مطابق یہاں پر بھی معمولات جاری رکھے گئے، مختلف گاؤں سے بہت سے حضرات (نوے: ۹۰ر افراد) پورا رمضان مبارک اعتکاف کے ساتھ گذارنے کے لئے یہاں تشریف لائے، ذاکرین وشاغلین کی ایک جماعت جمع ہوگئی ذکر و شغل، تلاوت اور دعا میں مشغول دیکھ کر مسجد جامعہ ایک خانقاہ معلوم ہونے لگی۔

(تاریخ جامعہ ص ۱۷۲۔ مکتوبات فقیہ الزمن ص ۹۷)

ساتھ بھی اعتکاف کیا۔حرمین شریفین کے سفر میں بھی رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف مدینہ منورہ کی مسجد نبوی میں کرنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔راقم نے برسوں دیکھا کہ اعتکاف سے فراغت پر بعد مغرب اوابین ادا فرماتے اور طویل دعا بہت رو رو کر کرتے۔

سادگی

والد صاحب رحمہ اللہ کی پوری زندگی سادگی کی اعلیٰ مثال تھی، کھانے پینے، رہنے سہنے لباس و پوشاک، ہر معاملہ میں سادگی کا پورا اہتمام فرماتے۔ [۱]

[۱]......حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے ایک دن آپ ﷺ کے سامنے دنیا کا ذکر کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: غور سے سنو، دھیان دو، یقیناً سادگی ایمان کا حصہ ہے، یقیناً سادگی ایمان کا حصہ ہے۔

(ابوداؤد، باب النهى عن كثير من الارفاة، رقم الحديث ۴۱۶۱۔منتخب احادیث ص۲۰)

ایک حدیث میں ہے: اللہ پاک سادگی پسند بندہ کو محبوب رکھتا ہے، جسے یہ بھی پرواہ نہیں کہ اس نے کیا پہنا ہے۔(بیہقی، کنز العمال ص۸۷ ج۳)

حضرت مولانا مفتی ارشاد صاحب قاسمی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

خدا کو سادگی اور سادہ بندہ بہت پسند ہے۔حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور اسلاف کرام ایسے ہوئے ہیں اور رہتے ہیں۔سادگی کا مطلب ظاہر ہے،خوش عیش، خوش پوشاک نہ ہونا، نہ تو خوشنما عمدہ کپڑے کا اہتمام ہو نہ عمدہ قیمتی کھانوں کا ذہن ہو، نہ خوشنما شاندار بہترین مکان ہو، نہ موٹر کار پر سواری کا التزام، خواہش، وطلب ہو، زندگی، رہن سہن میں مال کی فراوانی کا اثر ہو یعنی متوسط یا غریب طبقہ کا مؤمن ہو، کھانا بھی موٹا، کپڑا بھی موٹا، رہنا سہنا بھی، شادی بیاہ بھی غرض کہ زندگی کے تمام پہلو میں سادگی ہو۔

اگرچہ اس دور میں ایسا آدمی عزت و وقعت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا ہے، مگر اپنے مالک و مولیٰ کی نگاہ میں تو محبوب و پسندیدہ ہے، آخرت میں تو بازی لے جانے والا ہے، بندۂ خدا کے لئے یہی کافی ہے۔دنیا کی عزت و وقعت کا کیا اعتبار، دنیا تو خوب لحیم شحیم موٹے جسم اور خوش نما پوشاک والے کو عالم اور بزرگ سمجھتی ہے، ایسوں کا کیا اعتبار۔(شمائل کبریٰ ص۳۸۸ ج۴)

کپڑے میں بھی کسی طرح کا اسراف انہیں گوارہ نہ تھا، بہت سادہ لباس جو وقت پر میسر آ گیا زیب تن فرما لیتے۔ جمعہ و عیدین میں بھی کوئی خاص اہتمام نہیں تھا، نئے خریدنے میں بھی کوئی خاص ذوق نہیں تھا، سادگی سے جو میسر آ گیا خرید لیا۔ اولادوں کی شادی کے دن بھی کوئی نیا لباس پہننے کا معمول نہیں تھا۔ ہفتہ میں دو مرتبہ لباس تبدیل فرماتے: جمعہ اور منگل' اسی لباس سے سفر فرماتے' چاہے کتنا اہم سفر کیوں نہ ہو۔ شادی میں شرکت ہو یا کسی جلسہ میں لباس اپنے وقت سے پہلے تبدیل کرنا انہیں ناپسند ہوتا، بعض مرتبہ بیٹیاں اصرار بھی کرتیں کہ سفر ہے عمدہ لباس تبدیل فرمالیں، مگر انکار فرما دیتے۔ کپڑے میں استری کرنا کبھی یاد نہیں پڑتا، کسی نے استری کر دی تو ٹھیک ہے ورنہ از خود کبھی اس کا اہتمام نہیں فرمایا۔

کھانے میں کوئی خاص اہتمام نہ ہوتا تھا جو وقت پر مل گیا نوش فرما لیا، چاول کم کھاتے اکثر دونوں وقت روٹی پسند فرماتے، مرچ بہت کم کھاتے۔ مہمان کی آمد پر بھی انہیں کوئی تکلف پسند نہ تھا، بلا تکلف جو حاضر ہوتا کھلا دیتے، اہل خانہ کوئی اہتمام کر لیتے تو فبہا، بڑے سے بڑے مہمان اور علماء کرام کی آمد پر تکلف سے دور رہ کر سادہ کھانا کھلانا پسند فرماتے، اوران میں کوئی شرم محسوس نہیں ہوتی۔ حقیقت میں ان کا ہر کام اخلاص سے پر ہوتا، وہ ہر کام اللہ کے لئے کرنے کے عادی تھے، آج کل دعوتوں میں جو اسراف اور تکلفات کی بھر مار ہو رہی ہے ان سے وہ کوسوں دور تھے۔ میں نے کئی مرتبہ دیکھا کہ بعض اکابر علماء تشریف لائے اور گھر پر دال روٹی ہوتی تو وہی ان کے سامنے رکھ دی۔ بعض اکابر علماء سے میں نے خود سنا کہ: بھائی میاں کے گھر کی دال دوسروں کے گھر کی بریانی و مرغی سے لذیذ ہوتی ہے، اس لئے کہ وہ کامل اخلاص سے کھلاتے ہیں ان میں کوئی تکلف نہیں ہے۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک دن قبل مغرب حضرت مولانا سید ابرار احمد صاحب رحمہ

اللہ اور تین علماء کرام لاجپور پہنچے، والد صاحب نے مغرب کی نماز میں دیکھا تو گھر لے آئے اور ماحضر دال اور روٹی رکھ دی، اہل خانہ انکار بھی کرتے رہے کہ ابھی کچھ اور پک جائے گا مگر والد صاحب وہی رکھ دیا۔[۱] الغرض سادگی پسند اور اسراف وفضول خرچی سے کوسوں دور تھے۔[۲]

جس نے رکھا نہ فضولی سے سروکار اکبر مرد عاقل ہے وہی دہر کے مہمانوں میں

---

[۱]......حدیث شریف میں ہے: آدمی اپنے مہمان کے لئے وسعت سے زائد تکلف نہ کرے۔ ایک حدیث میں ہے: اے عائشہ! مہمان کے لئے ایسا تکلف نہ کرو کہ تم ملال خاطر ہو جاؤ، بلکہ جو تم کھاتی ہو وہی کھلاؤ۔ حضرت شقیق رحمہ اللہ نے کہا کہ: میں اور ایک ساتھی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے روٹی اور نمک پیش کیا اور کہا کہ: اگر نبی پاک ﷺ تکلف سے منع نہ فرماتے تو میں تمہارے لئے تکلف سے اہتمام کرتا۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم مہمانوں کے لئے اس چیز پر تکلف نہ کریں جو ہمارے پاس نہیں، اور ہم جو بھی حاضر ہو اسے پیش کر دیں۔ حضرت عبداللہ مزنی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: جب تمہارے پاس کوئی مہمان آئے تو جو تمہارے پاس ہو اسے روک کر اور جو تمہارے پاس نہ ہو اس کا انتظار نہ کرو، بلکہ جو موجود ہو اسے پیش کر دو۔ ابن عون رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ بسا اوقات ہم حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو وہ صرف شوربہ پیش کرتے اور اس میں ایک بوٹی بھی نہ ہوتی۔

[۲]......اس زمانہ میں اسراف ہی کی وبا نے امت مسلمہ کو ایک زبردست آزمائش میں مبتلا کر دیا ہے، امیر تو خیر غریب آدمی بھی اس مرض میں پھنسا ہے۔ ذریعۂ آمدنی کم سے کم ہے، مگر فضول اور اسراف کی عادت سے غربت میں اور اضافہ ہو رہا ہے، پھر قرض اور سوال کی ذلت برداشت کی جاتی ہے۔ خصوصا شادیوں میں اسراف کے طوفان نے امت مسلمہ کی زندگی اجیرن بنادی ہے، ہر شخص دکھلاوے میں فضول خرچی کر کے اپنے اوپر قرض کا بوجھ بھی بڑھا رہا ہے اور دن رات معاش کی فکر میں ''حمار فی النھار'' کا مصداق بن رہا ہے۔ آپ ﷺ نے بہت تاکید سے اسراف کی مذمت اور خرچ میں میانہ روی کی تعلیم عطا فرمائی ہے۔ فرمایا: جس نے خرچ میں اعتدال سے کام لیا وہ محتاج نہیں ہوگا۔ ایک حدیث میں ہے: آدمی کی سمجھداری یہ ہے کہ خرچ میں اعتدال کرے۔ ایک حدیث میں فرمایا: جس نے اعتدال کا راستہ

مہمان نوازی

آج کل اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ جب کسی کے حالات لکھے جاتے ہیں یا بیان کئے جاتے ہیں تو ان کے اوصاف پر یہ بات لکھی جاتی ہے کہ موصوف مہمان نوازی میں اسوۂ ابراہیمی کا نمونہ تھے۔ یقیناً اس میں بے حد غلو سے کام لیا جارہا ہے، مگر والد صاحب رحمہ اللہ پر یہ مقولہ بلا کسی مبالغہ کے صادق آتا ہے۔ مجھے والد صاحب رحمہ اللہ کے متعلق یہ بات لکھنے میں ذرا بھی تأمل نہیں ہے، اور اس کے دیکھنے والے تو ہزاروں ہیں کہ آپ کی مہمان نوازی کا کیا حال تھا۔ ؎ علماء اور اکابر تو بہت دور کی بات ہے عوام اور ناواقف، اور غرباء

اختیار کیا وہ تنگ دست نہیں ہوگا۔ ایک حدیث میں ہے: خرچ میں اعتدال نصف کمائی ہے۔ ایک حدیث میں ہے: جو اعتدال اور میانہ روی اختیار کرے گا وہ غنی رہے گا۔ ایک حدیث میں ہے: اعتدال اور میانہ روی نبوت کے پچیس اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔ ایک حدیث میں فرمایا: جو اعتدال اختیار کرے گا خدا اسے غنی بنادے گا، جو اسراف کرے گا خدا اسے تنگ دست کردے گا۔ ایک حدیث میں ہے: اللہ پاک جب کسی کے گھر میں بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں تو ان لوگوں کے خرچہ میں اعتدال کردیتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے: معیشت (گزارہ کے خرچ) میں اعتدال اختیار کرلینا تجارت بڑھانے سے بہتر ہے۔ ایک حدیث میں ہے: اپنے اہل وعیال پر بلا اسراف اور بخل وکمی کا خرچ اللہ کے راستہ کا خرچ ہے۔ (شمائل کبری ص ۳۴۸ ج ۴)

؎...... احادیث میں مہمان نوازی کے بڑے فضائل آئے ہیں: چند احادیث کا ترجمہ وخلاصہ لکھا جاتا ہے: جو اللہ اور آخرت (قیامت کے دن) پر ایمان رکھتا ہو وہ مہمان کا اکرام کرے۔ اس آدمی میں کوئی بھلائی نہیں جو مہمان نواز نہیں۔ مہمان اپنا رزق لے کر آتا ہے اور میزبان کے گناہ کو لے کر جاتا ہے۔ جس نے مہمان کا اکرام کیا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ جب اللہ پاک کسی کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں تو اسے مہمان کے تحفے سے نوازتے ہیں۔ وہ برا ہے جس کے پاس مہمان نہ آئے۔ مہمان کے ساتھ جو کھانا کھایا جائے اس پر حساب نہیں۔ جو شخص مہمان کے لئے (بکرا، مرغی وغیرہ) ذبح کرے تو وہ اس کے لئے جہنم سے چھٹکارے کا باعث ہوگا۔ جس کے گھر میں مہمان نہیں آتے اس کے گھر فرشتے نہیں

اوران لوگوں تک جنہیں بظاہر نہ کوئی پوچھتا ہے نہ ان سے بات کرنا گوارہ کرتا ہے، آپ ایسے لوگوں تک کوتلاش کرکر کے کھلاتے' پلاتے تھے۔حتی کہ اس وصف میں کافر اور مسلمان تک میں کوئی فرق نہ تھا، غیر مسلم بھی کوئی بھوکا پیاسا مل جاتا اسے بھی اسی ہمدردی اور خیر خواہی سے کھلاتے تھے، اور مالی امداد بھی فرماتے۔یقیناً آپ حدیث شریف ''خیر الناس من ینفع الناس '' کے صحیح معنی میں مصداق تھے۔امام صاحب قاری عبدالحق مدظلہ نے جو واقعہ لکھا ہے وہ بھی ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

ہمارے یہاں رسمی سائلوں کی کمی نہیں، نہ معلوم ان میں کتنے مستحق ہوتے ہیں اور کتنے پیشہ ور، والد صاحب ان کو بھی وقت ہوتا تو ضرور کھلاتے، اور کبھی ان کے چہرے پر بل تک نہ آتا، خود کھانا لاتے، پانی پلاتے، ہاتھ دھلواتے،[۱] اور آخر میں کچھ نہ کچھ رقم بھی ضرور مرحمت فرما کر رخصت فرماتے۔[۲] راقم نے زندگی میں ایسے اوصاف کا حامل انسان نہیں

آتے۔مہمان کا اکرام کرو، سب سے پہلے فرشتے اسی کا رزق لے کر آتے ہیں جس کے ساتھ گھر والوں کا بھی رزق آتا ہے۔(شمائل کبری ص۳۲۴ ج۴)

[۱].....آپ ﷺ گدھے پر سوار ہو جاتے، موٹا صوف پہن لیتے، بکری کا دودھ دوہ لیتے، خود مہمانوں کی خدمت کر لیتے۔(مجمع الزوائد ص۲۰ ج۱۰۔شمائل کبری ص۲۷۷ ج۵)

[۲].....آپ ﷺ کی عادت شریفہ بھی یہی تھی کہ کسی سائل کو انکار نہیں فرماتے، نہ ہوتا تو قرض لے کر مرحمت فرماتے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے آپ ﷺ کے پاس ایک سائل آیا، آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس کچھ نہیں ہے، لیکن تم میرے نام سے کچھ خریدلو، جب میرے پاس کچھ آئے گا اسے ادا کردوں گا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: آپ کے پاس کچھ نہ ہو تو اللہ تعالی نے آپ کو اس کا مکلّف نہیں بنایا۔آپ ﷺ کو یہ بات ناگوار گذری، ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: خرچ کیجئے اور عرش کے مالک سے کمی کی کوئی پرواہ نہ کیجئے۔آپ ﷺ نے یہ رائے پسند فرمائی اور مسکرادیا اور فرمایا: مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے۔فرزدق شاعر نے صحیح کہا ہے: ؎

ما قال لا قط الا فی تشهده لولا التشهد لكانت لاء ه نعم

دیکھا۔

بعض مرتبہ صرف مہمان ہی نہیں اہل قریہ کسی کام سے آتے ان کو بھی کھلانے پر یا کم از کم چائے پر اس قدر اصرار فرماتے کہ ہم دیکھنے والوں کو والد صاحب کا یہ عمل نامناسب معلوم ہوتا، مگر آپ ضرور اپنے وصف اور عادت کے مطابق اس کا اکرام کئے بغیر نہیں رہ سکتے تھے۔

ایک مرتبہ گاؤں کے چند احباب کچھ مہمان کو لے کر ایک مشورہ کے لئے مغرب کے بعد حاضر ہوئے، والد صاحب کھانے سے فارغ ہی ہوئے تھے، ان کو فوراً کھانے پر اصرار کیا مگر انہوں نے بڑی شدت سے معذرت کی تو فوراً مجھے حکم دیا کہ پانچ آدمی کے لئے چائے لے آؤ، وہ حضرات اس پر انکار کرتے رہے، مگر والد صاحب نے ایک نہ مانی اور چائے پلا دی۔ چائے کے بعد وہ حضرات کہنے لگے کہ ہم نے آنے سے پہلے ان مہمانوں سے آپ کے حالات بیان کرتے ہوئے کہا تھا کہ: یہ ایسے مہمان نواز آدمی ہیں کہ کھلائے بغیر اور انکار پر چائے کے بغیر تو چھوڑیں گے ہی نہیں، اس لئے یہاں چائے تو پینی ہی پڑے گی، اگر اس وقت بھائی میاں چائے نہ پلاتے تو ہمارا کہنا غلط ہو جاتا۔

سوائے تشہد کے کبھی آپ ﷺ نے ''لا'' نہیں کہا، اگر تشہد میں ''لا'' نہ ہوتا تو آپ 'نعم' بجائے 'لا' کے فرماتے۔

اسی کو عارف مضطر نے بڑی خوبی سے ادا کیا ہے ؂

کبھی محروم سائل کو نہ حتی الوسع لوٹاتے — نہ ہوتا تو نرمی بہ لجاجت سے عذر فرماتے

سخاوت کے سبب سے بیشتر مقروض رہتے تھے — بچا کر کچھ نہ رکھتے سائلوں سے لا نہ کہتے تھے

(شمائل کبری ص۲۴۴ ج۵)

والدہ کا کمال

آپ کی مہمان نوازی کی صفت کو بیان کرتے ہوئے مجھے حیا آتی ہے کہ میں یہاں میری والدہ ماجدہ مدظلہا کا تذکرہ نہ کروں، والد صاحب کی مہمان نوازی میں سب سے بڑا تعاون والدہ ماجدہ کا رہا ہے۔ بلا مبالغہ روزانہ دسیوں آنے والوں کے لئے چائے کا انتظام کرنا اور نہ یہ کہ دونوں وقت بلکہ ناشتہ تک میں کسی نہ کسی مہمان کی آمد اور ان کے لئے کھانا تیار کرنا، والدہ ماجدہ کی ایسی عادت بن گئی تھی کہ ان کے لئے یہ کوئی بڑا مشکل کام ہو، بہت مختصر وقت میں کھانا تیار کر لینا آپ کی عادت ثانیہ بن چکی تھی۔ گھر کے سارے کام اور چھوٹے بچوں کی تربیت و دیکھ بھال کے ساتھ والدہ کا یہ کمال قابل رشک ہے۔ اللہ تعالی انہیں ان تمام خدمات کا دارین میں بہترین بدلہ نصیب فرمائے اور والد صاحب کے بعد ہم سب بھائی بہنوں کی ان کی صحیح قدر دانی کی توفیق مرحمت فرمائے۔[۱]

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک لمبے زمانہ تک صبح دس بجے تبلیغی جماعت جامع مسجد میں پہنچتی اور مؤذن صاحب کو والد صاحب کی طرف یہ پیغام مل چکا تھا کہ جماعت آئے تو گھر پر اطلاع کر دے، دس، سوا دس بجے مؤذن صاحب اطلاع کرتے اور بارہ بجے ان کے لئے کھانا تیار ہوتا اور میں اور والد صاحب خود برتن اٹھا کر مسجد لے جاتے اور قدیم مسجد کے حوض پر کھانا کھلاتے۔

یہ بھی میرے آنکھوں دیکھے واقعات ہیں کہ گاؤں میں کوئی مالدار جماعت یا بیرون ملک کی جماعت ہوتی تو والد صاحب کی باری دعوت کی نہیں آتی، اس وقت فلاں صاحب کے

۱...... اکثر سوانح نگار مہمان نوازی کے وصف کے بیان میں ان کے اہل خانہ کا تذکرہ ترک کر دیتے ہیں، اکابر و اسلاف کی مہمان نوازی میں ان کے بیوی و بیٹیوں کا تعاون اور خدمت قابل رشک ہوتی ہے۔

گھر دعوت ہے اور فلاں مولوی صاحب کے گھر دعوت ہے، میں والد صاحب سے کہتا بھی کہ آج آپ کا کوئی نہیں پوچھتا، ہاں کوئی بیچاری غیر معروف اور غریب علاقے کی جماعت ہوتی ہے تو اس وقت یہ حضرات کہاں ہوتے ہیں؟ والد صاحب ہمیشہ مسکرا کر بڑی نرمی سے فرماتے، بیٹے! ہمیں اللہ کے لئے اللہ کے مہمان کی خدمت کرنی ہے۔

ہم مردوں کے لئے کھانے کا حکم کر دینا بہت آسان ہے، مگر عورتوں کی بہت بڑی قربانی ہے کہ وہ سارا کام کاج کر کے ان کے لئے وقت پر کھانا تیار کر لیتی ہیں، اور عامۃً شکریہ مردوں کا ادا کیا جاتا ہے عورتوں کا نام تک نہیں لیا جاتا۔

غرباء سے محبت

آج کے اس دور مادیت میں اہل مال سے دوستی اور غرباء سے دوری عام معمول بن چکا ہے، عوام تو عوام خواص تک اس جرم میں مبتلا ہیں۔ ہمارے اکابر کے حالات پر ہماری نظر ہوتی تو کم از کم خواص کہے جانے والا طبقہ اس سے احتیاط ضرور کرتا۔[۱] والد صاحب میں یہ

[۱]......آپ ﷺ کی عادت طیبہ بھی احادیث میں یہ بیان کی گئی ہے کہ: آپ ﷺ کمزور غرباء مسلمین سے ملاقات فرماتے، ان میں کوئی بیمار ہو جاتا تو ان کی عیادت فرماتے، اور ان کے جنازے میں حاضر ہوتے۔ ضعیف مسکین بیوہ کے پاس چل کر ان کی ضرورت پوری کرنے میں کوئی کراہت محسوس نہ فرماتے، اور نہ اپنے کو ان سے بڑا سمجھتے۔ غریب بیواؤں کے ساتھ چلنے میں عار محسوس نہ فرماتے۔ آپ ﷺ کی ایک دعا یہ تھی: اے اللہ! ہمیں مسکینوں کے ساتھ زندگی عطا فرما، اور مسکینوں کے ساتھ موت عطا فرما، اور قیامت کے دن مسکین کے ساتھ ہمارا حشر فرما۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یہ دعا آپ ﷺ کیوں کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! اس لئے کہ وہ مالداروں سے چالیس خریف یعنی پانچ سو سال پہلے جنت میں جائیں گے۔ اے عائشہ! کبھی مساکین کو واپس نہ کرنا خواہ کھجور کی گٹھلی ہی سہی، اور ان کو اپنے سے قریب رکھنا (یعنی ان سے ربط و محبت رکھنا) اللہ پاک تم کو قیامت کے دن اپنے سے قریب رکھے گا۔ (شمائل کبریٰ ص۲۴۱ ج۵)

وصف بھی بدرجۂ اتم دیکھا گیا کہ ان کے ہاں امیر وغریب سب یکسان ہوتے ہیں،'' انزلوا الناسَ منازلَھم ''[۱] کا معاملہ تو ضرور ہوتا، مگر امراء کے پیچھے پڑنا' ان کی چاپلوسی' ان کی ہاں میں ہاں، ان کے یہاں قطعاً نہیں تھا۔ ہمیشہ غرباء سے ساتھ اٹھنا بیٹھنا رہا۔ غرباء کے ساتھ خود بیٹھ کر کھانا کھاتے، ان کے ساتھ چائے پیتے، ان کی ہر ضرورت کا خیال رکھتے۔ ایسے غرباء جن کا کوئی پرسان حال نہ ہوتا والد صاحب تحقیق کر کر کے ان کی خبر گیری فرماتے، ان کے مکانات پر جا جا کر ان کی مالی امداد فرماتے، ان میں جب کوئی بیمار ہوتا تو خود جا کر بیمار پرسی فرماتے اور دوا وعلاج کا بندوبست کر کے، ان کو تسلی دیتے۔ کئی غرباء والد صاحب کی اس صفت کو فخر سمجھتے اور بیان کرتے کہ'' بھائی میاں'' میرے گھر آئے تھے۔ ان میں سے

---

[۱]...... ''فیض القدیر''، رقم الحدیث ۲۷۳۵۔ ایک روایت میں اس طرح ہے:''انزل الناسَ منازلَھم من الخیر والشرّ ''۔ رقم الحدیث ۲۷۳۶۔

لوگوں کو ان کے مرتبہ پر اتارو۔ میمون بن ابی شعیب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: ایک سائل آیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے روٹی کا ایک ٹکڑا عنایت فرمادیا، پھر ایک شخص گذرا، جو مناسب کپڑے اور اچھی ہیئت وحالت میں تھا تو اسے بٹھایا اور کھلایا، آپ سے پوچھا گیا آپ نے ایسا کیوں کیا؟ تو انہوں نے فرمایا: کہ حضور پاک ﷺ نے فرمایا: لوگوں کو ان کے مرتبہ پر اتارو۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: خیر اور شر میں لوگوں کو ان کے مرتبہ پر اتارا جائے گا۔

ان تمام روایتوں سے معلوم ہوا کہ ہر شخص کے ساتھ اس کے مرتبہ جیسا معاملہ کیا جائے گا، ہر معاملہ اور برتاؤ میں سب کو یکساں نہیں رکھا جائے گا'' گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی'' اہل علم وفضل اس دنیا کے معزز ترین حضرات اور سردار وپیشوا ہیں، ان کے ساتھ عام معمولی آدمیوں کی طرح برتاؤ نہیں کیا جائے گا۔ ہر ایک کو ایک لکڑی سے ہانکنا جہالت اور نادانی کی بات ہے، نہ خدا نے کائنات کی تمام چیزوں کو یکساں پیدا کیا ہے نہ ہر ایک کے ساتھ یکساں معاملہ کیا، چنانچہ رزق کے معاملہ میں خداوند قدوس نے فرمایا: ﴿واللہ فضّل بعضکم علی بعض فی الرّزق ﴾ لہذا سب کے ساتھ یکساں معاملہ کرنا مکارم اخلاق کے خلاف ہی نہیں بلکہ فطرت اور عقل سلیم کے بھی خلاف ہے۔ (شمائل کبری ص۳۱۲ ج۴)

کسی کوقرض کی ضرورت ہوتی تو خود عطا فرماتے ، نہ ہوتا تو کسی کو متوجہ فرما کران کی ضرورت کو پورا فرماتے۔کئی حضرات کے مکانات کی فکر کرکے ان کے لئے زمین کا بندوبست کیا اور کسی اہل خیر کو متوجہ کر کے ان مکان کی تعمیر کا مسئلہ آسان فرمایا۔غرباء کی شادی کی فکر فرماتے ،ان کی بچیوں کی شادی کی ضرورت ہوتی مناسب رشتے اور پیغام کا انتظام فرماتے اوران کی شادی کے خرچ کی فکر فرماتے ، کئی بچیوں کے نکاح کے پورے خرچ کا والد صاحب نے بندوبست فرمایا۔کسی غریب کے یہاں ولادت ہوتی تو اس کا خیال رکھتے، فوری ضرورت کے وقت امداد کر کے اس کی مشکل کو آسان فرماتے۔

افسوس آج علماء کا طبقہ بھی امراء کے ساتھ اختلاط ہی نہیں بلکہ خصوصی تعلق کی وجہ سے عوام کی نظروں میں بھی گر گیا۔اسفار میں قیام مالداروں کے گھر ، رفقاء سفر مالدار،غریب بیچارہ باوجود اخلاص کے ملاقات تک کے لئے ترستا ہے،دور سے زیارت پر ہی اکتفا کرتا ہے۔امراء جب چاہیں حاضر ہو سکتے ہیں، ان کی آؤ بھگت اور دعوت ولیمہ میں ان کی حاضری ، اللہ کرے یہ چند سطریں کسی اہل نظر کی نظر سے گذریں اور مفید ثابت ہوں۔ یہاں برطانیہ میں کم ہی علماء دیکھے گئے جو کسی غریب کے مہمان ہوتے ہوں۔شروع میں جب کوئی تعارف نہیں ہوتا تب تک تو شاید کسی غریب کی رسائی ان تک ممکن ہے،مگر ایک دو اسفار کے بعد تو وہ بیچارہ چائے تک کے شرف سے محروم،انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ذوق مطالعہ وحفاظت کتب

بلا مبالغہ میں نے کسی غیر عالم کو والد صاحب رحمہ اللہ سے زیادہ مطالعہ کا ذوق رکھنے والا نہیں دیکھا، بلکہ بہت سے علماء سے آپ کا مطالعہ زیادہ وسیع تھا،کوئی کتاب ہاتھ میں آجاتی پوری کئے بغیر نہیں رکھتے تھے،ضخیم ضخیم جلدیں بھی من وعن مطالعہ فرماتے۔ کتب تفاسیر و

احادیث، فقہ وفتاوی، تاریخ وسیر وغیرہ جملہ فنون کی سینکڑوں کتابیں زیرِ مطالعہ رہیں، اور ان کے علاوہ ماہنامہ و ہفتہ واری رسائل مزید برآں ۔ بکثرت رسائل بڑے اہتمام سے مکمل دیکھ جاتے، بقول حضرت مولانا مفتی احمد خان پوری صاحب مدظلہ کے کہ: آپ مطالعہ نہیں فرماتے بلکہ کتابوں کو چاٹ جاتے ہیں۔

دورانِ مطالعہ مفید مضامین کی یادداشت بھی رکھتے تھے، مفید اشعار ونعتیں بھی ایک کاپی میں لکھتے رہتے تھے، والد صاحب رحمہ اللہ کی وہ کاپی بھی ایک ضخیم کتاب بن سکتی ہے۔

اسی مطالعہ کی برکت تھی کہ مسائل بہت مستحضر تھے، گرچہ اپنے آپ کو اتنا چھپایا کہ کبھی اپنے علم کا اظہار تک نہیں فرماتے۔ بعض مسائل مجھے بچپن ہی سے والد صاحب کی برکت سے سن کر یاد ہو گئے، مثلاً: ہمارے لاجپور میں عید سے ہفتہ پہلے نماز عید کے وقت کا مشورہ ہوتا تھا، اس میں چند علماء اور امام صاحب اور والد صاحب ضرور شرکت فرماتے، ایک مرتبہ ایک صاحب نے کہہ دیا کہ یہ وقت ہوگا، اور وہ وقت عید الفطر سے مؤخر تھا، والد صاحب نے فوراً فرمایا کہ: عید الاضحیٰ کا وقت عید الفطر سے جلد ہونا چاہئے، اس پر وہ صاحب خاموش ہو گئے۔

کتابوں کی قدردانی اور حفاظت کا بڑا اہتمام تھا، کوئی کتاب لیجاتا تو بڑی فکر سے واپسی کا تقاضا فرماتے، ایک زمانہ تو میں نے دیکھا کہ جب کوئی کتاب لینے آتا تو اس کا نام اور تاریخ لکھ لیتے کہ کب لے گیا ہے اور وقت موعود کے بعد چند روز انتظار فرما کر مطالبہ فرماتے۔

جد بزرگوار حضرت مولانا مفتی مرغوب احمد صاحب لاجپوری رحمہ اللہ کا کتب خانہ کافی کتابوں کو لئے ہوئے ہیں، والد صاحب نے نہ یہ کہ اس کی حفاظت فرمائی بلکہ اس میں

اضافہ فرمایا۔ بہت اہتمام سے سال میں ایک مرتبہ ان کتابوں کو دھوپ میں نکالتے تاکہ وہ خراب نہ ہوں، حالت مرض وضعف میں بھی روزانہ ایک ایک حصہ کتابوں کا نکال کر صاف کر کے دوبارہ ترتیب سے رکھتے۔ راقم کا خیال ہے کہ قریبا وہ تمام اردو کتابیں جو اس کتب خانہ میں ہیں والد صاحب کی نظر سے گذر چکی تھیں۔

اخلاق حسنہ سے متصف اور اخلاق رذیلہ سے متنفر

تزکیہ نفس کا اصل منشا یہی ہے کہ انسان اخلاق حسنہ مثلا: تواضع، عاجزی، اخلاص و للّٰہیت، حسن ظن، فنائیت وعبدیت وغیرہ اوصاف سے اپنے آپ کو متصف کرے اور اخلاق رذیلہ مثلاً حسد، بغض، کینہ، سوءظن، ریا، کبر و بڑائی وغیرہ سے اپنے آپ کو حتی الوسع بچالے۔

ہمارے اکابر و اسلاف نے ان پر خصوصی توجہ فرمائی اور کسی اہل اللہ کی خدمت میں رہ کر ان کی جوتیاں سیدھی کر کے ان چیزوں کو پیدا کیا۔ حضرت والد صاحب رحمہ اللہ کو اپنے والد ماجد کی صحبت و خدمت سے اور اکابر اولیاء اللہ کی توجہ و دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے ان تمام اوصاف حمیدہ کا جامع بنایا تھا۔ جن حضرات کو والد صاحب سے شرف ملاقات یا ان کی صحبت میں کچھ وقت گذارنے کا موقع ملا وہ بخوبی واقف ہوں گے کہ واقعی ان میں یہ اوصاف حمیدہ بدرجۂ اتم موجود تھے۔

اخلاص وللّٰہیت

نوافل نماز و روزے، صدقہ وخیرات وغیرہ بیشمار کام اس طرح انجام دیتے تھے کہ کسی کو پتہ تک نہ چلا، ہاں یہ اللہ کا نظام ہے کہ بعض مرتبہ کوئی اللہ کا مخلص بندہ اپنے جملہ اعمال و افعال مخلوق سے چھپ کر انجام دیتا ہے، مگر خالق و مالک اپنے دوسرے بندوں کی تربیت و ہدایت کے لئے ان کو ظاہر کر ہی دیتا ہے، والد صاحب کا معاملہ بھی کچھ ایسا ہی تھا کہ انہوں

نے اپنے کو بیحد چھپایا، مگر اللہ تعالیٰ ان کو اس قدر ظاہر کیا اور وہ مقبولیت عطا فرمائی جو کم ہی اوروں کے حصہ میں آئی۔ یقیناً یہ آپ کے اخلاص کی برکت تھی۔ [۱]

دکان و مکانات کا افتتاح اور کنوؤں و مکانات کی بنیاد اور دعا

نہ صرف گاؤں بلکہ اطراف کے دیہات سے لیکر شہروں تک ان کی شہرت پہنچ گئی تھی۔ لوگوں کا اعتقاد اس طرح ان کے ساتھ کہ ہر شخص اپنے مکان و دکان کا افتتاح، مکانات کی بنیاد و کنوؤں اور بورنگ کے وقت دعا کے لئے والد صاحب کو لیجاتے، اور ان کو آپ کے تقوی و طہارت کی وجہ سے یقین تھا کہ بھائی میاں کی دعا سے ہر کام میں خیر و برکت اللہ تعالیٰ ڈال دے گا۔

ایک صاحب کو اپنے باغ میں کنواں کھدوانا تھا تو دعا کے لئے لے گئے، اتفاق سے اس مجلس میں جدت پسند ایک عالم بھی تھے، والد صاحب کی موجودگی میں انہوں نے دعا کردی، داعی اس وقت تو ان کے اکرام میں خاموش رہا، مگر شام کو دوبارہ پھر والد صاحب کو چپکے سے لے گیا کہ اور کہا کہ: حضرت دعا تو آپ ہی کی ہوگی۔

---

[۱] ......احادیث میں اخلاص کی بڑی اہمیت بیان کی گئی ہے، چند احادیث کا خلاصہ نقل کیا جاتا ہے: دین میں اخلاص پیدا کرو تھوڑا عمل بھی کافی ہوجائے گا۔ قیامت کے دن اللہ کے لئے کئے ہوئے عمل کو چھانٹ لیا جائے گا اور جو اللہ کے علاوہ کے لئے کیا گیا اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے سب ملعون ہے، مگر وہ جس سے اللہ کی خوشی کا ارادہ کیا گیا ہو۔ اس امت کی مدد اور نصرت: ضعیف اور کمزوروں کی دعاؤں اور ان کی نماز اور ان کے اخلاص کی وجہ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اخلاص میرے رازوں میں سے ایک راز (مخصوص بخششوں میں ایک خاص بخشش) ہے، اپنے بندوں میں سے اس بندے کے دل میں ڈالتا ہوں جس سے میں محبت رکھتا ہوں۔ اللہ پاک صورتوں اور اجسام کو نہیں دیکھتے، بلکہ اعمال اور دلوں کو دیکھتے ہیں۔ (شمائل کبری ص ۲۴۶ ج ۴)

والد صاحب فرماتے تھے: مجھے بعض مرتبہ لوگوں کے اصرار سے شرم بھی آتی ہے کہ کسی مجلس میں میرے اساتذہ ہوں اور دعا مجھ سے کرائے، مگر لوگوں کی چاہت اور خود اساتذہ بھی ان ہی کو حکم فرماتے، اس لئے بادل ناخواستہ ایسے کام میں سبقت کے بغیر چارۂ کار نہیں ہوتا۔

مثالی تواضع

والد صاحب کو دیکھنے والے اس کی گواہی دیئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اللہ تعالی نے ان کو تواضع کے کس بلند مقام پر پہنچایا تھا، ہر آدمی کو اپنے سے بڑا سمجھتے اور اپنے کو ہمیشہ چھوٹا ہی سمجھا۔ ہر ایک سے اس طرح ملتے کہ صاف پتہ چلتا کہ وہ چھوٹے ہیں اور دوسرا ان سے بڑا ہے۔[1]

[1]......تواضع کا شریعت میں بڑا مقام ہے۔ اللہ تعالی نے عباد الرحمٰن کی صفات میں فرمایا: ﴿یمشون علی الارض هونا﴾ یعنی زمین پر تواضع وانکساری سے چلتے ہیں۔ احادیث میں بھی اس کی بڑی تاکید بیان کی گئی ہے۔ چند احادیث کا خلاصہ نقل کیا جاتا ہے: کوئی تواضع نہیں کرتا مگر اللہ اس کے مرتبے کو بلند کرتا ہے۔ جو اللہ کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ اسے بلند کرتا ہے۔ جو ایک درجہ تواضع کرتا ہے اللہ اس کے مرتبے کو ایک درجہ بڑھاتا ہے یہاں تک کہ اسے اعلی علیین میں پہنچا دیتا ہے۔ اللہ تعالی نے مجھ پر وحی بھیجی کہ تواضع اختیار کرو۔ اسے خوشخبری ہے جو بلا کسی کوتاہی و جرم کے تواضع اختیار کرے اور بغیر غربت ومسکنت کے اپنے نفس کو خاکساری کے ساتھ رکھے۔ اے عائشہ! تواضع اختیار کرو، اللہ تعالی تواضع کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ ہر آدمی کے سر میں دانائی ہے جو ایک فرشتہ کے قبضہ میں ہے، پس بندہ جب تواضع اختیار کرتا ہے تو فرشتہ سے کہا جاتا ہے اسے حکمت ودانائی سے نوازو، اور جب تکبر کرے تو اس کی حکمت ودانائی چھین لو۔ ہر آدمی سے دو زنجیریں متعلق ہیں: ایک زنجیر کا تعلق آسمان سے ہے، جب بندہ تواضع اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالی اسے زنجیر کے ذریعہ آسمان کی جانب کھینچ لیتے ہیں، اگر تکبر کرتا ہے تو زمین والی زنجیر سے کھینچ کر اسے زمین یعنی (نیچے) پہنچا دیتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ: تین امور تواضع کی بنیاد ہیں: ملنے والوں سے اولا سلام کرنا، مجلس میں اعلی مقام کے علاوہ پر بیٹھنے میں راضی ہونا۔ ریا اور شہرت سے دور بھاگنا۔ (شمائل کبری ص ۳۹۱ ج ۴)

اکرام مسلم

اکرام مسلم کے الفاظ بہت سنے اور اللہ معاف فرمائے بولے بھی، مگر حقیقت یہ ہے کہ بہت کم لوگ ایسے دیکھے کہ انہیں اللہ تعالی نے اس صفت سے متصف فرمایا ہو، عوام سے تو کیا شکوہ، علماء میں بھی ایسے کم ہی دیکھے گئے، اور اہل دعوت وتبلیغ جن کے چھ نمبروں میں ایک نمبر ہی اکرام مسلم ہے اور ان کے ہر بیانات میں اس پر کئی منٹ صرف ہوتے ہیں، مگر ان میں شاید و باید کسی کو اس صفت سے متصف پایا، مگر قربان والد صاحب پر کہ اللہ تعالی نے ان میں یہ صفت اس طرح ودیعت فرمائی تھی کہ اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ ہر ایک کا اکرام فرماتے۔[۱] اور علماء کا اکرام اور ان میں بعض نئے فارغ شدہ بچے جن میں سے کئی ان کے شاگرد تک تھے ان کا بھی ایسا اکرام فرماتے کہ وہ خود بھی شرمندہ ہو جاتے۔[۲] بعض ایسے

---

[۱]......آپ ﷺ نے فرمایا: جب آدمی اپنے بھائی کا اکرام کرتا ہے تو گویا اس نے اپنے رب کا اکرام کیا۔ (مجمع الزوائد ص۱۶ ج۸۔ کشف الاستار ص۲۹۳ ج۲)

آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی مسلمان کا اکرام کیا تو اللہ پاک اس کا اکرام کرے گا۔

(الجامع الصغیر ص۵۱۸)

آپ ﷺ نے حج کے خطبہ میں ارشاد فرمایا: یہ حج اکبر کا دن ہے، تمہارا مال، تمہاری عزت اسی طرح محترم ہے جس طرح یہ شہر اور یہ مہینہ اور یہ دن ہے۔ (ابن ماجہ ص۲۱۹)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کعبہ کو دیکھ کر فرمایا: اے کعبہ! تو کس قدر قابل تعظیم ہے اور کس قدر تیرا احترام ہے (مگر) مؤمن اللہ پاک کے نزدیک تجھ سے زائد قابل احترام ہے۔

(ترمذی، ترغیب ص۲۴۰ ج۳۔ شمائل کبری ص۳۰۹ ج۴)

[۲]......نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ: وہ شخص میری امت میں سے نہیں..........جو ہمارے عالم کی قدر نہ کرے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ: تین شخص ایسے ہیں جن کو منافق کے سوا کوئی آدمی ہلکا (اور ذلیل) نہیں سمجھ سکتا، ایک شخص وہ جو اسلام کی حالت میں بوڑھا ہو گیا، دوسرے اہل علم، اور تیسرے منصف

لوگ جن کی علماء وامراء تک رسائی ممکن نہیں والد صاحب ان کے ساتھ اس پیار ومحبت اور اکرام سے پیش آتے کہ گویا وہ ان سے علم وعمل میں بڑے ہیں۔اورا کرام وحسن سلوک کا یہ معاملہ صرف مسلمانوں تک محدود نہیں تھا غیر مسلم کے ساتھ بھی ان کے اخلاق واکرام کے دیکھنے والے ہزاروں نہیں تو سینکڑوں ضرور موجود ہیں۔ ۱

بادشاہ۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ: تو یا تو عالم بن، یا طالب علم، یا علم کا سننے والا، یا علم اور علماء سے محبت رکھنے والا، پانچویں قسم میں داخل نہ ہونا، ورنہ ہلاک ہوجائے گا۔ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: پانچویں قسم سے مراد علماء کی دشمنی ہے اوران سے بغض رکھنا ہے۔ ایک حدیث میں ہے: حاملین قرآن اللہ کے ولی ہیں، جو شخص ان سے دشمنی کرتا ہے وہ اللہ سے دشمنی کرتا ہے، اور جو ان سے دوستی کرتا ہے، وہ اللہ سے دوستی کرتا ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: میں اپنی امت پر تین چیزوں سے زیادہ کسی چیز کا خوف نہیں کرتا، منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ: وہ علم والے شخص کو دیکھیں اوراس کو ضائع کردیں، پرواہ نہ کریں۔ (ترغیب) اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے کہ جو شخص میرے کسی ولی کو ستائے میری طرف سے اس کو لڑائی کا اعلان ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ سے نقل کیا گیا ہے کہ فقہاء (علماء) اللہ کے ولی نہیں تو پھر اللہ کا کوئی ولی نہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: جو کسی فقیہ (عالم) کو اذیت پہنچائے، اس نے رسول اللہ ﷺ کو اذیت پہنچائی، اور جو شخص رسول اللہ ﷺ کو اذیت پہنچائے، اس نے اللہ جل جلالہ کو اذیت پہنچائی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جب میری امت اپنے علماء سے بغض رکھنے لگے گی، اور بازاروں کی عمارتوں کو بلند اور غالب کرنے لگے گی، اور مال ودولت کے ہونے پر نکاح کرنے لگے گی (یعنی نکاح میں بجائے دینداری اور تقوی کے مال دار کو دیکھا جائے گا) تو حق تعالی شانہ چار قسم کے عذاب ان پر مسلط فرمائیں گے: (۱): قحط سالی ہوجائے گی، (۲): بادشاہ کی طرف سے مظالم ہونے لگیں گے، (۳): حکام خیانت کرنے لگیں گے، (۴): اور دشمنوں کے پے در پے حملے ہوں گے۔ (حاکم۔ الاعتدال فی مراتب الرجال، حدیث کے اصلاحی مضامین ص ۲۳۸ ج ۶)

۱......آپ ﷺ نے فرمایا: تمام مخلوق خدا کی عیال ہے، پس خدا کے نزدیک پسندیدہ وہ ہے جو اس کی عیال کے ساتھ بہترین برتاؤ کرے۔ (مشکوۃ ص ۲۱۲)

بعض لوگوں نے حضور پاک ﷺ سے درخواست کی کہ: قریش نے مسلمانوں کو بہت اذیت پہنچائی

اخلاق کے اعلیٰ مقام پر

اللہ تعالیٰ نے ان کو اخلاق کے بھی بڑے اعلیٰ مقام پر فائز فرمایا تھا۔ ہر ایک سے خوش

آپ ان لوگوں پر بددعا فرمائیں، حضور ﷺ نے فرمایا: میں بددعا دینے کے لئے نہیں بھیجا گیا ہوں، میں لوگوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے: تم اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک ایک دوسرے کے ساتھ رحم کا برتاؤ نہ کرو، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہم میں سے ہر شخص رحم تو کرتا ہی ہے، حضور ﷺ نے فرمایا: یہ رحم نہیں ہے جو اپنے ہی ساتھ ہو، بلکہ رحم وہ ہے جو عام ہو۔ (فضائل صدقات ص ۲۱۴)

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: جس زمانہ میں قریش سے معاہدہ ہو رہا تھا (یعنی صلح حدیبیہ) اس وقت میری والدہ جو مشرکہ اور کافرہ تھیں، میرے پاس آئیں (مکہ سے مدینہ منورہ) میں نے آپ ﷺ سے معلوم کیا کہ میری والدہ اعانت کے سلسلہ میں میرے پاس آئیں میں ان کی اعانت کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں ان کی اعانت کرو۔ (بخاری ص ۸۸۴، مشکوۃ)

علامہ قرطبی رحمہ اللہ نے ''الجامع لاحکام القرآن'' میں بیان کیا ہے کہ: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے اسی واقعہ میں قرآن پاک کی آیت اتری ﴿لا ینھاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم ﴾ الخ۔ یعنی اللہ پاک نے ان کافروں کے ساتھ حسن برتاؤ یا بھلائی کرنے سے منع نہیں کیا جنہوں نے تم سے دین کے بارے میں قتال نہیں کیا اور نہ تم کو اپنے گھروں سے نکالا۔ (ص ۵۷ ج ۱۷)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ تو بہت مشہور ہے کہ مجوسی کی مہمانی اسلام کی شرط پر مشروط رکھی، اس پر وحی آئی کہ: آپ ایک رات کا کھانا تبدیلی مذہب کے بغیر نہ کھلا سکے اور میں ستر برس سے اس کے کفر کے باوجود اس کو کھلا رہا ہوں۔، اس پر وہ مسلمان ہو گیا۔ (احیاء العلوم، فضائل صدقات ص ۲۱۲)

آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ: تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان میں کوئی گنجائش نہیں (یعنی سب کے لئے برابر ہیں) والدین کے ساتھ احسان کرنا خواہ مسلمان ہوں یا کافر، امانت کا ادا کرنا خواہ مسلمان کی ہو یا کافر کی، عہد و پیمان کا پورا کرنا خواہ مسلم کے ساتھ ہو یا کافر کے ساتھ۔ (جامع صغیر ص ۲۰۹)

قریش کو سخت قحط کا سامنا پڑا تو آپ ﷺ نے سونے کی گٹھلیاں (حضرت) ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کو بھیجیں کہ وہ اپنی قوم کے درمیان تقسیم کر دیں، جب (حضرت) ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کو یہ پہنچیں تو انہوں نے کہا کہ: محمد (ﷺ) کے پاس حسن سلوک ہی تو ہے۔ (مکارم ابن ابی الدنیا ص ۲۵۸)

اخلاق سے ملتے، بے وقت آنے والوں پر ناراضگی کا اظہار نہیں فرماتے، ہم کبھی کہتے بھی: بعض اوقات آپ ان سے معذرت فرما دیا کیجئے، تو فرماتے اللہ کے بندے نہ معلوم کس مجبوری اور ضرورت کی وجہ سے حاضر ہوتے ہوں گے۔ ہر چھوٹے بڑے، نیک و بد، عوام و خواص، مسلم وغیر مسلم سب کے سب ان کے اخلاق سے متأثر تھے، اور ہر آدمی یہی سمجھتا کہ میرے ساتھ حضرت کے تعلقات سب سے زیادہ ہیں۔[1]

آپ کے اخلاق اور نورانی شکل سے متأثر ہو کر ایک افریقہ کا ہندو دعا کر رہا تھا کہ: اے اللہ مجھے ''بھائی میاں'' جیسا بنا دے۔

اصاغر کی حوصلہ افزائی

جیسے بڑوں کے ساتھ اکرام کا معاملہ ہوتا اسی طرح اپنے چھوٹوں کی خوب حوصلہ افزائی فرماتے، نوجوان علماء میں سے کوئی جمعہ سے پہلے بیان کرتے تو والد صاحب ان کو بلا کر یا ملاقات پر خوب تعریف فرماتے اور دعا دیتے، بعض کو فرماتے ماشاء اللہ آپ نے فلاں بات بڑی اچھی کہی، اس کی ضرورت تھی۔[2]

علامہ شامی رحمہ اللہ نے بھی پانچ سو دینار بھیجنا نقل کیا ہے۔ (ص۳۵۳ ج۲)

اللہ اکبر! مخالفوں کے ساتھ آپ ﷺ کی سخاوت (اور حسن اخلاق) کا یہ حال تھا کہ قریب پانچ لاکھ کی رقم قحط کے موقعہ پر ان کو بھیجی۔ (شمائل کبری ص ۵۶۸ ج ۴)

[1]...... سیرت طیبہ میں آپ ﷺ کی صفت بھی یہی بیان فرمائی گئی ہے کہ ہر ملنے والا یہی سمجھتا کہ آپ ﷺ کو مجھ سے خصوصی تعلق ہے۔

[2]...... آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کا ایک مستقل باب یہ تھا کہ آپ ﷺ اصاغر کی حوصلہ افزائی خوب فرماتے۔ کتب حدیث میں حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل پر مستقل ابواب قائم فرمائے گئے ہیں، ان میں آپ ﷺ کی سینکڑوں احادیث ان کی تعریف میں وارد ہوئی ہیں، یہ سب اصاغر کی حوصلہ افزائی ہی تھی۔

کوئی صاحب تصنیف عالم آتے تو ان سے ہمیشہ پوچھتے کوئی نئی کتاب لکھی؟ یا کوئی نیا مضمون تیار کیا؟ اثبات پر ان سے تقاضا فرماتے، کوئی کتاب یا مضمون دیتا تو دوسری ملاقات پر فرماتے میں نے تمہاری کتاب پوری پڑھ لی، ایک صاحب کہنے لگے کہ: میں نے تیرے والد صاحب کو اپنی ایک ضخیم کتاب ہدیۃً ارسال کی، بہت مختصر وقت کے بعد ملاقات ہوئی تو فرمایا ماشاءاللہ آپ نے بڑی محنت سے کتاب لکھی، میں نے آپ کی کتاب من وعن پوری پڑھ لی، وہ بہت تعجب کرنے لگے کہ آج تک کسی عالم نے مجھ سے یہ نہیں کہا میں نے تیری کتاب پوری پڑھی اور انہوں نے مختصر وقت میں پوری پڑھ لی۔ اگر کسی کتاب کی ایک سے زائد جلدیں ہوتی تو ہر ملاقات پر دوسری جلد کا تقاضا فرماتے۔

راقم الحروف کی کچھ ظاہری دینی حالت اور تصنیفی خدمات واقعۃً والدین کی دعا اور توجہ ہی کا نتیجہ ہیں۔ صرف اور صرف اللہ تعالی کی توفیق اور اس کے فضل و کرم سے بلا کسی استحقاق کے چند صفحات لکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ میرا کوئی مضمون یا رسالہ چھپ کر آتا تو والد صاحب فورا مطالعہ فرماتے اور بہت خوش ہوتے اور بڑی دعاؤں سے نوازتے۔ ہائے اب وہ مقبول دعاؤں سے محروم اپنی ناکامی پر جتنا بھی افسوس کرے کم ہے۔

بعض مرتبہ شعراء آتے تو ان کے ساتھ بھی خوب متوجہ ہو کر ان کے اشعار سنتے اور ان کے کلام پر تعریفی کلمات فرماتے، بعض اشعار پر ''دوبارہ سنائیے'' سے فرمائش کر کے ان کی بھی خوب ہمت بڑھاتے۔ ایک مرتبہ والد صاحب کا آرام کا وقت اور میں خود بھی دوسرے کمرے میں سویا تھا، مگر ایک شاعر صاحب کی آمد پر اپنے آرام کو قربان کر کے ان کے ساتھ مصروف ہو گئے، وہ بھی اپنے اشعار سے خوب محظوظ کرتے رہیں اور راقم و والد صاحب دونوں کی نیند قربان کر دی، مگر والد صاحب پر ذرہ بھی ان کی آمد سے بوجھ محسوس تک نہ ہوا۔

ہائے اب ایسے انسان کہاں؟

مجھے ڈھونڈ اب چراغ رخ زیبا لے کر

میرے جد بزرگوار نے چونکہ چار شادیاں کی تھیں، اس لئے ان کی اولاد میں تین بہنیں ماں شریک تھیں، مگر پوری زندگی میں والد صاحب نے ان بہنوں کو کبھی اس کا احساس تک نہ ہونے دیا کہ وہ حقیقی بہنیں نہیں ہیں اور ماں شریک ہیں۔ ہر رنج وخوشی میں ان کے برابر شریک رہتے تھے، ان کے گھر جا کر ان کی خیر و عافیت پوچھتے، ان کو مواقع دعوت پر یاد کرتے اور دعوت دیتے، تحفہ وہدایا عطا کرتے، ضرورت پر ان کی حاجت براری کرتے، مشکلات و پریشانیوں کے وقت میں تسلی دیتے اور ان کا دل بہلاتے وغیرہ۔

اپنے والد صاحب کی آخری اہلیہ' جو والد صاحب کی خالہ تھیں' ان کے ساتھ بھی زندگی بھر حقیقی والدہ جیسا سلوک (بلکہ ان سے بڑھ کر کہے تو شاید غلط نہ ہوگا) کر کے دکھایا، ان کی خدمت سے کبھی دریغ نہیں فرمایا، اور ہر ضرورت پر ان کا تعاون کرتے رہے۔ ساتھ ہی مکان میں وہ رہتی تھیں' دن کئی کئی مرتبہ ان کی خبر لیتے، بیماری میں برابر عیادت ودوا اور علاج کا خیال رکھتے، ان کے کئی کام خود ہی انجام دیتے۔

دشمن کے ساتھ اخلاق پر مشتمل قابل رشک واقعہ

والد صاحب کی ایک عزیزہ جنوبی افریقہ میں مقیم تھی، ان کی زمین والد صاحب کے نام تھی، اس سلسلہ میں ایک صاحب کے ساتھ ان کا اختلاف ہوگیا اور اس صاحب نے کورٹ میں مقدمہ دائر کر دیا، چونکہ وہ تو افریقہ میں مقیم تھی اور اور یہاں نام والد صاحب کا تھا اس لئے بار بار سورت کورٹ میں آپ کو جانا پڑا، یہ مقدمہ برسوں تک چلا، والد صاحب نے سینکڑوں چکران کی وجہ سے کورٹ کے لگائے، نہ معلوم سفر کا خرچ بھی کبھی وصول ہوا یا

نہیں؟

اس سفر کے دوران کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ وہ صاحب جنہوں نے مقدمہ کیا تھا اور والد صاحب ایک ہی بس میں سفر کرتے، والد صاحب ان کی ٹکٹ کا کرایہ خود ادا فرمادیتے، جب ان کی باری آتی تو صاحب سیارہ کہہ دیتا فلاں صاحب نے آپ کی ٹکٹ کا کرایہ ادا کردیا ہے۔ کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ والد صاحب کو لوگ عزت کی وجہ سے فوراً بس میں بیٹھنے کی جگہ دے دیتے اور وہ صاحب کھڑے ہوتے، تو والد صاحب ان کو بلا کر اپنی جگہ بٹھا کر خود کھڑے ہو جاتے، مگر اس پر بھی ان صاحب کا دل نرم نہیں ہوا، کئی مرتبہ کوشش کی کہ صلح ہو جائے اور کورٹ کے چکروں سے نجات مل جائے، اللہ تعالیٰ ان کی بھی مغفرت فرمائے۔

عید الاضحیٰ کا دن تھا ہمارے گھر میں قربانی ہوئی، تو والد صاحب رحمہ اللہ نے مجھے حکم دیا کہ سب سے پہلے قربانی کا گوشت ان صاحب کے گھر پہنچاؤں جن کے ساتھ مقدمہ چل رہا تھا، میں نے کچھ حجت کی کوشش بھی کی، والد صاحب نے فرمایا: تو باپ ہے یا میں؟ میرا حکم ہے، چنانچہ میں گوشت لے کر گیا، تو والد صاحب نے مزید حکم دیا کہ ان سے میرا اسلام کہنا اور میری طرف عید مبارک پیش کرنا، جب میں ان صاحب کے گھر پہنچا اور والد صاحب کا پیغام اور ہدیہ پہنچایا تو ان کی آنکھ میں آنسو آگئے۔ یہ تھے وہ اخلاق جسے اب تاریخ کے اوارق ہی میں تلاش کیا جاسکتا ہے، کسی انسان کی زندگی میں شاید کوئی اللہ کا بندہ ہو۔[۱]

سعدی شیرازی مرحوم نے کتنا صحیح کہا ہے

بدی رابدی سہل باشد جزا　　اگر مردی احسن الی من اسا

---

[۱]...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ: آپ ﷺ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے بلکہ معافی اور درگذر سے دیتے۔

(ترمذی ص ۲۱، شمائل ترمذی ص ۲۳، مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۳۰ ج ۸۔ مسند احمد ص ۱۸۴ ج ۶۔ شمائل کبری ص ۱۲۰ ج ۵)

برائی کا جواب برائی سے دینا بہت آسان ہے، مردانگی تو یہ ہے کہ برا سلوک کرنے والے سے اچھا سلوک کرو۔

ہمت

والد صاحب کو اللہ تعالی نے بڑی ہمت عطا فرمائی تھی، ۱؎ غیر اللہ کا ڈر گویا بالکل نہیں تھا۔ ہندو مسلم فسادات کے وقت بھی لوگوں میں بے چینی اور خوف کی کیفیت ہوتی، مگر والد صاحب پر کوئی خوف نہیں دیکھا گیا۔ ایک مرتبہ گاؤں میں کچھ حضرات کی شرارت سے مسلم ہندو فسادت ہو گئے، بعض حضرات خوف کی وجہ سے گھر کے دروازے بند کر کے بیٹھ گئے، والد صاحب بلا کسی خوف کے تنہا مسجد جاتے، رات کو اکیلے دیر سے آتے، لوگ منع بھی کرتے، مگر فرماتے مقدر میں جو لکھا ہوا سے کون ٹال سکتا ہے؟ ۱؎

۱؎......آپ ﷺ سب لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر و باہمت تھے۔ (دارمی، سبل ص ۴۷)
آپ ﷺ کو تمام لوگوں پر قوت و شجاعت کے اعتبار سے فوقیت دی گئی تھی۔ (دلائل النبوۃ ص ۴۷۵ ج ۵)
بدر کے موقع پر سب سے زیادہ قریب دشمن سے آپ ﷺ تھے اور اس دن لوگوں میں آپ سب سے زیادہ بہادر اور باہمت تھے۔ (مجمع الزوائد ص ۱۲ ج ۹)
ایک رات اہل مدینہ بہت زیادہ خوف زدہ ہوئے، (کچھ دشمن وغیرہ کی آواز محسوس ہوئی) چنانچہ آپ ﷺ (تنہا) اس آواز کی طرف گئے (جس طرف سے لوگ خوف زدہ ہو رہے تھے) آپ لوگوں میں پہلے جا کر (خبر لائے اور) فرمایا: خوف مت کرو۔ (کوئی خوف کی بات نہیں) اس وقت ننگی تلوار زمین میں لٹکائے ہوئے بلا زین کے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار تھے، چنانچہ لوگ بھی کہنے لگے مت ڈرو۔ (کوئی خوف کی بات نہیں)۔ (مسلم ص ۲۵۲ ج ۲۔ ابن ماجہ ص ۲۷۳)
حنین کے سخت معرکہ میں بھی جب ہوازن کے تیر بے تحاشا برسنے لگے' آپ ﷺ اپنی جگہ سے نہیں ہٹے۔ اور فرما رہے تھے: ؎

انا النبی لا کذب　　انا ابن عبد المطلب

ہوائی جہاز میں ہوا کا طوفان اور والد صاحب کا مثالی اطمینان

نیند تو اللہ تعالیٰ نے ایسی اختیاری دی تھی کہ جب ارادہ کیا سو گئے، ہوائی جہاز کے سفر میں بھی بیٹھتے ہی سو جاتے، اگر درمیان میں نماز نہ ہوتی تو انہیں منزل مقصود تک پہنچنے پر ہی سفر کے اختتام کا علم ہوتا۔ ایک مرتبہ سفر حج میں ہوائی جہاز میں آرام فرما تھے، کہ اچانک شور ہوا اور لوگ رونے اور چلانے لگے، پتہ چلا کہ ہوا کا طوفان ہے اور ہوائی جہاز کا عملہ بھی خوف زدہ، مگر والد صاحب اطمینان کی نیند سو رہے تھے، شور وغل کی وجہ سے آنکھ کھل گئی تو ایک صاحب بڑے تعجب سے کہنے لگے: مولوی صاحب! آپ سو رہے ہیں، ہوائی جہاز طوفان کی لپیٹ میں ہے، والد صاحب نے کچھ نیند اور کچھ بیداری کے عالم میں کہا: جو مقدر میں ہوگا وہی ہوگا، اور فوراً سو گئے، سارے دیکھنے والے حیران تھے یہ کیسا انسان ہے؟ [۱]

میں جھوٹا نبی نہیں ہوں، میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔

مقام بطحاء میں مشہور پہلوان رکانہ (یا یزید رکانہ) آیا، اس کے پاس نیزہ تھا، اس نے آپ ﷺ کو (چیلنج کرتے ہوئے) کہا: تم مجھے پچھاڑ دو گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پچھاڑ دوں گا تو کیا انعام دو گے؟ اس نے کہا: ریوڑ سے بکری، چنانچہ آپ ﷺ نے دو مرتبہ اسے پچھاڑ دیا، اس نے کہا: خدا کی قسم آج تک زمین پر پیٹھ نہیں لگی تھی، آپ ﷺ نے اس کی بکریاں واپس فرما دی۔

مقابل میں نہ تھا کوئی دلیری اور شجاعت میں — برابر تیس یا چالیس مردوں کے تھے طاقت میں
رکانہ پہلوان ملک عرب کا رستم اعظم — کی اس نے یہ شرط اسلام لے آنے کی مستحکم
میں لے آوں گا ایمان تم سے کشتی میں اگر ہارا — رسول اللہ نے پکڑا اٹھایا اور دے مارا

(کوثر زمزم ص ۵۸۔ شمائل کبری ص ۱۰۳ ج ۵)

[۱]...... یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نعمت ہے کہ خوف کے وقت نیند آجائے، اسی کو سکینہ بھی کہا جا سکتا ہے۔ ''بخاری شریف'' غزوۂ احد کا واقعہ آیا ہے، اس میں ہے کہ: احد کے دن جب لوگ شکست کھا کر آنحضرت ﷺ سے منتشر ہو گئے تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے سامنے اپنے

سفر کے دوران کسٹم میں اکثر لوگ فکر و بے چینی میں رہتے ہیں، ایک طرف سفر کی

چمڑے کی ڈھال لے کر اوٹ بن گئے، اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بڑے تیر انداز اور بہت ہی قوت کے ساتھ تیر کھینچتے تھے، دو تین کمانیں اس دن آپ نے توڑیں، جب کوئی آدمی مسلمانوں میں سے آپ ﷺ کے پاس ایسا گذرتا جس کے پاس تیر کا ترکش ہوتا تو آپ ﷺ اس سے فرماتے: ''تیروں کو ابو طلحہ کے پاس ڈال دو'' جب حضور اکرم ﷺ کفار کو دیکھنے کے لئے جھانکتے تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کہتے: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ مت جھانکئے! کہیں کفار کا کوئی تیر آپ کو نہ لگ جائے، میرا سینہ آپ ﷺ کے سینہ کے آگے موجود ہے (اگر کوئی تیر آئے گا تو میرے سینہ میں لگے گا) روایت کے آخر میں ہے: ''ولقد وقع السيف من يد ابی طلحة ' اما مرتين و اما ثلا ثا'' یعنی حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے دو یا تین مرتبہ تلوار گری، چونکہ اس جنگ میں اللہ جل شانہ نے مسلمانوں پر سکینہ نازل فرمایا تھا جس کا ذکر قرآن شریف کی آیت: ﴿اذ يغشيكم النعاس امنة﴾ میں ہے، اس لئے اس اونگھ اور سکینہ کی وجہ سے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے دو یا تین مرتبہ تلوار گر پڑی۔

(کشف الباری ص ۲۳۱، کتاب المغازی، حدیث نمبر: ۳۸۳۷، باب اذ همت طائفتان منكم ان تفشلا ، الخ)

تنبیہ:......حالت جنگ میں نیند اور سکینہ کا ذکر قرآن پاک میں دو جگہ آیا ہے؛ ایک تو سورۂ ال عمران میں:

﴿ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ﴾۔ آیت نمبر: ۱۵۴۔

یعنی: پھر اس غم کے بعد اللہ نے تم پر طمانیت نازل کی، ایک اونگھ جو تم میں سے کچھ لوگوں پر چھا رہی تھی۔

اور دوسرا سورۂ انفال میں: ﴿اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ﴾۔ آیت نمبر: ۱۱۔

یعنی: یاد کرو جب تم پر سے گھبراہٹ دور کرنے کے لئے وہ اپنے حکم سے تم پر غنودگی طاری کر رہا تھا۔

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم اس آیت کے تحت تحریر فرماتے ہیں کہ:

''اتنے بڑے لشکر کے ساتھ تقریباً نہتے آدمیوں کا معرکہ پیش آنے والا ہو تو گھبراہٹ ایک طبعی امر ہے۔ اللہ تعالی نے اس گھبراہٹ کا علاج یہ فرمایا کہ صحابہ پر نیند طاری کر دی، جس کی ایک تاثیر یہ ہوتی ہے کہ اس سے گھبراہٹ دور ہوتی ہے، چنانچہ وہ جنگ سے پہلی رات جی بھر کر سوئے جس سے وہ تازہ دم ہو گئے۔ نیز جنگ کے دوران بھی ان پر وقفے وقفے سے اونگھ طاری ہوتی رہی جس سے انہیں سکون ملتا رہا۔ (آسان ترجمہ)

ان دونوں آیتوں میں سے سورۂ ال عمران کی آیت کا تعلق غزوۂ احد سے ہے، اور سورۂ انفال کی

تھکاوٹ، دوسری طرف سامان کا بوجھ، کسٹم عبوری کا فکر، مگر والد صاحب نے گرچہ سفر تو کم کیئے، مگر بہت اطمینان سے، کسٹم میں ان کو کسی طرح کا خوف دامنگیر نہ ہوتا، لوگ کسٹم میں اپنا سامان چھپاتے ہیں، والد صاحب نے ایک مرتبہ آفیسر کے سامنے سامان کھول کر رکھ دیا، صحیح ہے: ع

آراں کہ حساب او پاک است اورا از محاسبہ چہ باک [۱]

زہریلے جانور سانپ بچھو سے بھی والد صاحب کو ڈرتے کبھی نہیں دیکھا، بعض مرتبہ بڑا سانپ گھر میں نکلا مگر والد صاحب پر کوئی خوف وحراس کی کیفیت نہیں ہوتی، کسی کو بلا کر فرما دیتے، بعض مرتبہ وضو کی جگہ پر سانپ نظر آیا تو پانی چھڑک کر اس کو باہر نکال دیا، ہم بچپن کی وجہ سے چارپائی سے اترنے سے ڈرتے تھے مگر والد صاحب بلا کسی خوف کے اسی وقت استنجاء جارہے ہیں جبکہ استنجاء خانہ مکان سے باہر تھا جہاں ہر وقت بارش کے زمانہ میں سانپ وغیر کا خطرہ رہتا تھا۔ ایک مرتبہ فرمانے لگے کہ: یہ بھی تو اللہ کی مخلوق ہے بغیر اللہ کے حکم کے ذرہ برابر تکلیف نہیں پہنچا سکتا؟

حکم بننا اور مشورہ دینا

لوگوں کے گھریلو جھگڑوں میں صلح وصفائی کرانے کی پوری کوشش فرماتے، انہیں ترغیب دے کر آپس میں اختلاف کو ختم کراتے، ضرورت پر دونوں فریق کو نصیحت فرماتے، بعض مرتبہ کسی کی زیادتی سامنے آتی تو اسے قوت سے روکتے، اور اللہ کا خوف دلاتے۔[۲]

آیت کا غزوۂ بدر سے، لہٰذا ''کشف الباری'' میں غزوۂ احد کے واقعہ کے تحت سورۂ آل عمران والی آیت ذکر کی جانی چاہئے تھی نہ کہ سورۂ انفال والی آیت، فتدبر۔

[۱]......جس کا حساب پاک ہو اسے محاسبہ کا کیا خوف۔

[۲]......لوگوں میں صلح کا حکم قرآن کریم میں دیا گیا ہے: ﴿فاصلحو بین اخویکم﴾ اور حدیث میں ہے:

ہر مشورہ طلب کرنے والے کو مفید مشورہ عطا فرماتے۔ لوگ بکثرت والد صاحب سے رجوع فرماتے، والد صاحب بڑے صاحب الرائے تھے، بعض لوگ سمجھتے کہ یہ بھولا انسان کیا مشورہ دیتا ہوگا، مگر والد صاحب بر وقت ایسی رائے مرحمت فرماتے جو ان کے لئے واقعی مفید ہوتی، حقیقۃً یہ من جانب اللہ ایک نعمت تھی جو اللہ تعالیٰ نے والد صاحب کو عطا فرمائی تھی۔

ایک مرتبہ ایک صاحب آئے اور والد صاحب سے عرض کیا کہ حضرت میری دو دکانیں ہیں اور فلاں فلاں پریشانی ہیں میں کیا کروں؟ والد صاحب نے فوراً فرمایا: ایک دکان فروخت کردو، مجھے بڑا تعجب ہوا، میں نے اس صاحب سے کہا، والد صاحب بزرگ آدمی ہیں، تجارت کی لائن کے آدمی نہیں ہیں، آپ کسی اس فن کے ماہر سے مشورہ کرتے تو اچھا ہوتا، کہنے لگے: جو حضرت نے فرمایا' اس کے بعد کسی کے مشورہ اور رائے کی ضرورت نہیں۔

معاملات کی صفائی

دین صرف عبادات کا نام نہیں، معاملات کی صفائی بھی دین کا ایک بڑا اہم شعبہ ہے۔ والد صاحب رحمہ اللہ معاملات میں بہت صاف تھے۔ ہر آدمی کا حساب و کتاب برابر تحریر فرماتے، اور پائی پائی کا حساب کرتے۔ مجھے یاد ہے کہ میری دادی اماں نے ایک مرتبہ کسی کام کے لئے کچھ رقم دی، واپسی پر والد صاحب ان کی بقیہ رقم جس میں کچھ پیسیاں بھی تھیں

روزہ نماز سے افضل ترین عمل دو شخصوں کے درمیان حسن تعلقات پیدا کرنا ہے کہ وہ دو شخصوں کے درمیان اختلاف اور فساد مونڈ دینے والا ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے: نماز اور دو شخصوں کے درمیان اصلاح سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں۔ اللہ کی خوشنودی والا عمل، خدا اور رسول کو محبوب عمل تک فرمایا گیا۔ جو صلح کی کوشش کرے اللہ اس کے معاملہ کو درست کرے گا۔ تمام نماز اور روزے سے عظیم ترین شئی دو آدمیوں میں صلح کرانا ہے۔ یہاں تک آیا ہے کہ صلح کرانے میں کچھ جھوٹ تک کی اجازت ہے۔ (شمائل:۴/۴۶۴)

واپس کی، تو دادی اماں نے کہا: بس اس کی کیا ضرورت ہے، تو فرمایا: نہیں معاملہ اور حساب صاف ہونا چاہئے، ہمیشہ فرماتے: ہدیہ لاکھ کا حساب پینی پینی کا۔

امانت داری

لوگوں کا اتنا اعتماد تھا کہ بلا مبالغہ ہزاروں نہیں لاکھوں روپیوں کی امانت والد صاحب کے پاس لوگوں کی جمع رہتی تھی، ہر ایک کی امانت بڑی حفاظت سے رکھتے اور طلب کے وقت فوراً عنایت فرما دیتے۔ کبھی کسی کی ایک پائی بھر خیانت نہیں کی۔ ہر آدمی چاہتا تھا کہ میری امانت آپ کے پاس رہے۔ [1]

سارے دینی شعبوں کی خیر خواہی

والد صاحب کو دین کے تمام ہی شعبوں کے ساتھ لگاؤ اور خیر خواہی تھی، ہر شعبوں میں

[1]......قرآن کریم نے ﴿والذین هم لاماناتهم﴾ کو بیان کر کے مؤمن کے اوصاف میں امانت داری کو ایمان کی صفت قرار دیا، اس کے علاوہ کئی آیات میں اس صفت کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ وحی لانے والے مقرب فرشتے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی صفت بھی ''روح الامین'' کہہ کر بیان کی، اور آپ ﷺ کی شان میں ''رسول امین'' فرمایا۔ ان سے امانت کی اہمیت کا اندازہ بآسانی کیا جا سکتا ہے۔ اور احادیث تو اس کثرت سے وارد ہوئی ہیں جن کا احصاء بھی مشکل ہے۔ چند احادیث کا خلاصہ نقل کرتا ہوں: (۱): جس میں امانت نہیں وہ ایمان دار نہیں۔ (۲): جس میں امانت نہیں اس میں دین نہیں، نہ اس کی نماز نہ اس کی زکوۃ۔ (۳): بہت کم ایسا ہوا کہ آپ ﷺ نے خطبہ میں اس کو بیان نہ فرمایا ہو کہ: جس میں امانت نہیں اس میں ایمان نہیں اور جس میں عہد کی پابندی نہ ہو اس میں دین نہیں۔ (۴): امانت میں خیانت کو منافق کی نشانی کہا گیا۔ (۵): دین میں سب سے پہلی چیز جو اٹھائی جائے گی وہ امانت ہوگی۔ (۶): خائن جنت میں داخل نہ ہوگا۔ (۷): امانت جنت کی ضمانت ہے۔ (۸): امانت کی حفاظت ہو اور دنیا نہ تو کوئی فکر نہیں۔ (۹): امانت رزق کا سبب ہے اور خیانت فقر کا۔

(شمائل کبری ص۳۳۶ ج۴)

حصہ لیتے، ہر ایک کا تعاون فرماتے، ہر آدمی کو اس کے مزاج کے مطابق اس شعبہ میں لگنے کی ترغیب دیتے۔ یہی اعتدال کی راہ ہے۔ اس فتنہ کے دور میں ایک جماعت میں یہ غلو پیدا ہو گیا ہے کہ وہ صرف اپنے کام ہی کو دین کا کام اور دین کی خدمت سمجھتی ہے، دوسرے شعبے ان کے نزدیک بیکار محض ہیں یا رسمی ہیں، اور اس جماعت کے کئی افراد اور تعجب یہ ہے کہ ذمہ دار قسم کے لوگ دوسرے دینی شعبوں کے بارے میں بے تکے اور غیر مناسب جملے نہ صرف یہ کہ کبھی بول جاتے ہیں بلکہ برابر کہہ رہے ہیں۔ والد صاحب رحمہ اللہ ہر شعبے کی قدر فرماتے۔

دعوت و تبلیغ سے ان کو شغف تھا، شب جمعہ میں حسب موقع شرکت فرماتے، پرانے کام کرنے والوں کی قدر کرتے۔ شروع میں تو وقت بھی خوب لگایا، آخر میں بھی مستورات کی جماعت میں کئی مرتبہ تشریف لے گئے۔ والد صاحب کی شہرت و مقبولیت کی وجہ سے جہاں جاتے مجمع بلا گشت کے جمع ہو جاتا، اس پر سورت کے ایک ذمہ دار نے کہا: بھائی میاں! آپ جماعت میں آتے رہے تو ہمیں زیادہ محنت کی ضرورت ہی نہیں رہے گی، آپ کی آمد سے مجمع بلا گشت کے ہی اس قدر جمع ہو جاتا ہے کہ گویا کوئی چھوٹا سا جوڑ ہو۔

ڈابھیل خانقاہ میں کئی مرتبہ رمضان المبارک گذارا۔ بزرگوں کی آمد پر ضرور وہاں حاضر ہو کر شرف ملاقات فرماتے۔

مدارس کے بھی بے انتہا خیر خواہ تھے، ان کا مالی تعاون فرماتے اور دوسروں کو بھی ترغیب دیتے، مدراس کے سالانہ و ختم بخاری شریف کے جلسوں میں حتی الامکان تشریف لے جاتے، مکاتب اور اہل مکاتب کی صحیح قدردانی ان کے دل میں تھی۔ چالیس سال تک خود تدریسی خدمات انجام دیں۔

تصنیف وتالیف' وعظ ونصیحت الغرض تمام دینی شعبوں سے تعلق رہا اور ہر ایک کے لئے دعائیں فرماتے۔گاؤں میں یا اطراف میں کوئی بیان کی مجلس ہوتی تو ضرور شرکت فرماتے اور باوجود ضعف ونقاہت کے آخر تک رہتے۔

نظام اوقات کی پابندی

والد صاحب رحمہ اللہ کی زندگی کے اوقات بہت منظّم تھے، ہر کام برابر اپنے وقت پر کرنے کے عادی تھے۔تہجد میں اٹھ کر نوافل ودعا کے بعد کچھ وظائف وذکر وتلاوت میں فجر تک مشغول رہتے ، فجر کے بعد تلاوت کرتے اور اشراق ادا فرما کر گھر تشریف لاتے، ناشتہ کرکے مدرسہ تشریف لے جاتے، مدرسہ سے مستعفی ہونے کے بعد عامۃً ایک گھنٹہ کے لئے کچھ محلوں میں عزیز واقارب' اور چند بیواؤں کی خبر گیری کا معمول تھا۔ایک روز ایک محلّہ میں جاتے' دوسرے روز دوسرے محلّہ میں۔اس کے بعد گھر تشریف لاکر مطالعہ میں مصروف ہوجاتے، اس درمیان آنے والے مہمان یا ضرورت مند سے بات چیت بھی فرماتے ،تعویذ ودم کرانے والوں کا مستقل ایک سلسلہ رہتا۔بارہ بجے دوپہر کا کھانا تناول فرما کر ظہر تک قیلولہ فرماتے۔اکثر اس وقت کوئی مہمان ہوتا۔قیلولہ کا اس قدر اہتمام تھا کہ مہمان کو بھی کھلا کر سلا دیتے، کسی کو مسجد میں جانے کا فرما دیتے ،مخصوص حضرات کو گھر پر سلاتے۔مثلاً کئی مرتبہ حضرت مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوری اور حضرت مولانا محمد رضا صاحب اجمیری رحمہما اللہ تشریف لاتے ،ان کو کھلا کر فوراً چادر مرحمت فرماتے ،حضرت آرام فرمالیں، یہ اکابر بھی آپ کی اس عادت سے بے حد خوش ہوتے ،اور آرام فرماتے۔[۱]

[۱]......قیلولہ کی بڑی تاکید آئی ہے،اس وقت یہ سنت بھی تقریباً مردہ ہورہی ہے۔مدارس کے طلباء اور علماء تک محدود ہوکر رہ گئی،اور برطانیہ ویورپی ممالک میں تو اس پر عمل کرنے والے کی مثال نمک میں آٹے

ظہر کے بعد کوئی نہ کوئی مہمان یا دوست احباب میں سے کوئی ضرور ہوتا، ان کے ساتھ چائے پی کر کچھ دیر گفتگو فرماتے، ان کے جانے کے بعد مطالعہ میں مصروف ہوکر قبیل عصر ذرا سا آرام فرماتے، اس وقت بھی کوئی رسالہ گجراتی یا اردو کا ہاتھ میں ہوتا، عصر کے وقت بیدار ہوکر وضو فرما کر اگر چائے ہوتی تو پی لیتے اور مسجد تشریف لے جاتے، عصر کے بعد

کی مقدار ہی سے دی جاسکتی ہے۔ اگر فرصت میسر ہو تو اتباع سنت کی نیت سے دوپہر کے کھانے کے بعد کچھ دیر لیٹ جائے' اس کو قیلولہ کہتے ہیں۔ اس مسنون عمل کے لئے سونا بھی ضروری نہیں صرف لیٹ جانا ہی کافی ہے۔ (زاد المعاد، اسوہ: ۲۵۴)

امام غزالی رحمہ اللہ نے ''احیاء العلوم'' میں رات کو جاگنے کے بیان کے ساتھ وہ اسباب و وجوہ جن کے ذریعہ رات کو بیدار ہونے پر مدد ملتی ہے' بیان فرمائے ہیں۔ ان میں تحریر فرماتے ہیں: ''تیسرا یہ کہ دن کو سونا (قیلولہ) نہ چھوڑے کہ رات کے اٹھنے کے لئے یہ سونا سنت ہے''۔ (ص ۵۵۰ ج ۱)

دن میں قیلولہ ترک نہ کرے کیونکہ یہ بھی قیام لیل میں مدد دیتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ: ''دن کو قیلولہ کر کے قیام لیل پر مدد حاصل کرو''۔

حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ ان کا ایک عامل دن میں قیلولہ نہیں کرتا، تو آپ نے اس کو اس مضمون کا خط لکھا، امابعد: فقل فان الشیطان لایقیل'' یعنی قیلولہ کیا کرو کیونکہ شیطان قیلولہ نہیں کرتا۔ (ص ۱۰۶)

''فتاویٰ عالمگیری'' میں ہے: قیلولہ کر کے راحت حاصل کرنا مستحب ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ''تم لوگ قیلولہ کیا کرو کہ شیطان قیلولہ نہیں کرتا''۔

(کتاب الکراہیت، تیسواں باب متفرقات کے بیان میں۔ تذکرۃ المرغوب ص ۲۱۶)

آپ ﷺ جب قبا تشریف لے جاتے تو ام حرام رضی اللہ عنہا کے گھر کھانا کھاتے اور آرام فرماتے، یعنی قیلولہ فرماتے۔ وہ آپ ﷺ کے لئے چمڑے کا بستر بچھا دیتی تھیں۔ جمعہ کے دن جمعہ کی نماز کے بعد قیلولہ فرماتے۔ سائب بن یزید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب دوپہر کو ہمارے پاس سے گذرتے تو فرماتے: جاؤ اٹھو' قیلولہ کرو۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہمیشہ قیلولہ کی عادت تھی۔ (شمائل کبریٰ ص ۲۵۰ ج ۲)

ایک زمانہ تک بعض حفاظ کا دور سننے کا معمول رہا، بعد میں اکثر مسجد میں رہ کر تلاوت و ذکر میں مغرب تک مشغول رہتے۔ مغرب کے بعد کھانا کھا کر اہل و عیال کے ساتھ بات فرماتے، اس دوران کوئی کتاب پڑھ کر سناتے، کوئی اہم واقعات دوران مطالعہ آجاتے تو وہ بھی اسی وقت سنا کر ترغیب دیتے "شاہنامۂ اسلام" [1] منظوم ہم نے بچپن میں والد صاحب سے کچھ حصہ اس وقت اور کچھ حصہ دوپہر کے قیلولہ کے وقت بڑی ترنم سے سنا، والد صاحب کی وہ ترنم بھری آواز اب تک کانوں میں گویا گونج رہی ہے۔

بچوں کے اسباق پوچھتے، یاد کراتے، جب تک میرے ننہال زندہ تھے، قبل عشا والدہ کو وہاں چھوڑ کر عشا کے لئے تشریف لے جاتے، عشا سے فراغت پر کچھ دیر خود بھی سسرال میں بیٹھتے، واپسی پر مطالعہ میں مشغول ہو جاتے، سونے تک یہی معمول تھا۔

خط و کتابت

والد صاحب کی عادت شریفہ میں یہ بھی اہتمام سے دیکھا گیا کہ کسی کا خط آتا تو مدرسہ کے بعد گھر آکر اور مدرسہ سے مستعفی ہونے کے بعد اسی وقت پڑھ کر فوراً جواب تحریر فرما دیتے۔ ایک طویل زمانہ تک روزانہ کئی کئی خطوط کا پڑھنا اور بلا ناغہ اسی روز جواب دے کر ارسال فرما دینے کا معمول رہا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ بڑے کرم کا معاملہ فرمایا تھا، ہر آدمی ان کا اکرام کرتا تھا، ڈاکیہ صبح ڈاک دے جاتا اور دو، تین گھنٹہ کے بعد جب واپس

[1]...... مشہور شاعر ابوالمآثر حفیظ جالندھری مرحوم کی "شاہنامۂ اسلام" اردو نظم میں چار حصوں میں تاریخ اسلام کے ولولہ انگیز واقعات کی عجیب و غریب کتاب ہے۔ والد صاحب اس کتاب کو اپنے مخصوص انداز میں پڑھتے تھے، بچپن کا وہ زمانہ جس میں ہم نے یہ کتاب سنی وہ تو ناسمجھی کا زمانہ تھا، مگر والد صاحب کی زبانی بہت اچھی معلوم ہوتی تھی، جب بڑے ہو کر اس کتاب کے مطالعہ کا موقع ملا تب پتہ چلا کہ تاریخ اسلام کا یہ حسین گلدستہ کس قدر کشش اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔

جاتا تو والد صاحب سے جوابی خطوط حاصل کر کے خود ہی پوسٹ کر دیتا۔ ۱؎

تربیت اولاد

والد صاحب طبیعۃً بہت نرم مزاج تھے، مگر اولاد کی تربیت میں سختی سے کام لیتے تھے، نماز کا اہتمام بچپن سے کراتے، اس میں کوتاہی ان کو قطعاً برداشت نہیں تھی، نماز فجر کے لئے اٹھا کر مسجد لے جاتے، جماعت چھوٹ جاتی تو تنبیہ فرماتے، دو چار دن غفلت دیکھی تو سختی سے ڈانٹتے، مجھے یاد ہے کہ والد صاحب کا ہم پر اس قدر رعب تھا کہ اگر میری ظہر نماز چھوٹ جاتی تو عصر تک والد صاحب کو منہ نہیں دکھا سکتا، عصر پڑھ کر مسجد میں والد صاحب کے قریب سے گذرتا تا کہ آپ مجھے دیکھ لیں، جب دیکھ لیتے تو مجھے اطمینان ہو جاتا، اسی طرح عصر کی جماعت فوت ہو جاتی تو مغرب تک منہ دکھانا مشکل ہو جاتا۔ مدرسہ و اسکول کی حاضری پر بھی پوری توجہ دیتے، اسباق کے یاد کرانے کا برابر اہتمام فرماتے۔ سنت لباس کا خاص اہتمام تھا، انہیں انگریزی لباس و وضع قطع سے سخت نفرت تھی، اولادوں کو بچپن ہی سے اس کا عادی بنایا تھا کہ وہ انگریزی لباس سے متنفر رہیں، مجھ غافل کو ایسے لباس کا شوق تھا مگر کبھی پہن کر والد صاحب کے سامنے آنے کی ہمت نہیں ہوئی۔

رزق کی تنگی اور قرض کی ادائیگی پر ایک مجرب عمل

راقم الحروف کو برطانیہ آنے کے بعد اپنی ادھوری تعلیم کی تکمیل کا شوق دامنگیر ہوا تو مرکز کے دار العلوم میں داخل ہو کر مشکوۃ پڑھی، چونکہ اس وقت مرکز پر تعلیم کا نظام صرف مشکوۃ تک ہی تھا، اس لئے دورہ کے لئے کسی اور جگہ جانے کا مشورہ ہو رہا تھا، بالآخر کراچی

۱؎...... خط و کتابت کی اہمیت اس کے اصول و آداب کے لئے دیکھئے راقم کا رسالہ ''آداب خط و کتابت'' ''مرغوب الرسائل فی عمدۃ المسائل''، ص ۲۰۰ ج ۲۔ علمی مکتوبات ص ۱۸۔

بنوری ٹاؤن جانا طے ہوا، راقم نے مرکز کے ذمہ داروں خصوصاً حضرت حافظ پٹیل صاحب مدظلہم سے درخواست کی میری مالی حالت ایسی نہیں کہ میں ایک سال بیرون ملک جا کر تعلیم حاصل کروں، اس لئے مجھے دارالعلوم بری بھیج دیں، مگر انہوں نے ترغیب دی اور مشورہ کی اہمیت کو بتلا کر کراچی ہی کا فیصلہ کر دیا، فراغت کے بعد چار مہینے جماعت میں بھی ان ہی کے مشورہ سے جانا طے ہوا، ان اسفار اور کوئی خاص ذریعۂ معاش نہ ہونے کی وجہ مجھ پر قرض کا بار اچھا خاصا ہوگیا، میں بڑا فکرمند ہوا کہ یا اللہ! میں تو قرض میں پھنس گیا، دعا بھی کرتا رہا، ایک مرتبہ تنگ آ کر والد صاحب کی خدمت میں لکھا کہ آپ خصوصی دعا فرمائیں، قرض کا بار ہے اور کوئی خاص ذریعۂ معاش نہیں، والد صاحب نے جواب میں لکھا کہ دعا کرتا ہوں اور کروں گا، اور ایک عمل بتلاتا ہوں اس کا اہتمام کرنا، چنانچہ والد صاحب کے حکم کی تعمیل میں روزانہ کم از کم ایک سو مرتبہ ''رَبِّ اِنِّیْ لِمَا اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ''[۱] کا

[۱] ترجمہ:......میرے پروردگار! جو کوئی بہتری تو مجھ پر اوپر سے نازل کردے، میں اس کا محتاج ہوں۔ (سورۂ قصص آیت نمبر:۲۴)

یہ دعا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہے جب آپ بے سروسامانی کی حالت میں مصر سے نکلے، نہ کوئی توشہ ساتھ تھا نہ کوئی سامان اور نہ راستہ معلوم تھا، اسی اضطرار کی حالت میں حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹیوں کے لئے پانی نکالا اور ان کے جانے بعد جبکہ آپ نے سات روز سے کوئی غذا انہیں چکھی تھی، ایک درخت کے سائے میں آ کر اللہ تعالیٰ طرف متوجہ ہو کر یہ دعا مانگی۔ اس مختصر دعا میں عبدیت کا عجیب مظاہرہ ہے، ایک طرف اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے محتاج ہونے کا ذکر فرمارہے ہیں کہ میں اس غریب الوطنی میں جہاں کوئی شخص آشنا نظر نہیں آتا زندگی کی ہر ضرورت کی احتیاج ہے، اور دوسری طرف خود سے کوئی نعمت تجویز کرنے کے بجائے معاملہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ رہے ہیں کہ آپ بھلائی کی جو صورت بھی تجویز کر کے مجھ پر اوپر سے نازل فرمادیں گے، تو سمجھو کہ اسی کی احتیاج ظاہر کر کے وہی میں نے مانگی ہے، میں اپنی طرف سے کوئی متعین حاجت مانگنے کی حالت میں نہیں ہوں۔

(معارف القرآن ص ۶۱۷ ج ۶۔ آسان ترجمہ)

ورد جاری رکھا، اللہ گواہ ہے کہ اس کی برکت سے اللہ تعالی نے رزق کا سبب بھی بنا دیا اور سارا قرضہ نہ جانے کس طرح ادا کروا دیا۔

راقم کی تحریر کے ایک جملہ پر پکڑ اور تنبیہ

راقم الحروف کے مضامین اور رسائل والد صاحب بڑے غور سے پڑھتے تھے، ایک مرتبہ ایک مضمون میں، میں نے بر سبیل تذکرہ یہ لکھ دیا ''میرے اس دعوی کی دلیل کوئی چاہتا ہو تو فلاں فلاں چیز پڑھ لیں'' والد صاحب نے اسے پڑھا تو مجھے تحریر فرمایا کہ: تمہارے اس جملہ میں بڑائی کا پہلو نظر آتا ہے، اس طرح کے جملوں سے آدمی کو احتراز کرنا چاہئے، راقم نے اسے فورا بدل کر دوسرا کوئی جملہ لکھ دیا، والد صاحب بڑے خوش ہوئے اور خوب خوب دعائیں دیں۔

یہ بھی تربیت کا ایک سبق تھا کہ تحریر سے کہیں کبر نہ پیدا ہو جائے۔ اللہ تعالی والد صاحب کی تربیت اور دعا کی برکت سے موت تک اپنی بڑائی اور کبر و تکبر جیسے مہلک مرض سے محفوظ فرمائے۔ اور عاجزی وفنائیت کی دولت عظمی سے مالا مال فرمائے، آمین۔

چند متفرق باتیں: عصا، عمامہ، سرمہ اور مسواک کا اہتمام

والد صاحب رحمہ اللہ آخری عمر میں عصا ہمیشہ ہاتھ میں رکھتے تھے۔ جب کہیں جانا ہوتا عصا اٹھاتے اور تشریف لے جاتے۔[۱] عمامہ کی عادت بھی رہی، اکثر عمامہ باندھ کر گھر

---

[۱]......عصا: ......حضرات انبیاء کرام علیہم السلام عصا استعمال فرماتے تھے، اور عصا کا سہارا لینا ان کی اخلاق و عادات میں سے تھا اور اسے مؤمن کی علامت اور انبیاء کی سنت کہا گیا ہے۔ حضرت موسی علیہ السلام کے عصا کا ذکر تو قرآن پاک میں موجود ہے۔ آپ ﷺ بھی عصا استعمال فرماتے اور اس کے رکھنے کا حکم دیتے، ایک مرتبہ فرمایا: عصا استعمال کرو، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عصا استعمال کیا ہے۔ سفر میں بھی آپ ﷺ عصا رکھتے، اور بوقت ضرورت اس کا سترہ بناتے۔ حضرت عبد اللہ بن

سے باہر نکلتے۔ ۱؎

رات کو سونے سے پہلے سرمہ بڑی پابندی سے لگاتے۔ بہت کم اس سنت کی ادئیگی کا ترک دیکھا گیا۔ ۲؎

سفر ہو یا حضر وضو میں مسواک کا اہتمام مثالی تھا، انہیں اور سنتوں سے اہتمام کی طرح مسواک کی سنت کا ترک گوارہ نہ تھا۔ ۳؎

انیس رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے عصا مرحمت فرمایا اور اس کے استعمال کا حکم دیا، اور یہ بھی فرمایا کہ: اس کے استعمال کرنے والے بہت کم ہوں گے۔ جب حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو (آپ ﷺ کا عطا فرمودہ) عصا ان کے ساتھ (تبرکا) دفن کر دیا گیا۔ جمعہ وعیدین کا خطبہ بھی آپ ﷺ عصا کے سہارے دیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کے بعد خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم نے بھی عصا کے سہارے ممبر کا خطبہ دیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے عصا کے گویا خادم تھے، اسی لئے آپ ''صاحب عصا النبی ﷺ'' کے لقب سے نوازے گئے۔ آپ ﷺ کا عصا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو وراثت میں ملا تھا، جسے وہ اہل قریش کو دکھاتے تھے۔ (شمائل کبری ص ۱۰۱۴ ج ۲)

۱؎......عمامہ:......آپ ﷺ نے عمامہ استعمال فرمایا اور اس کا حکم دیا کہ: عمامہ باندھو، یہ ملائکہ کی خاص نشانی ہے۔ یہ عربوں کا تاج ہے۔ اس امت کا اکرام عمامہ کے ذریعہ ہے۔ یہ مؤمن کا وقار ہے۔ عمامہ مسلمان اور کافر کے درمیان باعث امتیاز ہے۔ اس سے حلم و بردباری میں اضافہ ہوگا۔ جمعہ کے دن عمامہ باندھنے والوں پر فرشتے رحمت کی دعا کرتے ہیں۔ آپ ﷺ کے عمامہ کا نام ''سحاب' تھا۔
(شمائل کبری ص ۱۷۶ ج ۱)

۲؎......سرمہ:......سرمہ لگانا بھی آپ ﷺ کی سنت ہے، آپ ﷺ رات کو سرمہ لگایا کرتے تھے، سفر میں بھی سرمہ دانی ساتھ رہتی تھی۔

(سرمہ کے متعلق تفصیل راقم نے اپنے رسالہ ''الاکتحال سنة صاحب الجمال ''یعنی سرمہ سنت نبوی ﷺ' میں لکھ دی ہے، اہل شوق کے لئے اس کا مطالعہ مفید ہوگا۔ دیکھئے! مرغوب الرسائل فی عمدۃ المسائل ص ۱۲۸ ج ۲۔ اور ''رسائل المرغوب'' ص ۱۲۱۔

۳؎......مسواک:......احادیث میں مسواک کی بڑی تاکید آئی ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی سنت وفطرت،

بال رکھنے میں سنت کا اہتمام

والد صاحب کو برسوں دیکھا کہ ہمیشہ بال بڑے سنت کے موافق رکھتے تھے۔ حج وعمرہ کے علاوہ میں نے آپ کو بال منڈواتے نہیں دیکھا، بال بھی بڑے باریک اور سیدھے تھے۔ بال کا حق بھی ادا کرتے تھے، تیل لگاتے' کنگی کرتے۔ ۱

معمولی ہدیہ بھی قبول فرمالیتے

معمولی سے معمولی ہدیہ ہوتو بھی بڑی بشاشت سے قبول فرماتے۔ ۲

قربانی اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا

اپنی صحت کے زمانہ میں عیدالاضحیٰ کے دن کئی کئی قربانیاں اپنے ہاتھ سے ذبح کرتے۔ لوگ بھی چاہتے تھے کہ آپ کے ہاتھ سے اپنے جانور ذبح ہوں، اس لئے وہ بھی مدعو

اللہ کی خوشنودی کا باعث فرمایا، آپ ﷺ پر مسواک فرض تھی، امت پر بھی فرض کا خوف کی وجہ سے نرمی برتی، جبرئیل نے اتنی تاکید کی جبڑوں کے چھل جانے کا خوف ہوگیا۔ اتنی تاکید آئی کہ کہیں قرآن کی آیت اس بارے میں نازل نہ ہوجائے۔ نصف ایمان' نصف وضوفرمایا۔ ہر بیماری کی دوا بتلایا، ستر گنا زائد ثواب کا وعدہ فرمایا۔ مسواک کی وجہ سے فرشتے منہ پر منہ لگا دیتے ہیں۔ مسواک کی نماز پر فرشتے پیچھے صف لگا لیتے ہیں۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے! شمائل کبری ص ۲۷۰ ج ۶)

۱.....آپ ﷺ بھی ہمیشہ بال رکھتے تھے۔ بال مبارک کے بارے بکثرت روایتیں آئی ہیں، آپ ﷺ کندھے تک' نصف کان تک' کان کی لوتک' بال رکھتے۔ (شمائل کبری ص ۵۸ ج ۵)

۲.....حدیث شریف میں بھی معمولی ہدیہ کے قبول کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔: آپ ﷺ نے فرمایا: جوتم کو ایک بکری کا پیر بھی ہدیہ دے اسے قبول کرو۔ دوسری حدیث میں ہے: اگر مجھے بکری کا ایک ذراع (دست) اور ایک روایت میں ہے: ایک ٹانگ بھی ہدیہ دیا جائے تو قبول کرلوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: اگر میرے لئے بکری کی ایک دست یا ٹانگ کی دعوت کی تو قبول کرلوں گا۔ (شمائل کبری ص ۹۳ ج ۳)

کرتے، والد صاحب نے اس دن کے لئے ایک خاص جوڑا مقرر کر رکھا تھا، چونکہ ذبح کی وجہ سے خون کے قطرے لگ جاتے، اس لئے علیحدہ لباس پہن لیتے۔ ۱؎

قبرستان جانا

جمعہ کو اکثر قبرستان تشریف لے جاتے اور اپنے والد صاحب کی مزار پر اور دوسرے اہل لاچپور کی قبروں پر پڑھ کر بخشنا اور ان کے لئے دعا کرنے کا معمول تھا۔ ۲؎

۱؎.....آپ ﷺ قربانی خود اپنے دست مبارک سے ذبح فرماتے تھے۔" ذبحهما بيده" " ثم ضحى به"" ثم ذبح "۔(مشکوۃ، باب الاضحیۃ)

۲؎.....قبرستان جانا:...... چند احادیث کا خلاصہ درج ہے: میں نے تم کو (اولا) قبروں کی زیارت سے روکا تھا، اب فائدہ ظاہر ہوا، سو تم قبروں کی زیارت کرو، یہ دل کو نرم کرتی ہے، آنکھوں کو رلاتی ہے، آخرت کو یاد دلاتی ہے۔ یہ دنیا سے بے رغبتی پیدا کرتی ہے۔ یہ تمہیں موت کو یاد دلاتی ہے۔ اس میں عبرت ہے۔ آپ ﷺ خود بھی قبرستان تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ اپنی والدہ کی قبر پر تشریف لے گئے، آپ ﷺ روئے بھی، اور ساتھ صحابہ رضی اللہ عنہم بھی رونے لگے۔ فتح مکہ کے موقع پر قبرستان کی جانب نکلے، آپ ﷺ ایک قبر پر تشریف فرما ہوئے، راوی (زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:) میں نے دیکھا (آپ ﷺ اس طرح اطمینان سے بیٹھے) گویا چپکے سے باتیں کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ آخری عمر کی راتوں میں سے شب کے آخر میں بقیع نکل جاتے۔

جمعہ کو قبرستان:......حدیث میں ہے: جو شخص اپنے والدین کی قبر پر جمعہ کے دن جائے اس کی مغفرت کر دی جائے گی اور اس کے لئے نیکی لکھی جائے گی۔ ایک اور حدیث میں ہے: جو شخص اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کی زیارت جمعہ کے دن کرے گا اور سورۂ یٰسین پڑھے گا اس کی مغفرت کر دی جائے گی۔

قبرستان میں کیا پڑھے؟: آپ ﷺ نے فرمایا: جو قبرستان میں داخل ہو سورۂ فاتحہ، سورۂ قل هو الله احد اور سورۂ الهكم التكاثر پڑھے اور اس کا ثواب اہل قبرستان کو مؤمن مرد اور عورتوں کو بخش دے تو یہ سب خدائے پاک کے پاس اس کی (مغفرت اور نجات کی) شفاعت کرنے والے ہو جائیں گے۔ آپ

گھر میں داخل ہونے سے پہلے آواز دیتے

گھر میں داخل ہوتے تو عامۃً کھنگار کر آتے اور بعض مرتبہ قدرے زور سے کچھ پڑھتے اور بولتے، اکثر اہل خانہ کو والد صاحب کی اس عادت سے ان کے آنے کا علم ہو جاتا۔[۱]

ایک آزمائش اور صحت کی خرابی

والد صاحب کی صحت بڑی اچھی تھی، خوب چلتے پھرتے، اسفار فرماتے، میں نے صاف محسوس کیا کہ والد صاحب کی صحت اپنی بڑی بیٹی اور راقم کی بڑی ہمشیرہ کی طلاق اور اور شوہر کے ساتھ نباہ کی مشکلی کے حالات پڑھ کر اور سن کر خراب ہونی شروع ہوئی، جب ہمشیرہ کے خطوط اور ان میں ان کی تکلیف و مظالم کی لکھی ہوئی داستان کی ڈاک آتی تو والد صاحب کے لئے ان خطوط کا پڑھنا بھی مشکل ہوتا اور باوجود قابو پانے کی کوشش کے وہ اپنے پر قابو نہیں رکھ پاتے اور تنہائی میں رو رو کر دن گذارتے، اور بڑی الحاح و عاجزی سے بیٹی کی پریشانی کے لئے دعائیں کرتے، اس وقت سے ان کی صحت خراب ہونی شروع ہوئی اور ہوتے ہوتے یہاں تک پہنچی کہ تقریباً چودہ' پندرہ سال کا طویل عرصہ بلا کھائے ہوئے

ﷺ کا ارشاد ہے: جو شخص قبرستان آئے اور سورۂ یٰس کا ثواب اہل قبرستان کو بخش دے تو اللہ پاک اس سے عذاب میں تخفیف فرمائیں گے، اور اس کو مردوں کی تعداد کے برابر نیکی ملے گی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ: جو شخص قبرستان سے گذرے اور گیارہ مرتبہ ''قل هو الله احد'' پڑھے اور اس کا ثواب اہل قبرستان کو بخش دے تو تمام مردوں کی تعداد کے برابر ثواب ملے گا۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جب تم قبرستان میں داخل ہو تو سورۂ فاتحہ' سورۂ فلق' سورۂ ناس اور سورۂ اخلاص پڑھو اور اس کا ثواب اہل قبرستان کو بخش دو۔ (شمائل کبری ص ۶۷۴ ج ۱۰)

[۱]...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی جب گھر میں داخل ہوتے تو باہر سے کھنکارتے اور بلند آواز سے کچھ بولتے تاکہ گھر کے لوگ باخبر ہو جائیں۔ (سیر الصحابہ رضی اللہ عنہم ص ۱۱۳ ج ۲)

گزارا، اور صحت خراب ہوتے ہوتے آنکھ کی بصارت بھی تقریبا نہ ہونے کے برابر ہوگئی، چلنے پھرنے میں انتہائی ضعف ہونے لگا، اور آخری چند سال میں بکثرت دواؤں اور ہسپتال کے چکروں میں گذرے، اللہ تعالی ان آزمائش کو ان کے لئے رفع درجات کا ذریعہ بنائے،

علاتی بھائی کی وفات اور آپ کا ایک گرامی نامہ

ایک اور آزمائش بھی والد صاحب پر بالکل نو جوانی میں آئی، وہ یہ کہ آپ کا ایک علاتی بھائی رشید احمد کا بچپن میں انتقال ہوا، اس کا کچھ حال میں ’’تذکرۃ المرغوب‘‘ میں لکھ چکا ہوں، یہاں اسے من وعن نقل کرتا ہوں:

اس حادثہ سے قبل بھی مفتی صاحب ایک جانکاہ آزمائش میں مبتلا کئے گئے تھے۔ وہ حادثہ یہ تھا کہ آپ کے معصوم چھ سالہ صاحبزادے رشید احمد کی اچانک وفات کا۔ معصوم نماز کا بے حد شوقین تھا، ایک مرتبہ نماز کے لئے جامع مسجد میں گیا کہ وضو کرتے ہوئے حوض میں گر گیا، اور غرق ہو کر شہادت کی موت پائی۔

گرتے ہوئے کسی نے نہیں دیکھا، بہت تلاش وجستجو کے بعد کوئی پتہ نہ لگا، تو مجبوراً مولانا کو اس واقعہ کی اطلاع دی گئی کہ رشید احمد غائب ہے، تلاش جاری ہے، مگر کوئی پتہ نہیں چلتا، اللہ اکبر! مولانا کی فراست یا کرامت کہ فوراً فرمایا: حوض میں دیکھا؟ چنانچہ دو آدمی حوض میں اترے تو معصوم کی نعش ملی۔

’’انالله و انااليه راجعون‘‘۔

اس آزمائش پر مولانا نے نہ جانے کیسے صبر کیا ہوگا، آپ پر کیا گذری ہوگی؟ اس کی ادنی سی جھلک میرے والد محترم مدظلہ کے اس خط سے لگائی جاسکتی ہے جو آپ نے مولانا عبد الحمید صاحب کو تحریر فرمایا تھا۔ وہ خط یہ ہے:

محترم المقام مولانا عبدالحمید صاحب زیدت حسناتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو خیر و عافیت سے تادیر قائم رکھے، آمین۔

دیگر غمناک خبر ایں کہ معصوم بھائی رشید احمد گذشتہ ۲۲/رمضان المبارک ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۲/اپریل ۱۹۵۸ء بروز شنبہ بوقت درمیان عصر و مغرب جامع مسجد کے حوض میں وضو کرتے ہوئے ڈوب گیا' اور خدا کی رحمت میں پہنچ چکا ہے۔ مرحوم برادر عزیز کی عمر چھ سال کی تھی' اور نماز کا بہت شوق تھا' جہاں پر کھیلتے ہوئے اذان کی آواز سنی کہ فوراً گھر آکر اپنی ٹوپی لے کر مسجد کی طرف مجھ سے پہلے چل دیتا تھا۔ دوسرے الفاظ میں اپنی موت ان کو کشاں کشاں مسجد کی طرف لے جارہی تھی۔ اس ناگہانی حادثہ سے والد صاحب کی کمزوری اور صدمہ میں زیادتی ہوچکی ہے۔ خیر قضاوقدر میں جو فیصلہ منظور ہوچکا تھا وہ ہوکر رہا، اور جو ہونے والا ہے وہ ہوکر رہے گا، مگر ایک چلتا پھرتا تر و تازہ پھول اس طرح اچانک مرجھا کر بے حس و حرکت ہوگیا' اور ہم لوگوں کو داغ مفارقت دیکر جنت کی طرف خراماں خراماں چل دیا'' انا للہ وانا الیہ راجعون، ربنا افرغ علینا صبرا الخ '' سچ کہا ہے کسی کہنے والے نے۔

دور آخر بزم دنیا کا ہے جام خون دل　　　کش اس محفل میں بن کر بادہ نوش آیا تو کیا

اس روز والدین ماجدین کے دلوں پر جو کچھ گذری ہوگی اسے تو ہم ہی محسوس کرسکتے ہیں اس لئے کہ۔

وہی سہتا ہے جس پر پڑتی ہے　　　درد کوئی کسی کا کیا جانے

آپ حضرات خصوصاً والدین ماجدین کے لئے اور عموماً جملہ رشتہ داروں کے لئے خاص دعا فرمائیں کہ اللہ تعالی ہم لوگوں کو صبر جمیل عطا فرماوے اور صحت اور برداشت کی توفیق بخشے اور ایسے ناگہانی حادثہ اور امتحان میں کامیابی عطا فرماوے، آمین۔

دعاجو اسماعیل

۲۵/اپریل ۱۹۵۸ھ، بروز جمعہ،

اس حادثہ پر پولیس کی طرف تفتیش کا سلسلہ شروع ہوا اور علاقی ہونے کی وجہ سے والد صاحب پر یہ الزام لگا کہ ان کے اس حادثہ میں آپ کی کوئی شازش ہوگی، ایک پولیس نے کچھ سختی بھی کی، مگر اللہ تعالی نے اس مشکلی میں نصرت فرمائی اور تمام مراحل بآسانی طے ہو گئے۔

اللہ پر توکل اور دعا پر اطمینان کا ایک واقعہ

پہلے میں لکھ چکا ہوں کہ والد صاحب رحمہ اللہ کی امانت داری کی وجہ سے سب ہی آپ کے پاس امانت رکھتے تھے، ایک مرتبہ ایک رقم والد صاحب کے پاس آئی، اور اس کے ساتھ تفصیلی خط بھی کہ اس رقم میں سے فلاں کو اتنی فلاں کو اتنی، اتفاق سے والد صاحب نے ایک آدمی کو وہ خط اور رقم مرحمت فرمائی، اللہ کی شان کہ رات کو اسی گھر میں حکومت کی طرف سے تفتیش ہوئی اور مکان کو گھیر لیا اور صاحب مکان کو حراست میں لے لیا گیا، میں نے والد صاحب سے آکر عرض کیا کہ فلاں صاحب کے گھر یہ حادثہ ہوا، والد صاحب نے فوراً ''انا لله وانا اليه راجعون'' پڑھا، اور کچھ دعائیں پڑھنا شروع کر دیں، پھر فرمایا: انشاءاللہ کچھ نہیں ہوگا۔ کچھ عرصہ بعد میرے پوچھنے پر بتایا کہ اسی روز میں نے اس صاحب کو ایک خط اور رقم دی تھی، اگر وہ خط پکڑا جاتا تو مشکلی پیدا ہو جاتی، صاحب خانہ کا بیان ہے کہ تفتیش

کرنے والوں نے بہت محفوظ جگہ رکھے خطوط کو تو پالیا، مگر والد صاحب کا خط جو بالکل سامنے رکھا ہوا تھا، اس کی طرف نظر نہیں گئی، والد صاحب فرماتے تھے کہ: میں نے اسی وقت ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' اور چند دعائیں پڑھیں تو مجھے کامل یقین ہو گیا تھا کہ انشاء اللہ اس خط کی طرف کسی کی نظر نہیں جائے گی۔

اہل قریہ کی تاریخ ولادت وتاریخ وفات

والد صاحب رحمہ اللہ کی ایک عادت یہ بھی رہی کہ لاجپور میں کوئی بچہ پیدا ہوتا، اسی دن اس کی تاریخ ولادت اسلامی وانگریزی دونوں لکھ لیتے، اسی طرح کسی کی وفات پر اس کی تاریخ وفات کے لکھنے کا بھی معمول تھا، اللہ کرے وہ کاپی کہیں موجود ہو تو اس میں سینکڑوں افراد کی تاریخ ولادت وتاریخ وفات محفوظ ہوں گی۔ اور بہت ممکن ہے کہ اسکول کے رجسٹر میں تاریخ کی غلطی ہو مگر والد صاحب کی تحریر میں اس کا امکان نہیں، کہ والد صاحب کو اپنے معمول کی پابندی میں ذرہ سستی وکاہلی پسند نہیں تھی، اسی دن لکھ لیتے تھے۔

اسلامی تاریخ کی معلومات اور چاند دیکھنے کا اہتمام

والد صاحب رحمہ اللہ کی بصارت جب تک برابر رہی بہت اہتمام سے ہر مہینہ چاند دیکھنے کا اہتمام فرماتے، ۲۹ر کی مغرب کے بعد فوراً مسجد سے باہر آکر اور کبھی مسجد کے اوپر جاکر چاند دیکھتے اور ساتھیوں سے بھی کہتے کہ آج ۲۹ر ہے چاند دیکھو۔[۱] اور یہ معمول

[۱]......افسوس کہ امت میں یہ رواج کم سے کم ہوتا جارہا ہے، اس وقت رویت ہلال کے اختلاف کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ عوام تو عوام خواص تک نے رؤیت کے معمول کو ترک کردیا۔ آپ ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور ہمارے اسلاف کے یہاں اس کا بڑا اہتمام تھا۔ حدیث شریف میں ہے: آپ ﷺ شعبان کے چاند دیکھنے کا جتنا اہتمام فرماتے اتنا دوسرے ماہ کا نہ فرماتے۔ معلوم ہوا کہ معمول تو ہر ماہ کا تھا، مگر زیادہ اہتمام شعبان کا تھا، اس لئے کہ فرض روزوں کا دارومدار رؤیت پر ہے۔ آپ ﷺ ۲۹ر

صرف شعبان و مضان اور ذیقعدہ تک محدود نہیں تھا، بلکہ پورے سال کے ہر مہینے میں رہا، البتہ شعبان و رمضان اور ذیقعدہ کے چاند دیکھنے کا معمول زیادہ تھا۔ والد صاحب کو جس طرح غیر اسلامی تاریخ روزانہ کی یاد رہتی تھی اسی طرح اسلامی تاریخ بھی برابر یاد رکھتے تھے، کئی مرتبہ ایسا ہوا مجلس میں کسی نے اسلامی تاریخ پوچھی والد صاحب نے فوراً بتلادی۔

حسن اختتام اور حسن تفاؤل

رسالہ کا اختتام ایک حسن تفاؤل سے کیا جاتا ہے، والد صاحب گاہے گاہے کسی آنے والے کے ساتھ راقم پر کوئی ہدیہ بھیجا کرتے تھے، آخری ہدیہ جو والد صاحب کی طرف سے مجھے ملا وہ عطر ہے اور اس کا نام ''فردوس'' ہے۔ راقم نے اس سے یہ تفاؤل خیر لیا کہ والد صاحب آخری ہدیہ بھیج کر مجھے زبان حال سے کہہ گئے کہ لو یہ ہدیہ فردوس ہم تو جنت فردوس میں چلے۔[۱]

شعان ہوتی تو صحابہ رضی اللہ عنہم کو چاند دیکھنے کے لئے بھیجتے۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ: شعبان کی تاریخوں کو رمضان کے لئے یاد رکھا کرو۔ ایک حدیث میں ہے: شعبان کی تاریخوں کو گنا کرو تا کہ رمضان کا چاند دیکھو۔

اسلامی احکام اور عبادات چاند کی تاریخ کے اعتبار سے ہیں، جیسے: عدت' کفارہ' صیام' ایلاء' حج' رمضان' عید' قربانی اور تکبیر تشریق وغیرہ، بغیر چاند کی رؤیت کے یہ احکام شرعیہ ادا ہی نہیں ہو سکتے، اس لئے چاند کی تاریخ کو محفوظ رکھنا اور ۲۹ رکو چاند دیکھنا اور اس کے متعلق شرعی امور کو نافذ کرنا فرض کفایہ ہے۔ افسوس کہ آج چاند کی اہمیت ہماری نظروں سے جاتی رہی اور شمسی مہینہ کی اہمیت نگاہوں میں بیٹھ گئی حتی کہ بعض مدارس دینیہ اور کئی اسلامی (کہے جانے والے) ممالک تک میں اسلامی تاریخ کا رواج نہیں رہا، ان کے جملہ امور شمسی تاریخ پر منحصر ہو گئے، اس کی اصلاح کی جانی چاہئے۔ (شمائل کبری ص ۶۴ ج ۹)

[۱]...... آپ ﷺ تفاؤل خیر کو پسند فرماتے اور نحوست اور بدفالی کے قائل نہ تھے۔ آپ ﷺ بدفالی نہ لیتے، لیکن نیک شگون لیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: نیک فالی مجھے پسند ہے اور نیک

رمضان کی موت اور آخری سفر

والد صاحب کو اللہ تعالی نے اپنے پاس بلانے کے لئے جس مہینہ کا انتخاب فرمایا وہ بھی سید الشہور یعنی رمضان المبارک کا مہینہ اور رات بھی بدر کی با برکت رات۔ اللہ تعالی حضرت والد صاحب کی بال بال مغفرت فرمائے اور اعلی علیین میں جگہ عطا فرما کر اپنے مخصوص بندوں میں شامل کر کے جنت الفردوس میں اعلی مقام نصیب فرمائے، اور ہمیں ان کے بعد کسی فتنہ میں مبتلا نہ فرمائے، آمین۔

آپ کی وفات رات تقریبا ساڑھے بارہ بجے نوساری ہسپتال میں ہوئی۔ آپ کی تاریخ وفات یہ ہے: ۱۷/ رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ، مطابق ۱۵/ جولائی ۲۰۱۴ء شب چہار شنبہ (بدھ)۔[۱]

فالی اچھے لفظ سے لی جاتی ہے۔ آپ ﷺ کسی ضرورت کی وجہ سے نکلتے (مثلا غزوہ وغیرہ میں) تو ''راشد'' یا ''نجیح'' کی آواز پسند فرماتے۔ آپ ﷺ نے ایک دن اونٹ کے دودھ دوہنے کے لئے پوچھا کہ کون دوھے گا، ایک شخص کھڑا ہوا، کہا: میں! آپ ﷺ نے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا: مرہ، آپ ﷺ نے کہا: بیٹھ جاؤ، پھر فرمایا کون دوھے گا؟ ایک دوسرے نے کہا: میں! آپ ﷺ نے پوچھا نام کیا ہے؟ کہا: جمرہ، آپ ﷺ نے کہا؛ بیٹھ جاؤ، پھر فرمایا: کون دوھے گا؟ کسی دوسرے نے کہا: میں، آپ ﷺ نے پوچھا کیا نام ہے؟ اس نے کہا: یعیش، آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ دوہو۔ (یعیش: کے معنی خوشگواری' اچھائی کے ہیں) گویا اب اس فعل میں اچھائی ہوگی۔ آپ ﷺ غزوۂ ودان کے لئے تشریف لے جارہے تھے، ایک شخص کی زبان سے ''سبز شادابی'' نکلا، آپ ﷺ نے اس سے شگون خیر لیتے ہوئے فرمایا: ہاں! میں اس کا طالب ہوں، چنانچہ آپ ﷺ اس غزوہ میں تشریف لے گئے، قتال کی نوبت نہ آئی، اور کفار نے سرسبز شاداب علاقہ آپ ﷺ کو حوالہ کردیا۔ (شمائل کبری ص ۲۵۰ ج ۵)

[۱]...... آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ماہ رمضان میں مرنے والوں سے عذاب قبر اٹھالیا جاتا ہے۔ (شمائل کبری ص ۲۶۱ ج ۱۰)

باسمه سبحانه و تعالی

بروفات حضرت بھائی میاں صاحب نوراللہ مرقدہ

از: نادر لاجپوری

آنکھ سے آنسو رواں ہے چل بسے بھائی میاں
غمزہ پیرو جواں ہے چل بسے بھائی میاں

ہر گلی ویران ہے، ہر راستہ خاموش ہے
دم بخود ہر ہر مکاں ہے چل بسے بھائی میاں

جس جگہ جس نے سنا یہ انتقال پر ملال
سن کے وہ ساکت وہاں ہے چل بسے بھائی میاں

ایک سناٹا فضا میں آج ہے چھایا ہوا
ہر طرف ہو کا سماں ہے چل بسے بھائی میاں

مردنی سی ہر در و دیوار پر ہے چھا گئی
ہر طرف شور و فغاں ہے چل بسے بھائی میاں

ہر کسی کا قلب ہے مجروح، آنکھیں اشکبار
اور لب نوحہ کناں ہے چل بسے بھائی میاں

فرط غم سے کر رہی ہے یہ زمیں آہ و بکا
رو رہا وہ آسماں ہے چل بسے بھائی میاں

بے سکونی، بے قراری اور غم چاروں طرف
ذرہ ذرہ سے عیاں ہے چل بسے بھائی میاں

چل بسے وہ صاحب جود و سخا، مہماں نواز
آج سونا آستاں ہے چل بسے بھائی میاں

چل بسے وہ صاحب شرم و حیا، اہل کرم
مبتلائے رنج جاں ہے چل بسے بھائی میاں

وہ خلیل و مولوی مرغوب وہ مفتی رشید
ہوش تینوں کو کہاں ہے چل بسے بھائی میاں

اب نہیں چارہ ہمیں دو لفظ یہ بولے بغیر
موت سب کو بے گماں ہے چل بسے بھائی میاں

یا الٰہی جنت الفردوس کر ان کو عطا
ہر کوئی رطب اللساں ہے چل بسے بھائی میاں

انگلیاں بے بس، قلم خاموش، فکریں منجمد
اور نادر بے زباں ہے چل بسے بھائی میاں

باسمہ تعالیٰ

نذرانۂ عقیدت بروفات جناب الحاج بھائی میاں صاحب نوراللہ

مرقدہ......از : نادرلاجپوری

تھم گیا ہے کیوں زمانہ سست ہے رفتار کیوں
پھول کیوں مرجھا گئے ویران ہے گلزار کیوں
کیوں اندھیرا چھا گیا ہے مٹ گئے انوار کیوں
رو رہے ہیں سسکیاں لے کر در و دیوار کیوں
راستے خاموش تو سنسان ہے کیوں ہر گلی
چل بسا ہے کیا خدا کا آج پھر کوئی ولی
چل بسے بھائی میاں ہاں اس جہاں سے چل بسے
چھوڑ کر پیچھے ہمیں تنہا یہاں سے چل بسے
مسکرا کر وہ ہمارے درمیاں سے چل بسے
جانبِ دارِ بقا ' فانی مکاں سے چل بسے
ہر طرف دیکھو جسے بھی وہ پریشاں حال ہے
ہے زباں خاموش تو لب پر نہ قیل وقال ہے
چل بسے وہ صاحبِ جود و سخا ' اہل کرم
چل بسے جو ہر نگاہِ ناز میں تھے محترم
چل بسے جو ہر مصیبت میں رہے ثابت قدم

چل بسے وہ صاحب شرم و حیا سوئے عدم
چل بسے وہ باادب وہ صاحبِ عز و شرف
کیا گئے کہ مُردنی سی چھا گئی چاروں طرف
ہر زباں ماتم کناں ہے چل بسے بھائی میاں
ہر طرف ہو کا سماں ہے چل بسے بھائی میاں
آنکھ سے آنسو رواں ہے چل بسے بھائی میاں
ہوش بھی دل کو کہاں ہے چل بسے بھائی میاں
کیا گئے ہیں آپ کے ویران بستی ہو گئی
بے سہارا' بے حس و بے جان بستی ہو گئی
آپ تھے تو گاؤں کے پُر نور تھے لیل و نہار
آپ تھے تو گاؤں کی ہر چیز تھی باغ و بہار
آپ تھے تو گاؤں کا محفوظ تھا عز و وقار
آپ تھے تو گاؤں کا آباد تھا قرب و جوار
یاد آئے گی ہمیں ذاتِ گرامی آپ کی
حشر تک باقی رہے گی نیک نامی آپ کی
گاؤں کی وہ آبرو تھے گاؤں کی وہ ناک تھے
صاحبِ علم و عمل تھے، صاحبِ ادراک تھے
دشمنی' بغض و حسد' کینہ وری سے پاک تھے
خاک میں جانے سے پہلے ہی سراپا خاک تھے

کیا نمود و نام ہے وہ جانتے تک بھی نہ تھے
کبر، حب جاہ کو پہچانتے تک بھی نہ تھے
تھے چہیتے قوم کے محبوب خاص و عام تھے
صبر و استقلال میں ثابت قدم ہر گام تھے
نفرتوں کے دور میں الفت بھرا پیغام تھے
خدمت خلق خدا میں محو صبح و شام تھے
صاحب صدق وصفا تھے، متقی تھے، نیک تھے
پیکر انسانیت وہ سینکڑوں میں ایک تھے
تھے بڑے ہی خوش مزاج و خاکسار و نرم خو
نیک طینت، نیک سیرت، پاکباز و خندہ رو
چاہنے والے ہزاروں آپ کے تھے سو بسو
اور چرچہ آپ کے اوصاف کا تھا کو بکو
شہرت و نام و ریا سے پھر بھی کوسوں دور تھے
نام سے 'بھائی میاں' کے ہر طرف مشہور تھے
آپ تھے مہماں نواز و محسن و خدمت گزار
آپ تھے غم خوار سب کے اور سب کے غمگسار
آپ تھے سب کے لئے ہی خیر خواہ و جاں نثار
آپ بستی کے لئے تھے صاحب صد افتخار
صاف دل تھے صاحب تقوی طہارت آپ تھے

ایک سچے عاشق ماہ رسالت آپ تھے
دیکھتے ہی دیکھتے کیا کر دیا تونے اجل
چھین لی تونے زمیں سے ایک ذاتِ بے بدل
بے بہا تھی اور جو تھی بے نظیر و بے مثل
تھے موافق دین کے جس ذات کے سارے عمل
ہے یہی امید وہ اللہ کو سب بھا گئے
پا گئے وہ جنت الفردوس نادرؔ پا گئے

بروفات حضرت بھائی میاں صاحب نوراللہ مرقدہ

چل بسا وہ آج بستی کا دلارا چل بسا — چل بسا وہ گاؤں کا محبوب پیارا چل بسا
مطلع انوار کا روشن ستارہ چل بسا — اہل بستی کے لئے جو تھا سہارا چل بسا
چل بسا پی کر شراب عشق و مخمور تھا — مولوی بھائی میاں کے نام سے جو مشہور تھا
رو رہے ہیں آج بستی کے درو دیوار بھی — راستہ خاموش ہے ویران ہے بازار بھی
رو رہے ہیں آج اپنے ہی نہیں اغیار بھی — رو رہے ہیں سب اقارب اور رشتہ دار بھی
رو رہے ہیں آج غم سے نیک دل فرزند بھی — جو کہ ہیں ذی علم سارے دین کے پابند بھی
چل بسا وہ صاحب شرم و حیا عالی صفات — چل بسا وہ نیک سیرت اور پاکیزہ حیات
چل بسا ہو کر وہ حب جاہ سے بے التفات — خدمت دیں رات دن کرتا رہا پاکیزہ وفات
چل بسا جو مشکلوں میں بھی رہا ثابت قدم — سہہ گیا تکلیف ساری سر کیا لیکن نہ خم
چل بسا وہ عالم دین صاحب جود و سخا — چل بسا پرہیز گار وخوش مزاج و باحیا
چل بسا وہ متقی صاحب صدق و صفا — چل بسا وہ چھوڑ کر دار فانی سوئے بقا

مکتوبات اکابر بنام

والد صاحب

والد صاحب رحمہ اللہ کے نام اکابر علماء کے مکتوبات جو موجود تھے، اس مختصر رسالہ میں ان کو عنوانات اور مختصر حاشیہ کے ساتھ مرتب کیا گیا ہے۔

ترتیب وعناوین

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیتہ

عرض مرتب

خط وکتابت کے آداب، بزرگوں کے مکاتیب کی اہمیت وافادیت اوراس کے متعلق تفصیل راقم اپنے رسالہ ’’خط وکتابت کے آداب‘‘ میں تفصیل سے لکھ چکا ہے، وہ رسالہ ’’علمی مکاتیب‘‘ کے شروع میں اور’’مرغوب الرسائل فی عمدۃ المسائل‘‘ کی دوسری جلد میں میں شائع ہو چکا ہے۔

حضرت والد صاحب رحمہ اللہ کے مختصر حالات جب ترتیب دیئے تو خیال آیا کہ ایک مختصر رسالہ کی شکل میں آپ کے نام جن اکابر علماء و بزرگوں کے مکتوبات ہیں ان کو بھی مع عنوان اور بعض جگہ پر حاشیہ کے ساتھ مرتب کر دوں۔ الحمد للہ یہ کام مکمل ہوا۔

شروع میں خیال تھا کہ سارے مکاتیب من وعن نقل کروں گا، مگر تھوڑے مکتوبات مرتب کر چکا اوران کی کمپوزنگ بھی ہو چکی تو خیال آیا بجائے من وعن نقل کرنے کے ان خطوط میں سے کام کی چیزیں لے لی جائیں، تاکہ خوامخواہ ضخامت بڑھ نہ جائے اور ناظرین کے اکتاہٹ کا سبب نہ ہو، اس لئے جو مکتوبات شروع میں لکھے جا چکے انہیں تو ایسے برقرار رکھا گیا، مگر آخر میں حضرت مولانا مفتی سید عبد الرحیم صاحب لاجپوری رحمہ اللہ کے مکتوبات چونکہ کثیر تعداد میں تھے، اس لئے ان میں تمام خطوط کا مطالعہ کر کے مفید اور کام کی باتیں جمع کر دیں، بقیہ کو فی الحال شائع کرنا مناسب نہیں سمجھا گیا۔

اللہ تعالیٰ جو کچھ ہوا ہے اسے قبول فرمائے اور راقم و ناظرین کے لئے مفید اور کارآمد بنائے، آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

مکتوب گرامی: حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ

تبلیغی اجتماع کامیابی اور قبولیت کے ساتھ منعقد ہوگا

لکھنؤ......۱۱/۵/۱۴۱۸ھ

مکرمی و محبی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا جوابی کارڈ مؤرخہ ۶/ستمبر ملا، امید ہے کہ سورت میں تبلیغی اجتماع کامیابی اور قبولیت کے ساتھ منعقد ہوگا، ہماری تبلیغی تقریروں کے رسائل و مجموعہ کہیں سے مل جائیں گے، ان سے نقل کر سکتے ہیں۔ مولانا مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوری کو خط کے جواب میں ہم خط لکھ دیں گے، دعاؤں میں یاد رکھیں۔ دعا گو ابوالحسن علی ندوی

۱۵/ستمبر ۹۴ء

....

مکتوب گرامی: حضرت مولانا مفتی مظفر حسین مظاہری رحمہ اللہ

اللہ آپ کو ہمہ نوع سکون واطمینان سے بہرہ مند کرے

۱۶/شوال ۱۴۰۳ھ مطابق ۳۰ جولائی ۱۹۸۳

مکرم و محترم زید مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مرسلہ مکتوب گرامی موصول ہوا، آپ کی بڑی صاحبزادی کی کیفیت معلوم ہوئی بصمیم قلب دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو صحت عاجلہ مستمرہ دائمہ عطا فرمائے، اور ان کو اور آپ کو ہمہ نوع سکون واطمینان سے بہرہ مند کرے۔

مظفر حسین مظاہری

مکتوب گرامی: حضرت مولانا حفیظ الرحمان واصف رحمہ اللہ

صحت وعافیت اور صلاح وفلاح کے لئے ضرور دعا فرمائیے گا

۲۹/۱۱/۶۹

حفیظ الرحمان واصف

عزیز مکرم زیدت معالیکم وعلیکم السلام

محبت نامہ موصول ہو کر موجب از دیاد مسرت ہوا، اللہ تعالیٰ آپ کو بخیریت اور اپنی حفظ وامان میں رکھے۔ اس مبارک مہینے میں اپنے خادم کی صحت وعافیت اور صلاح وفلاح کے لئے کسی خاص وقت میں ضرور دعا فرمائیے گا، یہ آپ سے عاجزانہ درخواست ہے، امید ہے کہ فراموش نہ فرمائیں گے۔

آپ کے خیال کے مطابق حضرت مفتی مرغوب احمد رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات ہمارے یہاں ضرور ہونی چاہئیں، کیونکہ ادھر کے تمام احباب جو حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب سے تعلق رکھتے تھے' دہلی میں ان سب کا کام حضرت مفتی صاحب (یعنی والد ماجد رحمہ اللہ) کی معرفت ہوتا تھا، اور میرا خیال ہے کہ گھر کی کتابوں میں یہ نام نظر سے گذرے ہیں، لیکن اس وقت تلاش کرنا مشکل معلوم ہوتا ہے، عید کے بعد انشاء اللہ تلاش کروں گا اور جو کوئی رسالہ دستیاب نہیں ہوگا وہ آپ سے منگا لوں گا، یاددہانی کے لئے شوال کے وسط میں خط لکھدیجئے گا۔ فوٹو (عکسی) کا فیصلہ رسالوں کو دیکھ کر کیا جاسکتا ہے، فقط والسلام۔

آپ کا دعا گو: حفیظ الرحمان واصف

مدرسہ امینیہ دہلی

مکتوب گرامی: حضرت مولانا برہان الدین سنبھلی مدظلہم

آپ نے میرے مضمون پر پسندیدگی کا اظہار کیا

از: لکھنؤ

۹رجمادی الاول ۱۴۱۸ھ ۱۳/۹/۱۹۹۷ء

مکرمی وعلیکم السلام ورحمة الله وبركاته

مزاج شریف؟ آپ کا پوسٹ کارڈ ملا، جس میں آپ نے میرے تازہ مضمون ''اسلام کے خلاف پروپیگنڈے'' پر پسندیدگی کا اظہار کیا ہے، آپ نے اس سے نہ جانے کیسے سمجھ لیا کہ یہی مضمون مختلف اخبار میں شائع ہو چکا ہے اور پمفلٹ کی شکل پر بھی، حالانکہ مضمون میں تو یہ لکھا گیا ہے کہ بچوں کے نفقہ وغیرہ سے متعلق شریعت کے احکام اپنے ایک مضمون میں لکھ چکا ہوں جو مختلف جگہ شائع ہو چکا ہے اور پمفلٹ کی شکل پر بھی شائع ہوا ہے۔ اس کی تقریبا تمام مطبوعہ کاپیاں ختم ہو چکی ہیں، میرے پاس چند رہ گئی تھیں ان میں سے ایک بذریعہ ڈاک پرسوں آپ کو روانہ کی جا چکی ہے، خدا کرے آپ کو مل جائے۔ آپ یا کوئی شخص یا ادارہ چاہے تو اسے طبع کروا کر تقسیم کر سکتا ہے، میری طرف سے پوری اجازت ہے، بس تصحیح کا اہتمام پوری طرح ہونا چاہئے۔

مولانا زکریا صاحب کو آپ کا سلام پہنچا دیا ہے، فقط والسلام

محمد برہان الدین

دارالعلوم ندوۃ العلماء

مکتوب گرامی: حضرت مولانا محمد زکریا سنبھلی مدظلہم

آپ کا گرامی نامہ مولانا عبدالقادر صاحب نے احقر کو دکھایا۔ میں مولانا نعمانی رحمہ اللہ کا بھتیجہ ہوں، انشاءاللہ تعزیت مولانا کے اہل خانہ تک پہنچا دوں گا۔

آپ کے گرامی نامہ معلوم ہوا کہ آپ حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب کی خدمت میں تشریف لے جاتے رہتے ہیں، یہ عریضہ اصلا اسی غرض سے لکھ رہا ہوں کہ حضرت کو میرا سلام اور دعا کی درخواست پہنچادیں، اللہ تعالی تادیر عافیت وسلامتی کے ساتھ حضرت کا سایہ امت پر رکھے۔ آپ سے بھی دعاؤں کی درخواست ہے۔ خدا کرے آپ بخیر ہوں اور رہیں، والسلام۔

محمد زکریا سنبھلی

مدرس دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

....

مکاتیب: حضرت مولانا عمران خان بھوپالی مدظلہم

۱۵ رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ

مجی مولانا صاحب وعلیکم السلام

آپ کا خط ملا، بڑی مسرت ہوئی، حافظ عبدالعزیز کے حادثہ سے سخت رنج ہوا، اللہ تعالی شفائے کامل وعاجل عطا فرمائے، انہیں بھی تب ہی خط لکھا ہے۔ ممکن ہو تو ان کی صحت سے مطلع کیجئے گا۔ حضرت مولانا عبدالقدوس صاحب کی خدمت میں سلام، اور بھی کوئی پرسان حال ہو تو سلام کہہ دیں۔

عمران خان

مولانا سعید صاحب بڑی خوبیوں اور صفات کے مالک بزرگ تھے

۱۲/۱۱/۷٦

محبی مولانا اسماعیل صاحب وعلیکم السلام

ابھی آپ کا کارڈ ملا جس سے مولانا سعید صاحب کے انتقال کی خبر ملی ’’انا للہ وانا الیہ راجعون‘‘ بڑی خوبیوں اور صفات کے مالک بزرگ تھے[۱] میری پچھلی حاضری پر تعمیر تاج المساجد کے لئے اپنے پاس سے ذاتی چندہ عطا فرمایا اور احباب کو بھی متوجہ فرمایا۔ مجھ سے بہت خصوصیت رکھتے تھے، اسی وقت طلبہ اور اساتذہ کو جمع کر کے ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کی گئی۔

آج ۱۲/نومبر ہے، ۱/نومبر کا پرچہ تو تیار ہو کر پریس میں طبع ہو رہا ہے، لیکن دسمبر کے شمارہ میں خبر آسکتی ہے، لیکن بہت دیر ہو جائے گی، اس کا احتمال بھی ہے کہ ماہنامہ کے شائع ہونے کے باعث یکم اور ۱۵/دسمبر کا پرچہ ناغہ ہو۔

عزیزی عبدالعزیز صاحب کے اب تک صحت یاب نہ ہونے سے فکر ہے، ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا کرتا ہوں ۔ وہاں جائیں تو سلام بھی کہدیں اور یہ بھی کہ ان کی کامل صحت کے لئے دعا کرتا ہوں۔ صبح ایک عشرہ یا پندرہ دن کے لئے حیدرآباد انشاء اللہ روانہ ہوں گا۔ دعاگو

عمران خان

---

[۱]......راندیر جامعہ کے مہتمم حضرت مولانا محمد سعید صاحب راندیری مراد ہیں۔ موصوف کی وفات ۱۳/ ذی قعدہ ۱۳۹٦ھ مطابق ٦/نومبر ۱۹۷٦ء، بروز شنبہ ہوئی۔ دیکھئے! ذکر صالحین‘‘ ص ۴۳۹ ج ۲۔ آپ کی سوانح بھی مولانا محمد یونس صاحب سورتی مدظلہ نے مرتب فرمائی ہے۔

مکتوب گرامی: حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب بجنوری

''انفاس قدسیہ'' حضرت مدنی کے وصال کے بعد لکھی تھی

باسمہ سبحانہ

محترم گرامی! السلام علیکم

مزاج گرامی! جوابی نوازش نامہ ملا، شکر گذار ہوں۔ آپ نے ''انفاس قدسیہ'' طلب فرمائی ہے، وہ اس وقت بندہ کے پاس نہیں ہے، البتہ مل سکتی ہے، قریب میں دیوبند جانا ہوگا وہاں سے لیتا آؤں گا اور آپ کو پیش کروں گا، انشاء اللہ۔

میں نے ایک رجسٹری عریضہ آپ کے صاحبزادے مولانا رشید احمد کے نام روانہ کیا ہے وہ مل گیا ہوگا، اور عنقریب آپ کا جواب بھی انشاء اللہ مل جائے گا۔ آپ نے اپنا خط لکھا ہوگا، اس کے بعد میرا عریضہ ملا ہوگا، میرا پروگرام دسمبر کے مہینے میں آپ کے یہاں حاضر ہونے کا ہے، اسی بارے میں دریافت کیا ہے۔

''انفاس قدسیہ'' جو آپ نے طلب فرمائی ہے' یہ کتاب مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے وصال کے بعد سب سے پہلے میں نے لکھی تھی، اور وصال سے قریبا ڈھائی سال پہلے مجھے مولانا حسین احد صاحب مدنی رحمہ اللہ نے اجازت بیعت اور خلافت عطا فرمائی تھی۔ میرا سن ولادت ۱۹۲۷ء یا ۱۹۲۵ء ہے۔ دعا کا طالب ہوں، فقط والسلام، احباب سے سلام فرمادیجئے۔

عزیز الرحمٰن غفرلہ

عربی مدرسہ، مدنی دار التصنیف بجنور

مکاتیب: حضرت مولانا محمد رفیع صاحب دیوبندی

محترم ومکرم حضرت مولانا اسمٰعیل صاحب زید مجدہم

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

آپ کا مرسلہ منی آڈر موصول ہوگیا، جزاکم الله خیر الجزاء فی الدارین ۔ مولانا آپ کا شکریہ ادا کرنے سے اپنے کو قاصر سمجھتا ہوں ۔مولانا مہینہ ہوا ضعف اعصاب میں مبتلا ہوں ، چل نہیں سکتا ، ہاتھ سے خط نہیں لکھ سکتا ، دعا کرتا رہتا ہوں، آپ کا اور آپ کے عزیز کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور آپ حضرات کے لئے دعا کرتا ہوں ، لیکن معذور ہوگیا ہوں، داہنے ہاتھ پر اثر ہے، زیادہ لکھنا مشکل ہے، اللہ تعالی رحم فرمائے ۔محتاج دعا: محمد رفیع

از: دیوبند......۱۱/رمضان المبارک، یوم سہ شنبہ

....

محترم ومکرم جناب مولانا اسمٰعیل صاحب زید مجدہم

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

آپ کا مرسلہ منی آڈر سو روپیہ کا موصول ہوگیا، جزاکم الله خیر الجزاء فی الدارین خیرا کثیرا ۔الحمد للہ میں آپ کے لئے اور جملہ عزیز واقارب ورشتہ داروں کے لئے دعا کرتا ہوں، اللہ تعالی قبول فرمائے ۔میرا حال بدستور ہے، ہاتھ اور پیر سے معذوری ہے، یہ خط بہت مشکل سے لکھ رہا ہوں ۔آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالی رحم فرمائے اور بقیہ زندگی آسانی سے گذار دیں ۔میری طرف سے رشتہ داروں کا شکریہ ادا فرما دیجئے اور ماموں اور خالو کو سلام لکھ دیجئے ، میں ان کے لئے دعا کرتا ہوں اللہ تعالی ان کو مع الخیر رکھے ۔زیادہ لکھ نہیں سکتا، معافی چاہتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ آپ میرے لئے دعا فرمائیں گے والسلام مع الاکرام ۔آپ کا دعا گو: محمد رفیع غفرلہ از دیوبند

مکتوبات: حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب رحمہ اللہ

آپ کے اخلاص سے آپ کے لئے دعا کا اہتمام ہوگیا

لکھنؤ باسمہ سبحانہ ۸؍رمضان المبارک ۹۹ھ

مخلص ومکرم ومحترم جناب مولانا اسماعیل مرغوب احمد صاحب زید مجدکم

اخلاص نامہ موصول ہوا، اگر چہ جواب طلب نہیں ہے، لیکن جی چاہا کہ آپ کو اس کے پہنچ جانے کی اطلاع دیدوں۔[۱] کسی سے دعا کے لئے کہنا اس پر ایک طرح کا احسان بھی ہے، اگر اس کو دعا کی توفیق ہوگی تو یہ دعا اس کے حق میں عبادت اور ایک دینی بھائی کی خدمت بھی ہوگی۔[۲] آپ کے اخلاص کی وجہ سے آپ کے واسطے دعا کا اہتمام نصیب ہوگیا، اللہ تعالی قبول فرمائے۔ خود دعا کا بہت محتاج اور طلب گار ہوں۔ سب سے بڑی حاجت یہی ہے کہ حقیقی ایمان نصیب ہو، ایمان پر خاتمہ ہو اور اللہ تعالی مغفرت فرمادیں، والسلام۔ محمد منظور نعمانی

....

مخلص محترم احسن اللہ الیکم وایانا

گرامی نامہ پرسوں ۳۰؍رمضان بعد نماز جمعہ ملا تھا، آپ کی دعا کی فرمائش کی بھی اس

---

[۱]...... اللہ اکبر! ہمارے لئے یہ جملہ اور حضرت رحمہ اللہ کا عمل قابل نمونہ ہے۔ اس وقت خط کا جواب نہ دینا اور فون کا نہ اٹھانا ایک عام معمول ہو چکا ہے، راقم بھی اس بری عادت میں مبتلا ہے، اللہ تعالی سب سے پہلے راقم کی اور جملہ ناظرین کی اصلاح فرمائے۔

[۲]...... یہ بہت قابل غور بات ہے، ہمیں اس کا احساس نہیں رہا کہ کسی نے دعا کی درخواست کی تو اس نے ہم پر احسان کیا، ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارا احسان ہے کہ ہم اس کے لئے دعا کرتے ہیں۔

وقت نصیب ہوئی۔آپ کی صاحبزادی کے لئے بھی دعا کرتا ہوں، اللہ تعالی اپنے خاص فضل سے صحت وشفا عطا فرمائے۔

''وصیۃ العرفان'' کے حوالہ سے جو کچھ مجھے تحریر فرمایا ہے، اگر مناسب سمجھیں تو حضرت شیخ الحدیث صاحب کے نواسہ مولانا شاہد صاحب کو مظاہر علوم کے پتہ پر تحریر فرمادیں ''وصیۃ العرفان'' مظاہر علوم میں ضرور آتا ہوگا۔مولوی شاہد صاحب انشاء اللہ شیخ تک پہنچا دیں گے۔دعا کا محتاج وطالب اور دعا گو ہوں، السلام

محمد منظور نعمانی

....

آخرت میں وہ انشاء اللہ بہت سے ''حضرت'' کہلانے والوں سے بلند درجات میں ہوں گے

باسمہ سبحانہ وتعالی

از: محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ ۹؍رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ

لکھنؤ

مخلص محترم جناب مولانا اسمعیل مرغوب احمد صاحب احسن اللہ الیکم وایانا

سلام ورحمت...... اخلاص نامہ موصول ہوکر میرے لئے بھی باعث خیر ہوا۔آپ جیسے مخلصین کا حق ہے کہ کبھی فراموش نہ ہوں، لیکن یہ حق ادا نہیں ہوتا، عنایت نامہ نے یاد دہانی کردی، جزاکم اللہ۔

دعاؤں کی فرمائش بھی احسان ہے، یہ دعا اللہ تعالی کی عبادت ہے اور اس کے بندے کی خدمت، اللہ تعالی کما حقہ توفیق عطا فرمائے۔

احمد آباد میں اس عاجز کے بڑے عنایت فرما اور مخلص ایک صاحب حاجی عمر صاحب (ماچس والے تھے) اس عاجز کے ساتھ نیک گمان رکھتے تھے، اور میں ان کو ان بندگان خدا میں سے سمجھتا تھا جن کو دنیا میں کوئی ''حضرت'' نہیں کہتا، لیکن آخرت میں وہ انشاء اللہ بہت سے ''حضرت'' کہلانے والوں سے بلند درجات میں ہوں گے۔ عمر ۸۰/ ۹۰/ کے درمیان رہی ہوگی، طویل مدت سے علیل تھے، پیرانہ سالی' ضعف بھی بہت ہوگیا تھا، ان کے بیٹے حافظ صاحب کے خط سے معلوم ہوا کہ وہ ۱۳/ شعبان کی شب میں دار آخرت کی طرف سفر فرما گئے، انا للہ و انا الیہ راجعون۔

آج اخبار سے معلوم ہوا کہ مولانا سعید احمد اکبرآبادی صاحب جو ۶/۵ / مہینے سے کراچی میں زیر علاج تھے، گذشتہ دوشنبہ کو وہ بھی راہی آخرت ہوگئے، اللہ تعالی ان دونوں حضرات کی اور ہم سب کی مغفرت فرمائے اور رحم و کرم کا خاص معاملہ فرمائے۔ یہ خط در اصل ان مرحومین کے لئے دعا کی درخواست ہی کے لئے لکھا ہے۔ خود بھی دعاؤں کا محتاج وسائل ہوں، والسلام۔

....

بیٹیوں بہنوں کے لئے ''بہشتی زیور'' میں سب کچھ ہے

لکھنؤ باسمہ سبحانہ وتعالی ۸/ جمادی الاولی ۱۴۰۲ھ

محترمی ومکرمی! احسن اللہ الیکم وایانا

عنایت نامہ موصول ہوکر موجب منت ہوا۔ اجتماع کی نافعیت ومقبولیت اور عزیزہ عابدہ سلمہا کے عقد نکاح اور رشتہ ازدواج میں اللہ تعالی کی طرف سے سہولت وشادمانی اور برکت کے لئے دعا کرتا ہوں اور انشاء اللہ کروں گا۔ اللہ تعالی آپ کے اخلاص اور للہی تعلق

کے مطابق اہتمام کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے کرم سے قبول فرمائے۔
بیٹیوں بہنوں کے لئے ''بہشتی زیور'' میں سب کچھ ہے ''کل الصید فی جوف الفرا'' [۱] دعا کا خود بھی محتاج وطالب ہوں۔ والسلام

محمد منظور نعمانی

....

آپ کی صاحبزادی کی تکلیف معلوم کر کے دل دکھا

لکھنؤ باسمہ سبحانہ وتعالیٰ ۱۵؍رمضان المبارک

محترمی ومکرمی! احسن اللہ الیکم وایانا
گرامی نامہ موصول ہوا۔
اگر ممکن ہو تو فرمائش کی تعمیل کی کوشش کی جائے گی، اللہ ہی جانتا ہے کہ ندوہ کی مسجد میں نماز کی شرکت نصیب ہوگی یا نہیں؟ دعا فرمائیں۔ آپ کی صاحبزادی کی تکلیف معلوم کر کے دل دکھا، دعا کرتا ہوں اور آئندہ بھی اللہ تعالیٰ دعا کے اہتمام کی توفیق عطا فرمائے۔ خود دعاؤں کا بے حد محتاج ہوں۔
اس سال رمضان المبارک میں ضعف کا احساس بہت زیادہ ہے، صحت بھی ٹھیک نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کی مشیت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے والد ماجد علیہ الرحمۃ کے لئے دعا کا خاص اہتمام اس عاجز کو نصیب فرمائے۔ مولانا مرحوم مجھے خوب یاد ہیں۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

محمد منظور نعمانی

---

[۱]...... ''کل الصید فی جوف الفرا'' یعنی ہر شکار گورخر (جنگلی گدھا) سے کم درجہ ہے۔ ایسے شخص کے بارہ میں کہا جاتا ہے جسے مختلف لوگوں پر ترجیح دی جاتی ہو اور اس چیز کے لئے جو دوسروں سے مستغنی کر دے۔ (القاموس الوحید: ف......ر)

اللہ تعالیٰ ضلع کے ماہواری اجتماع کو ہر طرح مبارک فرمائے

لکھنؤ باسمہ سبحانہ وتعالیٰ ۱۹/۶/۷۶ء

برادران دین! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جوابی کارڈ مؤرخہ ۱۶/۶/۷۶ء موصول ہوا، دل سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ضلع کے ماہواری اجتماع کو ہر طرح مبارک فرمائے، اور بندگان خدا کو ہدایت ملنے کا وسیلہ بنائے، اور آپ حضرات کو کامل اخلاص عطا فرمائے اور غلطیوں اور لغزشوں سے حفاظت فرمائے، اور اس عاجز پر بھی رحم فرمائے، والسلام۔

محمد منظور نعمانی

....

مجلس درس کے ختم پر یہ ماثور کلمہ عرض کرلیا کریں

لکھنؤ باسمہ سبحانہ وتعالیٰ ۲۵/۷/۷۷ء

مخلص محترم جناب مولانا اسمٰعیل مرغوب احمد صاحب زید مجدکم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اخلاص نامہ مؤرخہ: ۲۱/۳/۷۷/موجب منت ومسرت ہوا، اس اطلاع سے مسرت ہوئی کہ ''اسلام کیا ہے'' کا سلسلہ ختم فرمانے کے بعد اب ''معارف الحدیث'' کی تعلیم شروع کردی ہے۔ آپ جیسے مخلصین کا عمل امید دلاتا ہے کہ ان کتابوں کو رب کریم کی طرف سے قبولیت نصیب ہے، میں چونکہ اپنی نیت کے نقص سے واقف ہوں، اس لئے اپنے کو قطعاً اس کا مستحق نہیں سمجھتا ''ولکن ربی غفور شکور''۔

دینی تعلیم وتعلم کے جو فضائل احادیث میں وارد ہیں' انشاء اللہ تعالیٰ آپ اور آپ کے

سامعین ان کے پورے مستحق ہیں۔ آپ کا پڑھنا اور ان کا سننا صرف لوجہ اللہ اور آخرت کے اجر کی طلب میں ہے، دنیا میں بظاہر اس پر کچھ ملنے کی امید نہیں ہے، ایسے عمل کی اللہ تعالیٰ کے یہاں بڑی قدر و قیمت ہے۔

حضور ﷺ کی آخری عمر شریف میں کار نبوت کے ختم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا تھا: ﴿ فسبح بحمد ربک واستغفره انه کان توّابا ﴾[۱] اللہ تعالیٰ آپ کو اور سامعین کو بھی توفیق دے کہ مجلس درس کے ختم پر تسبیح وحمد اور استغفار و توبہ کا یہ جامع ماثور کلمہ قلبی شعور کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کرلیا کریں۔: ”سبحانک اللهم وبحمدک نستغفرک و نتوب الیک“ اللہ تعالیٰ مجھے بھی یہ نصیب فرمائے کہ جب کسی عمل خیر کی توفیق ملے تو اس کے آخر میں، میں بھی عرض کیا کروں۔

اللہ تعالیٰ مجھے آپ کے لئے اور آپ کے حضرت والد ماجد رحمہ اللہ کے لئے دعا کے اہتمام کی توفیق عطا فرمائے، خود دعا کا محتاج اور طالب ہوں، والسلام۔

محمد منظور نعمانی

....

اللہ تعالیٰ آپ کے للہ فی اللہ درس حدیث کو قبول فرمائے

لکھنؤ باسمہ سبحانہ وتعالیٰ ۲۵/۷/۷۷ء

محترمی ومکرمی! احسن اللہ الیکم وایانا وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته

گرامی نامہ موجب منت ہوا، جناب کے مرحوم خالو مولانا عبد السلام صاحب صوفی

[۱]......ترجمہ: تو اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرو، اور اس سے مغفرت مانگو۔ یقین جانو وہ بہت معاف کرنے والا ہے۔ (سورۂ نصر آیت:۳۔ آسان ترجمہ)

لاجپوری کے حادثۂ انتقال کی اطلاع ہوئی، اللہ تعالیٰ مغفرت ورحمت کا خاص معاملہ فرمائے
مولوی حکیم محمد عثمان صاحب سنبھلی میرے کچھ رشتہ دار ہوتے ہیں، مجھے اتنی بات معلوم ہے کہ ان کی اہلیہ کئی مہینے سے مریض ہیں، غالباً ان کی علالت کی وجہ سے وہ سفر نہ کر سکے ہوں گے۔ میں نے بھی سنا تھا کہ جس سلسلہ میں وہ سفر کرتے تھے اس کے بارہ میں ان کو اطمینان نہیں ہے اور ان کا ارادہ ہے کہ اب وہ اس سلسلہ میں سفر نہ کریں، اللہ تعالیٰ ان پر اور ہم سب پر اپنا فضل فرمائے۔

یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ وہ آپ کے یہاں قیام کرتے تھے اور آپ ان پر عنایت فرماتے تھے، اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی شان عالی کے مطابق دنیا و آخرت میں اس کا بہتر سے بہتر بدلہ عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ آپ کے للہ فی اللہ درس حدیث کو قبول فرمائے اور اپنے بندوں کی اصلاح اور دین کی ترقیات کا وسیلہ بنائے۔ الحمد للہ عافیت نصیب ہے، اللہ تعالیٰ آپ کے لئے اور آپ کے والدین مرحومین آپ کے حق کے مطابق دعاء کا اہتمام اس عاجز کو نصیب فرمائے۔ خود دعاؤں کا بہت محتاج ہوں، والسلام۔

محمد منظور نعمانی

....

یہ عاجز حضرت مفتی عبدالرحیم صاحب کا دل سے معتقد ہے

لکھنؤ باسمہ سبحانہ وتعالیٰ ۲۵/۷/۷۷ء

کرم فرمائے بندہ جناب مولانا اسمٰعیل مولانا مرغوب صاحب احسن اللہ الیکم وایانا

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

عنایت نامہ موجب منت ومسرت ہوا،اس اطلاع سے بے حد مسرت ہوئی کہ جناب والا ''معارف الحدیث'' جلد پنجم کے ذریعہ رسول اللہ کے ارشادات وہدایات بندگان خدا کو پہنچاتے ہیں،اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے سامعین کو احادیث مبارکہ کی برکات بھرپور عطا فرمائے اور حضوری نسبت نصیب فرمائے اور آپ حضرات کے طفیل مجھے بھی عطا ہو۔

علماء لاجپور و گجرات کے حالات جو آپ مرتب فرمارہے ہیں اچھا یہ ہے کہ کتابی شکل میں شائع ہوجائیں۔اگر آپ مرتب کرکے میرے پاس روانہ فرمادیں تو میں اس میں سے انتخاب کرکے ''الفرقان'' میں انشاءاللہ دے سکوں گا۔

''مکتوب لندن'' آپ نے نقل کرکے ارسال فرمایا،اللہ تعالیٰ اس کی جزا عطا فرمائے، لیکن میں اشاعت کا فیصلہ نہیں کرسکا،اجتماع میں بعض اور ایسے اہل علم رہے ہوں گے جو اس کو پڑھ کر ممکن ہے محسوس کریں کہ ہمارا ذکر نہیں آیا۔

یہ عاجز حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب کا'ان کے علم کا بھی اور صلاح وتقوی کا بھی دل سے معتقد ہے اور ان کو حقیقۃً اکابر میں سمجھتا ہوں۔اب ہماری دنیا ایسے مخلصین سے خالی ہوتی جارہی ہے،اللہ کے جو مقبول ومخلص بندے باقی ہیں اللہ تعالیٰ ان کی قدر اور اکرام اور ان کے فیض کے عموم ودوام کے دعا کی توفیق عطا فرمائے۔یہ عاجز دعاؤں کا بے حد محتاج ہے،والسلام۔

محمد منظور نعمانی

....

مکتوبات: حضرت مولانا محمد رضا اجمیری صاحب رحمہ اللہ

آپ کی وجہ سے ہمیں زیادہ فکر نہیں

باسمہ تعالی

محمد رضا اجمیری

۹۲/۱۲/۲۷

محترمی الحاج بھائی میاں، دعا اور سلام کے بعد امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا، اللہ تعالی آپ حضرات کی جد و جہد کو قبول فرمائے اور بہترین بدلہ فی الدارین عطا فرمائے، آپ کی وجہ سے ہمیں زیادہ فکر نہیں تھی، اطمیان تھا، ضعف کی وجہ سے ابھی تک حاضری نہیں ہو سکی، انشاء اللہ تعالی حاضری دوں گا، دعا فرماتے رہیں، گھر میں سے اہل بیت کو دعاء اور سلام عرض کرتی ہیں اور دعاء کی درخواست کرتی ہیں۔ رشیدہ خاتون کے لئے انشاء اللہ گھر کا انتظام ہو جائے گا تو آپ کی تکلیف دور ہو جائے گی اور مولانا ابراہیم ڈایا صاحب کی بھی۔

محمد رضا اجمیری

....

آپ بچوں کا خیال رکھتے ہیں جزاکم اللہ تعالی خیرا

باسمہ تعالی

محمد رضا اجمیری

۹۲/۱۲/۲۷

محترمی الحاج بھائی میاں، دعا اور سلام مسنون کے بعد اللہ تعالی تم سب کو خوش اور

تندرست رکھے۔آپ کی صاحبزادی کا بھی خط موصول ہوا ہے، آپ کے عزیز فرزند عنقریب پہنچنے والے ہیں، اللہ تعالی بخیر و عافیت گھر پر پہونچائے۔آپ بچوں کا خیال رکھتے ہیں جزاکم اللہ تعالی خیرا، میں بھی فکر میں ہوں، انشاء اللہ تعالی وہ عزیز الحکیم بہتر انتظام فرمائیں گے، عزیز رشیدہ کو دعاء اور سلام پہونچائیں، اہل خانہ کی طرف سے آپ کے گھر میں سلام عرض اور دعا کی درخواست۔

محمد رضا اجمیری

....

اگر کوئی قریب رشتہ ہو جائے تو ٹھیک ہے کہ خبر میں آسانی ہو

باسمہ تعالی

محترمی الحاج بھائی میاں، دعا اور سلام مسنون کے بعد آپ کا نوشتہ آج موصول ہوا، دعاء کرتا ہوں کہ اللہ تعالی تم سب کو خوش اور تندرست رکھے اور تشویشات کو دور رکھے۔فی الحال تو اس وقت کوئی فیصلہ کن بات نہیں کہہ سکتا ہوں، کیونکہ لڑکی کے خویش واقارب کافی ہیں، ان سے بھی مشورہ کرنا ضروری ہے، میرا خود تو یہ ارادہ ہے کہ اگر کوئی قریب جگہ میں رشتہ ہو جائے تو ٹھیک رہے گا کہ خبر گیری میں آسانی رہا کرے۔اللہ تعالی نے جہاں پر طے کیا ہے وہیں ہو کر رہے گا۔آپ کی عنایت فرمائیوں کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ بچوں کا پورا خیال رکھتے ہیں، اور بچیوں اور بچوں کے لئے آپ دعاء فرماتے رہیں۔خدا حافظ

محمد رضا اجمیری

۹۴/۹/۲۲ھ

....

مکتوب: حضرت مولانا ابرار احمد صاحب دھلیوی رحمہ اللہ

جمعہ میں بیان ہوگا بشرطیکہ لوگوں کو رغبت ہو اور کوئی مانع نہ ہو

از: مرولی باسمہ تعالیٰ جل شانہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بشرف ملاحظہ جناب الحاج بھائی میاں صاحب زید مجدکم، عافیت طرفین مطلوب۔ دیگر اینکہ میں نے ایک خط لکھا تھا مولوی حکیم یوسف راوت کے نام (بروز منگل) مگر اب تک وہ خط نہیں ملا، بہرکیف اس میں آپ کے نام ایک پیغام تھا۔ حاصل پیغام یہ تھا کہ میں اور میرے ساتھ ایک مولوی صاحب اور ایک طالب علم ہم لوگ جمعہ کے دن جمعہ سے قبل لاجپور شریف آپ کے دولت خانہ پر حاضر ہوں گے، اور انشاء اللہ العزیز جمعہ میں بیان ہوگا، بشرطیکہ لوگوں کی رغبت بھی ہو اور کوئی مانع نہ ہو تب، اور جمعہ کے بعد کھچڑی آپ کے دولت خانہ پر تناول کریں گے، لہذا یہ اطلاع آپ کو دی جا رہی ہے۔

میں یہاں پر نرولی رات آیا اور یہاں سے دس بجے کے قریب نکل کر حضرت مولانا غلام محمد صاحب کفلیتوی صاحب کی خدمت میں حاضری دیں گے، تقریباً آدھا گھنٹہ یا کچھ کم وہاں قیام کریں گے اور پھر لاجپور شریف حاضر ہو رہے ہیں، انشاء اللہ العزیز گیارہ تک یا اس سے بھی کچھ قبل حاضری کی سعی کریں گے۔ اطلاعاً عرض ہے، گویا عنقریب ملاقات وزیارت ہوگی، حاصل یہ کہ ہم لوگ آرہے ہیں ڈیڑھ دو گھنٹے بعد پہنچیں گے، فقط والسلام مع الاکرام محتاج دعا:

ابرار احمد دھلیوی

مکتوبات: حضرت مولانا مفتی اکرام الحق صاحب مدظلہم

بندہ آپ کی ہدایت پر عمل کررہا ہے، امید پر ایام گذر رہے ہیں

باسمہ تعالیٰ

محترم المقام حضرت بھائی میاں صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج گرامی! آپ کا والا نامہ موصول ہوا، آپ کا صمیم قلب سے شکر گزار ہوں، جزاکم اللہ، اللہ پاک آپ کی دعاؤں کے طفیل بندہ کے تفکرات دور فرمائیں اور الفت ومودت کی راہیں پیدا فرمادیں، بندہ کو بہت ہی فکر ہے، قلب کو بہت سمجھاتا ہوں، اللہ سے قوی امید ہے کہ کوئی نہ کوئی راہ نکل آئے گی۔ آپ دعاؤں سے تعاون فرماتے رہیں، غائبانہ دعا قبول ہوتی ہے اور پھر ماہ رمضان المبارک اور اس میں بوقت افطار ودعائے نیم شبی وسحر گاہی اور آپ جیسے مخلص کی دعا، بہت ساری چیزیں قبولیت کی مجتمع ہیں، اللہ اپنا فضل فرمادیں، وہی قلوب کا مالک ہے، آپ دعا وتوجہات فرماتے رہیں، بندہ آپ کی ہدایت پر عمل کررہا ہے، امید پر ایام گذر رہے ہیں۔

حضرت مفتی صاحب مدظلہم بخیر ہیں، روزے، تراویح الحمدللہ جاری ہیں، تراویح بیٹھ کر ادا فرماتے ہیں، حضرت مفتی صاحب مدظلہم کے لئے درازی عمر، صحت وقوت وفیض کے جریان کے لئے خصوصیت سے دعا فرماتے رہیں۔ بندہ کے والد صاحب کے لئے دعا فرمائیں اور والدہ مرحومہ کی مغفرت کی دعا فرمائیں، ایصال ثواب بھی کرتے رہیں تو آپ کا اور احسان ہوگا، خدا حافظ، ناکارہ، محتاج دعا:

اکرام الحق

پوری ملت اسلامیہ کا سوال ہے

باسمہ تعالیٰ

محترم المقام حضرت بھائی میاں صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمة الله وبركاته

مزاج گرامی بخیر ہوگا، عرض اینکہ راندیر وسورت وغیرہ کے حالات آپ کے علم میں ہیں، بہت نازک وقت ہے، پوری ملت اسلامیہ کا سوال ہے، اہل دل دعاؤں میں یقیناً مشغول ہوں گے اور آپ بھی دعائیں کررہے ہوں گے۔ بندہ کی درخواست ہے کہ مستقل صلوۃ الحاجت پڑھ کر، خصوصاً تہجد کے وقت خصوصی طور پر دعاؤں کا اہتمام کریں، پوری امت کے لئے دعا فرمائیں، سورت راندیر کے لئے بھی۔ راندیر کے حالات بھی اطمینان بخش نہیں ہیں، ہمارے بھائی کے اہل وعیال جس سوسائٹی میں مقیم ہیں وہ چاروں طرف سے اعداء کے نرغہ میں ہے، وہاں کے حالات بھی ابھی آخری آخری دنوں میں بہت خراب ہوگئے ہیں، بس اللہ ہی نے مدد فرمائی اور زیادہ معاملہ آگے نہ بڑھا، ایک شہید اور دوسرا زخمی ہوا، اللہ ان کی مغفرت فرمائے، پسماندگان کو صبر، اجر عطا فرمائے، آپ اس سوسائٹی والوں کے لئے بھی خصوصیت سے دعا فرمائیں۔

اپنے حضرت صاحب مفتی صاحب مدظلہ، حضرت مولانا اجمیری صاحب مدظلہ، حضرت مفتی محمود صاحب مدظلہ، حضرت مولانا صدیق احمد صاحب مدظلہ، حضرت مولانا ابرارالحق صاحب مدظلہ، حضرت جی مدظلہ، حضرت مولانا عمر صاحب مدظلہ وغیرہ وغیرہ اکابر کی صحت اور عمر میں برکت اور ظل عاطفت تادیر قائم ودائم رہے، اس کے لئے بھی خصوصی دعا فرماتے رہیں۔ خدا حافظ، ناکارہ، محتاج دعا:

اکرام الحق

مکتوبات: حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب لاجپوری رحمہ اللہ

حضرت مفتی مرغوب احمد صاحب کوخواب میں دیکھنا

باسمہ تعالی

از: راندیر

۲۹ر شوال المکرّم ۱۴۰۳ھ

عزیز بھائی میاں سلمہ، بعد سلام مسنون!

رات آپ کے والد بزرگوار (رحمہ اللہ تعالی) کوخواب میں دیکھا، لاجپور میں ایک اہم میٹنگ تھی، بڑے حضرت مدعو تھے، احقر بھی حاضر ہوا، مگر جس شخص کا انتظار تھا وہ وقت پر نہیں آسکے، والد مرحوم بھی لیٹ ہوگئے، بالآخر وہ میٹنگ ملتوی ہوگئی' آئندہ ہوگی، اس کے بعد وہ شخص بھی آگئے جن پر دارو مدار تھا، مگر لوگ منتشر ہوچکے تھے، ہم دونوں نماز کے لئے جامع مسجد میں آئے تو راستہ میں آپ کا مکان تھا، جہاں والد صاحب موجود تھے' وہاں گئے' ملاقات کی، بڑے خوش ہوئے کہ عرصہ کے بعد ملے، دیر تک بڑی محبت وشفقت سے رازدارانہ گفتگو رہی، عمدہ ٹھنڈا پانی پلایا، جسم اچھا خاصہ' لمبا بدن' چہرے کا رنگ گورا' کپڑے بہت سفید' کرتا ازار پہنے ہوئے تھے، جوان معلوم ہوتے تھے، جب نماز کے لئے تیاری کی عمدہ صدری اور سرخ رنگ عمدہ نئی ترکی ٹوپی پہن لی، آنکھ کھل گئی،

فقط والسلام۔

سید عبدالرحیم لاجپوری' راندیری

....

دوسرا خواب: نہایت پاکیزہ لباس تھا، بہت خوبصورت تھے

از: راندیر باسمہ تعالیٰ

۱۷/ربیع الاول ۱۴۰۳ھ

عزیز سلمہ، بعد سلام مسنون! رات آپ کے والد بزرگوار کو خواب میں دیکھا، نہایت پاکیزہ لباس پہنا تھا، کسی بڑی مسجد میں ملاقات ہوئی، ریش مبارک پر مہندی کا سرخ خضاب لگا تھا، بہت خوبصورت معلوم ہو رہے تھے، پہلے حافظ مرغوب سے ملے' معانقہ کیا، اس کے بعد میں نے دور سے دیکھا کہ مولانا صاحب ہیں تو آگے بڑھ کر ملاقات اور معانقہ سے مشرف ہوا، فرمایا کہ: بڑے میاں بن گئے، میں نے عرض کیا کہ: جناب بھی تو بڑے میاں ہیں، پھر کچھ باتیں ہوئی مگر یاد نہیں، اس کے بعد میں جماعت خانہ میں چلا گیا اور آپ وضو کا ارادہ رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ درجات بلند فرمائے۔ فقط والسلام۔

سید عبدالرحیم غفرلہ

....

تین طلاقیں دے کر بلا حلالہ کے بیوی کو رکھنے والا گناہ کبیرہ کا مرتکب 'زنا میں مبتلا' سوء خاتمہ کا اندیشہ وعذاب کا ڈر ہے

از: راندیر باسمہ تعالیٰ

۲۰/ربیع الاول ۱۴۰۳ھ

عزیز بھائی میاں سلمہ، بعد سلام مسنون! سنا گیا ہے کہ لاجپور میں ایک شخص نے تین طلاقیں دے کر (بیوی کو دوبارہ بلا حلالہ کے) رکھ لی ہے، یہ سامرودی طریقہ جاری کرنے

والا کبیرہ گناہ کا مرتکب ہے، دونوں زنا اور بدکاری میں مبتلا ہیں، سوء خاتمہ کا اندیشہ ہے اور عذاب کے نازل ہونے کا ڈر ہے، اس لئے اہل لاجپور پر لازم ہے کہ تفریق کرانے میں پوری جدوجہد کریں، میں بک پوسٹ سے کتاب بھیج رہا ہوں وہ اسے پہنچا دیجئے۔

....

راقم کے سفر برطانیہ کے وقت حضرت رحمہ اللہ کی دعائیں

از: راندیر باسمہ تعالی

۱۰/رجب ۱۴۰۶ھ مطابق ۲۲/مارچ ۱۹۸۶ء

عزیز بھائی میاں سلمہ، بعد سلام مسنون! محبت نامہ ملا تھا۔ عزیز مرغوب احمد سلمہ کا سفر قریب ہے، حق تعالی مبارک کرے، آسان کرے اور خیر وخوبی اور تقوی اور پرہیزگاری کی زندگی گذارنا نصیب فرمائے، آمین۔

طبیعت تولہ ماشہ ہے، جمعرات کو اللہ تعالی نے مدد فرمائی اور صحت عطا کی تو ضرور حاضر ہو جاؤں گا، مگر واپسی میں تاخیر نہ ہو ورنہ راستہ میں بڑی پریشانی ہو جاتی ہے۔

نوٹ:......اس خط کے تحت والد صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

آج دوشنبہ مؤرخہ ۱۲/رجب ۱۴۰۶ مطابق ۲۴/مارچ ۱۹۸۶ء کو فرزند مرغوب احمد سلمہ کے روانہ ہونے کے بعد خط ملا۔ حق تعالی ان دعاؤں کو بطفیل نبی کریم ﷺ قبول فرما کر ذریعۂ نجات بنائے اور حضرت مفتی صاحب مدظلہ العالی کو صحت و عافیت کے ساتھ رکھے، اور ان بزرگوں کا سایہ عاطفت تا دیر قائم رکھے آمین۔

بھائی میاں

....

والد صاحب کے سفر حج پر ہمت دلانا اور دعا کرنا

از: راندیر باسمہ تعالی ۸/ ذیقعدہ ۱۴۰۶ھ

عزیز سلمہ، سلام مسنون ! محبت نامہ ملا تھا، ہمت کر کے نکل جاؤ، ۴۰/ روز کا سفر ہے، اللہ تعالی مسبب الاسباب ہیں، سب کچھ ہوتا رہے گا، اللہ کے حوالہ کر دو، حق تعالی بچوں کی پوری حفاظت فرماوے اور آپ کا مبارک سفر آسان تر بنائے' صحت کے ساتھ رکھے اور سارے ارکان سنت کے مطابق ادا ہوں، مدینہ شریف میں مولانا ہاشم بخاری صاحب سے ضرور ملیں۔

بھائی مولوی عبد الاحد سلمہ ڈیوز بری سے ۹/ اگست کو روانہ ہوں گے، حج کے بعد مدینہ طیبہ جائیں گے۔ ملاقات کرنے کی کوشش کیجئے، یاد رہا تو میں بھائی کو بھی لکھ دوں گا کہ آپ کی تلاش میں رہیں۔

میری طبیعت کا حال اب تک ایسا ہی ہے کہ لاجپور اور نوساری جانے کی ہمت اپنے اندر نہیں پاتا، بہت افسوس ہوتا ہے، سب کو سلام

سفر حج کے طفیل آپ کی مشکلات اور فکریں دور ہو جائیں گی

از: راندیر باسمہ تعالی ۱۴/ ذیقعدہ ۱۴۰۶ھ

عزیزم سلمہ، بعد سلام مسنون ! خط ملا تھا، اب تو تاریخ ملی ہوگی، کب روانگی ہوگی؟ مبارک سفر ہے، اس کے طفیل آپ کی تمام مشکلات اور فکریں دور ہو جائیں گی، اور بچوں کی حفاظت اللہ تعالی فرمائیں گے، بے فکر رہیں، حق تعالی سفر کو آسان کرے' صحت کے ساتھ پورا سفر ہو اور حج مقبول ومبرور نصیب ہو، آمین۔

آپ کی جدائی کی تکلیف محسوس کر رہا ہوں

از: راندیر باسمہ تعالیٰ

۲۱/ذیقعدہ ۱۴۰۶ھ

عزیزم الحاج بھائی میاں سلمہ، سلام مسنون! آپ کی جدائی کی تکلیف محسوس کر رہا ہوں اور دل سے دعا گو ہوں کہ آپ کا سفر مبارک ہو، آسان ہو، باصحت ہو اور واپسی کے بعد ملنے کا شرف بھی حاصل ہو، آمین۔

حاجی سلیمان صاحب اور بخاریہ صاحب اور آپ کے راندیر آنے سے بے حد خوشی ہوئی آپ تینوں نے محبت کا حق ادا کیا، حق تعالیٰ جزائے خیر سے مالا مال کرے اور اجر عظیم سے خوب خوب نوازے، آمین۔ دعا کا محتاج ضعیف، نحیف عبدالرحیم

....

آپ کی جدائی کے تصور سے دل کانپتا ہے، مگر اجر وثواب کا خیال آتا ہے تو دل کو تسلی ہوتی ہے

از: راندیر باسمہ تعالیٰ

۲۵/ذیقعدہ ۱۴۰۶ھ

عزیز القدر بھائی میاں سلمہ،

السلام علیکم و علی من لدیکم و رحمة الله وبركاته

محبت نامہ ملا، بڑی خوشی کی بات ہے کہ آپ زیارت حرمین شریفین کے لئے جا رہے ہیں، بڑا مبارک سفر ہے، مقامات مقدسہ کی زیارت ہوگی، دعاء کا موقع ملے گا، احقر اور

بچوں کو بھی دعا میں یاد رکھیں۔ ہم سب آپ کے حق میں سفر کے آسان ہونے اور عافیت کے ساتھ تمام ارکان حج ادا کرنے اور قبول ہونے کی دعا کر رہے ہیں۔

آپ کی جدائی کے تصور سے دل کانپتا ہے، مگر اجر و ثواب کا خیال آتا ہے تو دل کو تسلی ہوتی ہے، حق تعالیٰ آپ کے بچوں کی بھی حفاظت کریں گے۔ گھر میں دو رکعت پڑھ کر دعا کرتے ہوئے مبارک سفر شروع کردو انشاء اللہ کامیابی ہی کامیابی ہے۔ دو روز سے آنکھ دکھنے آئی ہے، یہ خط بمشکل لکھا ہے۔ دعا کا محتاج

....

امیر شریعت گجرات کا عہدہ کے قبول کرنے پر تذبذب

میں طبیعت کی خرابی اور ضعیفی کی وجہ سے مجبور ہو کر امامت کی ذمہ داری اور افتاء کی خدمت سے الگ ہو گیا، اس لئے میں نے بارہا انکار کیا، میں طبیعت سے مجبور ہوں، اس لئے منظور نہیں، تاہم نمائندہ اجتماع میں میرا نام پیش کر کے منظور کرالیا اور امیر شریعت گجرات کا عہدہ دے دیا، امیر الہند حضرت مولانا محدث حبیب الرحمٰن اعظمی صاحب دامت برکاتہم بھی میرا نام ''امیر گجرات'' لیتے ہیں، سوچ رہا ہوں کہ کیا کروں؟ دعا سے مدد کریں۔

....

مفتی مرغوب صاحب کے طفیل ہماری بھی نجات ہو جائے گی

حضرت والد صاحب کو چھبیس سال ہوئے، ۲۷ر کی ابتداء ہوگئی، حق تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کے طفیل میں ہماری بھی نجات ہو جائے، آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔ (یہ گرامی نامہ ۲۱ر محرم الحرام ۱۴۰۸ھ کا لکھا ہوا ہے)

خدا پر بھروسہ کر کے سفر پر چلے جاؤ

(افریقہ) خدا پر بھروسہ کر کے چلے جاؤ، خدا سفر کو آسان کرے اور مفید ثابت ہو۔ دو روز سے منہ گر گیا ہے، کل سے گلے میں بھی تکلیف ہے، دوا شروع ہے، دعا بھی جاری رکھئے۔ گلے کا مقام نازک ہے، اس لئے فکر ہوتی ہے۔

....

حج فرض ہو اور وہ دوسرے کا حج بدل کرے تو کراہت تحریمی ہے

حج بدل میں تم جاسکتے ہو، اہلیہ نے حج نہیں کیا اس لئے کراہت کا ارتکاب ہوگا، اہلیہ پر حج فرض ہو تو اس کو اپنا حج کرنا چاہئے، یہ موقع اچھا ہے۔ فرض ہوتے ہوئے حج بدل میں جانا کراہت تحریمی ہے، حج فرض نہ ہو تو کراہت تنزیہی۔ بہر حال کراہت سے خالی نہیں۔ اور لوگ اس کو دلیل بنالیں گے۔ اہلیہ اپنا حج کرے تم بدل میں جاؤ۔

....

۶۳ رسالہ دوست، نیک شب گذار علماء کے معتقد کی وفات

محلّہ میں حاجی بھائی سرنگ میرے دوست تھے، ۱۰۵ رسال کی عمر میں کل ۲۵ رشعبان ۱۴۰۸ھ انتقال کر گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بڑے نیک' شب گذار' علماء کے معتقد تھے۔ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب رائے پوری رحمہ اللہ کے مرید تھے، ان کے بعد حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے مرید بنے، پھر حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رائے پوری رحمہ اللہ سے مرید ہوئے۔ ماشاء اللہ ۶۳ رسال سے میرے دوست تھے، غفر اللہ لہ واسکنہ جنة الفردوس وافاض علیه شأبیب رضوانه، دعا کریں۔

حوض کے متعلق ایک مشورہ

وضو کے لئے جو سیٹیں ہیں ان کو توڑ کر چار، پانچ انچ نیچی کر دیں، اور اس کے متصل جو حوض کی دیوار ہے اسے بھی اس کے بقدر (چار، پانچ انچ) توڑ دیں، پھر انشاء اللہ پانی کی سطح صحن کی چھت (سلیپ) سے نیچے رہے گی، اور پانی چھت سے نہیں مل سکے گا، اور اس کا بہاؤ اچھی طرح رہے گا، زیادہ پانی باہر نکل جائے گا۔ امید ہے کہ یہ صورت سمجھ میں آئی ہوگی۔ سمجھ میں نہ آئی ہو تو آپ خود یا کسی سمجھ دار کو بھیج دیں، اس کے بعد انشاء اللہ کسی طرح اشکال نہ رہے گا۔ فقط واللہ اعلم۔ بحکم حضرت اقدس حضرت مفتی صاحب مدظلہ، بقلم:

نا کارہ اکرام الحق غفرلہ

ماتم نامہ ملا، راقم کے سفر پر دعا، دور آپ اور بدنام مجھ کو

خط ملا ماتم نامہ تھا، موٹر بڑی تھی، تمہاری بارگاہ میں رسائی ممکن نہ تھی، پھوپھی کے دروازہ سے آگے بڑھ نہیں سکتی تھی اور وہاں سے گھر تک بہن اور اہلیہ کا چلنا دشوار تھا، گھر والی درد کی وجہ سے تین روز سے صاحب فراش ہیں، بیت الخلاء میں جانا مشکل ہوگیا ہے، ایسی حالت میں گاڑی سے اترنا، چڑھنا دو آدمیوں کے سہارے بغیر ممکن نہیں ہوسکتا تھا، لا چار یہ فیصلہ کیا کہ مسجد کے پاس ٹھہر کر راندیر چلے آنا اترتے ہی مغرب ہوجاتی، تین بکریاں پانی، چارے سے محروم تھیں، رات کی تاریکی میں زیادہ شور مچاتیں، دودھ چلا جاتا، ان امور پر غور کر کے فیصلہ کیا گیا تھا۔

عزیز مرغوب احمد کا ڈیوزبری سے خط ملا ہے، پاکستان چلے گئے ہوں گے، حق تعالی علوم شرعیہ کی تکمیل کروائے اور عمل سے مالا مال فرمائے۔

عید پر آپ نے آنا چھوڑ دیا، دور تو آپ ہو رہے ہیں اور بدنام غریب کو کر رہے ہیں۔

''نزھۃ الخواطر'' میں چار لاجپوری بزرگوں کا تذکرہ

انگلینڈ سے فرزند مرغوب احمد کا خط ملا، خیریت سے ہیں دادا صاحب کی سوانح عمری مرتب کرنا چاہتے ہیں، مواد طلب کرتے ہیں، والد مرحوم اور مولانا عبدالحئ صاحب قاضی رحمہما اللہ ہوتے تو بہترین حالات جمع ہو سکتے تھے۔ اللہ تعالی مدد فرمائے۔

مولوی عبدالرؤف سلمہ کا خط بھی ملا ہے کہ عربی ''نزھۃ الخواطر'' میں چار لاجپوری سیدوں کا تذکرہ ہے، آپ جانتے ہیں؟ اور آپ نے ان کے خاندان کے لوگوں کو دیکھا ہو تو مطلع کیجئے۔ میں نے ابھی جواب نہیں لکھا۔ وہ لاجپوری چار بزرگ یہ ہیں:

(۱):......حافظ سید رحمۃ اللہ قادری لاجپوری۔ (ان کے بیٹے)۔[۱]

(۲):......حافظ سید احمد اللہ قاضی (چکھلی تعلقہ) ان کے بیٹے۔[۲]

(۳):......مولانا سید قاضی رحمت اللہ، شیخ الحدیث دار العلوم اشرفیہ۔[۳]

(۴):......سید حافظ محمد سورتی۔ کے نام سے بھوپال میں ان کا خاندان بسا ہوا ہے۔ یہ حضرت قاضی رحمت اللہ کے چچا ہیں، ان کے پوتے پڑپوتے حیات ہیں، ہم ایک خاندان کے ہیں۔

سید عبدالرحیم لاجپوری

شادی کے سلسلہ میں مشورہ پر مفید ہدایات

خاندان سے واقف ہوں، لڑکے کے اخلاق و عادات سے واقف نہیں ہوں، تاہم

---

[۱]......ان کے حالات کے لئے دیکھئے! ''ذکر صالحین'' ص۳۴۴ ج۳۔

[۲]......ان کے حالات کے لئے دیکھئے! ''ذکر صالحین'' ص۳۴۳ ج۳۔

[۳]......ان کے حالات کے لئے دیکھئے! ''ذکر صالحین'' ص۳۴۲ ج۳۔

اغلب یہ ہے کہ اچھے ہوں گے، مزید تحقیق کے بعد قبول کرنے کا مشورہ ہے۔[۱]

صوفی صاحب رحمہ اللہ کے جنازہ میں شرکت

حضرت صوفی صاحب [۲] کے جنازہ میں' میں نے نوساری سے جا کر شرکت کی تھی، عصر کے بعد جنازہ اٹھا، عام سڑک پر نماز جنازہ ہوئی تھی، صفیں دور تک تھیں۔امام کو دیکھ نہیں سکا،۔نوساری میں جامع مسجد کی امامت کے منصب پر تھا، غالبا اسی سال راندیر چلا آیا تھا۔ جنازہ کی امامت کا صحیح علم نہیں ہے، مولوی عبدالرؤف سلمہ نے بھی یہ سوال کیا تھا۔

....

راقم کے لئے علم وعمل کی دعا

فرزند مرغوب احمد جامعہ ڈابھیل میں داخل ہو گئے، اس سے بڑی خوشی ہوئی، حق تعالی عالم باعمل اور علم دین کا مبلغ بنائے، آمین۔

....

راقم کی آمد پر خوشی

عزیز مرغوب احمد سلمہ پاکستان سے آگئے، معلوم ہوا' بڑی خوشی ہوئی، پوری خوشی تو تب ہوگی کہ ملاقات ہو، لہذا آپ لیکر آجاویں۔[۳]

---

[۱]......اس مختصر تحریر میں بڑی کارآمد بات ہے، اور مشورہ طلب کرنے پر کس طرح جواب دیا جائے اس کی بہترین ہدایت موجود ہے۔

[۲]......لاجپور کے ایک عارف باللہ بزرگ اور بڑے اہل اللہ میں سے ہوئے ہیں، ان کے حالات کے لئے دیکھئے! ''ذکر صالحین''ص۱۴۱ ۲ ج ۳۔

[۳]......راقم الحروف غالبا دورۂ حدیث کے لئے کراچی گیا تھا، مگر درمیان سال ہندوستان آجانا پڑا، مکتوب میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

آپ کی غیر حاضری وطویل سفر سے گاؤں سونا اور برکتوں سے محروم۔

مولانا عبدالقدوس صاحب کی ذات بھی غنیمت

(لاجپور میں) مولانا عبدالقدوس صاحب[۱] کی ذات بھی بہت غنیمت ہے۔اور آپ کی غیر حاضری اور طویل سفر سے گاؤں سونا ہوجائے گا اور برکتوں سے محروم، لہٰذا جلد واپس آنے کی سعی کیجئے۔ رمضان المبارک میں آپ کی عدم موجودگی زیادہ محسوس ہوگی، ویسے بھی آپ ڈابھیل میں رمضان گذارتے تھے۔

....

بغیر علم کے چارہ نہیں، کاتب وعدہ خلافی کرتے ہیں

بغیر علم کے چارہ نہیں۔مولانا عبدالقدوس صاحب نے ''نورالایضاح'' کا ترجمہ شائع کرنے کا کیا انتظام کیا؟ خدا کرے جلد چھپ جائے۔اچھے کاتبوں کا ملنا مشکل ہے۔[۲]

تقلید والے رسالہ کی کتابت ڈھائی سال ہوئے مکمل نہیں ہوئی، اور بھی چند رسالے کی اشاعت کی فکر ہے۔ کاتب وعدہ خلافی کرتے ہیں، پہلے سے رقم طلب کر لیتے ہیں اور ستاتے ہیں۔

---

[۱]......مولانا عبدالقدوس صاحب رحمہ اللہ لاجپور کے ایک معمر ترین عالم گذرے ہیں، راقم نے ان کے حالات ذکر صالحین'' ص ۳۰۷ ج ۳ میں لکھے ہیں۔ایک سوانح بھی ''تذکرہ عبدالقدوس'' کے نام سے شائع شدہ ہے۔

[۲]......حضرت مولانا عبدالقدوس صاحب لاجپوری رحمہ اللہ نے اپنے والد ماجد حضرت مولانا محمد بن یوسف صاحب رحمہ اللہ کا ''نورالایضاح'' کا اردو ترجمہ شائع کرنے کا ارادہ کیا تھا، اس کی طرف اشارہ ہے۔الحمدللہ وہ ترجمہ راقم کے تکملہ کے ساتھ ''سرور النجاح'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

حدیث میں برداشت کی تعلیم ہے

رمضان المبارک بڑی خوبیاں لے کر آیا اور برکتوں سے نوازا گیا، روزے اور تراویح ختم قرآن برابر ہوئے، مگر اعتکاف سے محرومی کا افسوس ہے، دست آ گئے جس سے ضعف ہو گیا اور ہمت ٹوٹ گئی، اللہ تعالیٰ نعم البدل سے نوازے، آمین۔

مزاج میں اختلاف کا ہونا فطری اور قدرتی ہوتا ہے، اس کی برداشت کرنے کی تعلیم دی گئی ہے، عورتیں ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہوئی ہیں، برداشت کرو گے تو نباہ ہوگا، حدیث میں برداشت کی تعلیم ہے۔ کچھ اطمینان ہو تو والد صاحب کی کتاب مبارک ''سفینۃ الخیرات'' کے لئے تقریظ لکھوں گا۔[۱]

رکوع اور سجدے میں سجدۂ تلاوت کی نیت کرے تو کیسا ہے؟

منفرد اس مسئلہ پر عمل کرسکتا ہے، امام کے لئے بھی جائز ہے، مگر اجازت نہ دی جائے کہ مسائل سے ناواقفیت ہونے کی وجہ سے مقتدیوں میں انتشار ہوگا، اور بہت لوگوں کی نمازوں کے خراب ہونے کا اندیشہ ہے، فقط واللہ اعلم۔

نوٹ:...... آپ کا مسئلہ فتاوی رحیمیہ ص ۳۹۵ ج ۴/ پر موجود ہے اس کا مطالعہ کرلیا جائے۔

سوال:...... حافظ صاحب نے تراویح میں سورۂ اعراف کی آیت سجدہ پڑھ کر رکوع کیا اور سجدۂ تلاوت نہیں کیا، نماز کے بعد دریافت کرنے پر حافظ صاحب نے کہا کہ: رکوع میں

---

[۱]...... جد بزرگوار حضرت مولانا مفتی مرغوب احمد صاحب لاجپوری رحمہ اللہ کی بڑی مفید اور معرکۃ الآراء تصنیف ''سفینۃ الخیرات فی ذکر مناقب السادات'' کی سہ بارہ اشاعت کے وقت حضرت سے درخواست کی گئی کہ بطور تقریظ کچھ تحریر فرمادیں، الحمد للہ حضرت رحمہ اللہ نے تفصیلی تقریظ تحریر فرمائی، وہ کتاب کے شروع میں شائع ہوگئی ہے۔

یا سجدہ میں سجدۂ تلاوت کی نیت کر لی جائے تو سجدۂ تلاوت ادا ہوجاتا ہے، کیا یہ صحیح ہے؟ سجدہ ادا ہوجائے گا؟

الجواب:......نماز میں سجدۂ تلاوت ادا کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ آیت سجدہ پڑھ کر فوراً نماز کا رکوع کرے (جیسا کہ صورت مسئولہ میں ہوا ہے) یا دو تین چھوٹی آیتیں پڑھ کر نماز کا رکوع کرے اور اس میں سجدۂ تلاوت کی نیت کرلے تو سجدۂ تلاوت ادا ہوجاتا ہے، اگر رکوع میں نیت نہیں کی تو نماز کے سجدہ میں سجدۂ تلاوت ادا ہوجائے گا' خواہ مقتدیوں کی نیت ہو یا نہ ہو، لیکن اگر امام نے رکوع میں سجدۂ تلاوت کی نیت کی اور مقتدیوں نے نہیں کی تو ان کا سجدہ ادا نہ ہوگا، لہذا ایسی صورت میں امام کو چاہئے کہ رکوع میں سجدۂ تلاوت کی نیت نہ کرے، نماز کے سجدہ میں سب کا سجدۂ تلاوت ادا ہوجائے گا۔

صورت مذکورہ میں امام کے ساتھ مقتدیوں نے بھی رکوع میں سجدۂ تلاوت ادا کرنے کی نیت کی ہوگی تو سب کا سجدۂ تلاوت ادا ہوجائے گا، اور اگر مقتدیوں نے نیت نہیں کی ہو اور امام نے کر لی ہو تو مقتدیوں کا سجدۂ تلاوت ادا نہ ہوگا۔ اور اگر امام نے رکوع میں نیت نہیں کی تھی تو نماز کے سجدہ میں کوئی نیت کرے یا نہ کرے سب کا سجدہ ہوجائے گا (بشرطیکہ تین آیتوں سے کم پڑھا ہو)

مسئلہ سے لوگ واقف نہیں ہوتے، اس لئے بہتر یہ ہے کہ سجدۂ تلاوت مستقل ادا کیا جائے، نماز کے رکوع اور سجدہ میں ادا کر کے لوگوں کو تشویش میں نہ ڈالے۔ مسئلہ پر عمل کرانا ہو تو نمازیوں کو پہلے سے مسئلہ سمجھاوے پھر عمل کرے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

....

مولانا ابراہیم ڈایا کا وجود غنیمت، قابل قدر، و لائق تحصیل فیض ہیں

عزیز مولانا ابراہیم ڈایا صاحب [۱] لاجپور آپ کے یہاں رونق افروز ہوئے، اور لاجپور کو شرف برکت بخشا، بڑی خوشی ہوئی، آپ کو بھی مبارک باد، رکھیئے اور خوب خدمت کیجئے، ان کا وجود غنیمت ہے، قابل قدر ہے اور لائق تحصیل فیض ہیں، اللہ تعالیٰ ان کا ظل عاطفت آپ کے خاندان پر تادیر قائم رکھے آمین۔ راقم کا سلام عرض کرنے کے ساتھ راندیر آنے کی دعوت دیجئے اور لیکر آئیں۔

....

میری تمنا ہے کہ مرغوب احمد کو عالم باعمل دیکھوں

طبیعت تولہ ماشہ چلا کرتی ہے، خدا کا بڑا احسان ہے کہ مسجد کی حاضری نصیب ہوتی رہتی ہے۔ فرزند مرغوب احمد کا داخلہ ڈابھیل میں ہوگیا،، یہ بہت اچھا ہوا، مفت میں عظیم دولت ملتی ہے، اس کے باوجود کوئی اعراض کرے تو کتنا بڑا بدنصیب ہوگا۔ میری تمنا ہے کہ اس کو عالم باعمل دیکھوں۔ محترم مولانا عبد الحفیظ صاحب کا دم غنیمت ہے، ان کی صحبت سے فائدہ اٹھایا جائے۔ میرا سلام اور دعا کی درخواست پیش کیجئے۔

....

مولوی مرغوب احمد ''فتاوی رحیمیہ'' کی فہرست تیار کر رہے ہیں

''سفینۃ الخیرات'' پر تقریظ تیار کر لی ہے، نقل ہو رہی ہے، مکمل ہونے پر روانہ کر دوں گا،

---

[۱]......راقم الحروف کے نانا حضرت مولانا ابراہیم صاحب لاجپوری رحمہ اللہ جید الاستعداد اور وسیع المطالعہ عالم تھے، ان کے حالات کے لئے دیکھئے! ''ذکر صالحین'' ص ۱۸۰ ج ۲۔

یا جمعہ کو رشید احمد کو بھیجنا۔عزیز مولوی مرغوب احمد کا خط ملا ہے، وہ ''فتاوی رحیمیہ'' کی جدید فہرست تیار کررہے ہیں۔[۱] پاکستان میں بھی ''فتاوی رحیمیہ'' چھپا ہے۔

....

لاجپور بہت یاد آتا ہے، مگر حاضری سے قاصر ہوں

بفضلہٖ آپ کے والد بزرگوار کی طرح ضعیفی کے دن گذار رہا ہوں۔خدا کا شکر اور بڑا احسان ہے کہ اکثر نمازیں مسجد میں ہوتی ہیں، بعض گھر میں پڑھتا ہوں۔شب برأت قریب ہے، دعا میں احباب فراموش نہیں کریں گے ایسی توقع ہے۔لاجپور بہت یاد آتا ہے، مگر حاضری سے قاصر ہوں۔نوساری بھائی کو مدت سے نہیں دیکھا، دل میں تڑپ ہے مگر ہمت کہاں سے لاؤں۔

عزت اسے ملی جو وطن سے نکل گیا

خط ملا.......دوروز رہ کر روانہ ہوگیا، جدائی سے صدمہ تو ہوتا ہے، دل تو یہی چاہتا ہے کہ پاس رہیں، مگر خدا کی مصلحت اور فیصلہ کے سامنے کیا کہا جائے ؎

پھول وہ سر پہ چڑھا جو چمن سے نکل گیا　　عزت اسے ملی جو وطن سے نکل گیا

وطن چھوڑ کر باہر رہنے میں اجر بھی ملتا ہے اور عزت بھی۔لاجپور میں آپ کی صحبت میں رہنے سے طبیعت بدلے گی' جلد بازی' غصہ میں فرق آئے گا' مزاج میں استقلال کی ضرورت ہے۔خداوند کریم اعتدال پیدا کردے۔

---

[۱]......راقم الحروف نے ''فتاوی رحیمیہ'' دس جلدوں کی فہرست فقہی ترتیب پر بڑی محنت سے مرتب کی تھی، مگر اس درمیان رفیق محترم مفتی عبدالقیوم صاحب راجکوٹی زید مجدہ نے بھی ایک مکمل فہرست تیار کرلی، اوران کے اخلاص کی برکت سے وہ شائع ہوگئی اور خوب مقبول ہوئی۔راقم کی محنت دھری رہ گئی۔

لاجپور میں مدرسہ کی حالت معلوم کر کے افسوس ہوتا ہے، ابتدائی دینی تعلیم کس قدر ضروری ہے، سب ہی جانتے ہیں، پھر بھی غفلت برتی جاتی ہے، آپ ذرا دباؤ ڈال کر خود ہی لکھو تو انشاء اللہ اثر ہوگا، آپ پر اس کی بڑی ذمہ داری ہے کہ سب آپ کو بڑا مانتے ہیں۔

....

عیدمبارک،تقبل اللہ منا ومنکم

عیدمبارک،تقبل اللہ منا ومنکم ۱؎ بفضلہٖ تعالیٰ خیریت ہے، انتیسواں چاند ثابت نہیں ہوا، اس لئے تیس روزے پورے کر کے عید منانا طے ہوا۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو مبارک فرمائے، آمین۔ پرسوں نماز فجر کے بعد سویا تو حضرت والد مرحوم مولانا مفتی مرغوب احمد صاحب رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھا، شادی کی مجلس میں شرکت فرمائی تھی، کچھ فرمایا بھی یاد نہیں رہا۔ حق تعالیٰ درجات بلند کرے آمین۔

....

رمضان کی ۲۷؍کو ختم قرآن مقرر کر لینا مناسب تو نہیں، مگر

ہمیشہ ایک تاریخ مقرر کر لینا مناسب تو نہیں، مگر دستور کے خلاف کرنے میں گڑ بڑ اور

۱؎......عید کے دن مبارک بادی کے الفاظ کے بجائے: ’’تقبل اللہ منا ومنکم‘‘ کہنا چاہئے، اس لئے کہ یہ الفاظ آپ ﷺ اور بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں، حضرت خالد بن معدان رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ میں حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے عید کے دن ملا تو میں نے کہا: ’’تقبل اللہ منا ومنک‘‘ تو انہوں نے فرمایا: ’’نعم تقبل اللہ منا ومنک‘‘ حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں آپ ﷺ سے عید کے دن ملا تو میں نے کہا: ’’تقبل اللہ منا ومنک‘‘ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ’’نعم تقبل اللہ منا ومنک‘‘۔ تفصیل کے لئے دیکھئے! ’’فتاویٰ دارالعلوم زکریا ص ۳۶۵ ج ۱۔

فتنہ اور ناگواری کا اندیشہ ہو تو نئی بات نہیں کرنی چاہئے۔(پہلے) بڑے بزرگ تھے ان کا ایک مقام تھا وہ جو کرتے سب آمنا وصدقنا کہتے اور قبول کر لیتے۔

ائمۂ تراویح کو احقر کی جانب سے مبارک باد پیش کیجئے، حق تعالی ان کی ایک ماہ کی خدمت کو قبول فرما کر اجرِ عظیم سے نوازے اور ان کی دعائیں ہمارے حق میں قبول فرمائے۔

....

حرج نہ تو ۲۵؍کو ختم کیا جاسکتا ہے جب کہ کسی کا نقصان نہ ہو

کوئی حرج نہ تو ۲۵؍کو ختم کیا جاسکتا ہے، مگر جبکہ بعض لوگوں کا قرآن ناقص ہونا متوقع ہے، تبلیغ والے اور مہمان وغیرہ کا نقصان ہوگا اور ان کا دل ناراض ہوگا، اس لئے مصلحت یہی ہے کہ لوگوں کو پریشان نہ کیا جائے اور ۲۷؍کو ختم رکھا جائے۔امام تراویح کو دو روز بعد رخصت ملے گی اس کو برداشت کرلیا جائے۔

تم آتے تو کچھ مشورہ کرنا تھا

حضرت والد صاحب کا خط میرے نام ہے،اس لئے میرے پاس اصل خط ہونا چاہئے، آپ لوگ نقل رکھ سکتے ہیں۔والد مرحوم نے ہدیۃً کتاب عربی دی تھی، اس پر میرا نام صاف طور پر لکھا ہے، وہ بھی آپ کو دکھاؤں گا۔تم آتے تو کچھ مشورہ کرنا تھا۔

....

زمین فروخت کرنی ہے تو ورثاء کا زیادہ سے زیادہ فائدہ ہو

محترم حاجی یوسف صاحب کو کہئے کہ: زمین فروخت کرنی ہے تو ورثاء کا زیادہ سے

زیادہ فائدہ ہو ایسی تدبیر اختیار کی جائے۔مولوی یوسف صاحب‘ مولوی عبدالقدوس صاحب‘ حکیم صاحب‘ حبیب الرحمٰن کو بھی شریک مشورہ رکھئے اور آپ سب مل کر کوشش کریں،آپ کے ہاتھ سے ورثاء فائدہ اٹھاسکیں گے اور دعا دیں گے۔مجبورا یہ فیصلہ کرنا پڑا ہے۔

لاجپور نہ آسکنے پر بڑی شرمندگی ہوئی

۵ر مہینے کے بعد بھائی حافظ سید عبدالحکیم [۱] کی ملاقات کل نصیب ہوئی،راستہ خراب‘ ہجوم بہت‘ طبیعت نازک ہونے کی وجہ سے بیحد تکان ہوگئی،لاجپور اترنے‘ اور احباب سے ملنے‘ مکان پر جانے کی قطعاہمت نہ تھی،اس لئے راندیر چلے آئے،بڑی شرمندگی ہے،خدا کرے اس شرمندگی کو اللہ تعالی جلد دور فرمائے،آمین۔

حضرت مولانا عبدالحیٔ صاحب کفلیتوی رحمہ اللہ بڑے عالم

حضرت پیر کابل والوں سے تعلق تو بہت رہا،مگر نام یادنہیں رہا۔[۲] اور حضرت مولانا عبدالحیٔ صاحب کفلیتوی رحمہ اللہ بڑے عالم تھے،اور بڑی جگہ کے خطیب وامام رہ چکے ہیں،اغلب یہ ہے کہ فتاوی دیتے رہے ہوں گے،مگر بطور مفتی دارالافتاء میں خدمت کا انتظام نہ ہو،ورنہ نام کے ساتھ مفتی کا اضافہ ہوتا،باقاعدہ مفتی نہ ہوں گے،ایسا معلوم ہوتا ہے۔[۳]

[۱]......حضرت مفتی صاحب کے حقیقی بھائی تھے۔جید حافظ قرآن تھے،نوساری میں وفات پائی۔
[۲]......آپ کا نام (حضرت شاہ) غلام محمد (مجددی رحمہ اللہ) تھا۔حالات کے لئے دیکھئے! تذکرۃ المرغوب ص۹۲۔
[۳]......حضرت مولانا عبدالحیٔ صاحب کفلیتوی رحمہ اللہ کے حالات کے لئے دیکھئے! ذکرصالحین ص ۳۲۹ ج۳ اور ص۴۷ ۳ ج۲۔اور ''البصائر'' کا مقدمہ۔

وہ خاک جس پہ ہم نے بچپن کے دن گذارے

نوساری جانا ضروری ہوگیا، سال سے بھی زیادہ عرصہ ہوگیا بھائی کو نہیں دیکھ سکا، مگر سورت کے فسادات نے روک رکھا ہے۔ ویسے لاجپور بھی بہت یاد آتا ہے سب ہی سے ملنے کو جی چاہ رہا ہے، مگر طبیعت سے مجبور ہوں ۔

وہ خاک جس پہ ہم نے بچپن کے دن گذارے
اب تک بسی ہوئی ہے احساس میں ہمارے
کیونکر نہ یاد آئیں کیوں نہ دیکھوں پیارے
اس سرزمین کے ذرے اس آسمان کے تارے

مولوی رشید احمد سے حضرت مرحوم کی جگہ پُر ہوجائے گی

مولوی رشید احمد[۱] کو کتاب سے لگاؤ ہے اور مطالعہ کا شوق ہے، اس کو تعلیم میں لگائے رکھئے، انشاء اللہ حضرت مرحوم کی جگہ پُر ہوجائے گی، خدا کرے۔ بحرمۃ سید المرسلین ﷺ۔

....

روزے ہورہے ہیں، البتہ تراویح بیٹھ کر پڑھنے پر مجبور ہوں

عشرۂ اول ختم ہورہا ہے، دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہماری غفلت پر مواخذہ نہ فرمائے اور آئندہ کے لئے توفیق عطا کرے کہ حق ادا کرنے کی طاقت، صحت اور توفیق ملے۔ روزے خوب چل رہے ہیں، البتہ تراویح بیٹھ کر پڑھنے پر مجبور ہوں۔

---

[۱]...... راقم الحروف برادر حقیقی ماشاء اللہ حافظ، قاری، عالم، مفتی اور جامعۃ القراءات کے کامیاب مدرس ہیں، بخاری شریف کی دوسری جلد پڑھانے کی سعادت بھی حاصل ہے۔ بہترین خطیب ومقرر ہیں، اللہ تعالیٰ مزید ترقیات سے نوازے، آمین۔

مولوی مرغوب احمد سلمہ بہت یاد آتے ہیں

مولوی مرغوب احمد سلمہ بہت یاد آتے ہیں، [۱] چھوٹی عمر میں ہم سے دور ہوگئے اور رشید احمد سلمہ بھی دور جانے کی فکر میں لگا ہوا ہے، کوئی یہاں بھی تو چاہئے، وطن کی سوکھی روٹی پرائے کی تازہ روٹی سے اچھی ہوتی ہے۔

پَر ہوتے تو اُڑ کر آجاتا اور مل کر دل کو تسکین دیتا

آپ کا سفر مبارک اور مقدس ہے، مگر آپ کی چند روز جدائی شاق گذرتی ہے، پَر ہوتے تو اُڑ کر آجاتا اور مل کر دل کو تسکین دیتا، مفارقت کے تصور سے دل روتا ہے۔[۲]

....

اہل لاجپور کے ذمہ دار حضرات کے سلوک نے دل کھٹا کردیا

آپ کی اور مخلص احباب کی یاد ستاتی ہے، ملنے کو جی چاہتا ہے، مگر اہل لاجپور کے ذمہ دار حضرات کے مکروہ سلوک نے دل کھٹا کردیا، محبت نفرت سے بدل گئی، آٹھ مہینے صاحب فراش رہا، زندگی سے سب کو مایوسی تھی، مگر محبت کے ان پروانوں کو بیمار پرسی کی توفیق نہیں ہوئی، ایسے لوگوں سے ملنے کو دل نہیں چاہتا، ورنہ آپ جیسے مخلص کی ملاقات کے لئے کسی نہ کسی بہانہ سے حاضر ہوجاتا۔

....

[۱]......اللہ تعالیٰ حضرت رحمہ اللہ کی اس محبت کو ذخیرۂ آخرت و ذریعۂ نجات بنائے، اور انشاء اللہ تعالیٰ اللہ کی ذات عالی سے قوی امید ہے کہ ضرور بنائے گا۔

[۲]......ان الفاظ سے حضرت رحمہ اللہ کی والد صاحب سے محبت وتعلق کا پتہ چلتا ہے۔

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد

فرزند مولوی مرغوب احمد آئے اور گئے، نہ تو اطمینان سے بات ہوسکی اور نہ ساتھ بیٹھ کر کھانے کا موقع ملا، جلدی کی وجہ سے اٹھ گئے، بچوں نے کچھ انتظام کیا تھا خیر ۔

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدنم و بہار آخر شد

رنگون سے فتاوی کی کاپی انگلینڈ بھیجیں گے۔خدا کرے صاف ہوکر جلد طبع ہو جائے۔

حسن خاتمہ نصیب ہو، اللہ تعالی احقر سے راضی ہو جائے

رمضان المبارک میں احقر کو دعا میں ضرور یاد رکھیں، حسن خاتمہ نصیب ہو، اللہ تعالی احقر سے راضی ہو جائے، رمضان شریف کے معمولات کما حقہ ادا کرنے کی صحت اور توفیق عطا فرمائے۔

....

اہل لاجپور آپ کی برکتوں سے محروم ہو جائیں گے

(سفر میں) ایک ماہ سے زیادہ رہنے سے اہل لاجپور سونے اور آپ کی برکتوں سے محروم ہو جائیں گے، استخارہ کر کے سفر کریں۔

....

آپ نے بڑا مجاہدہ کیا، اور سارے گاؤں کو فیضیاب کر دیا

بفضلہٖ تعالی رمضان المبارک بخوبی گذرا، آپ نے بڑا مجاہدہ کیا، اور سارے گاؤں کو فیضیاب کر دیا' ماشاء اللہ۔

اعتکاف لاجپور میں کیجئے اور برکتوں سے لاجپور کو نوازئے

میرا مشورہ ہے کہ رمضان بچوں کے ساتھ گذارو، آخری عشرہ کا اعتکاف سنت مؤکدہ لاجپور میں کیجئے اور برکتوں سے لاجپور کو نوازئے۔

....

مرحوم کے فتاوی کی کاپی ملی، پڑھتے ہی دل باغ باغ ہوگیا

کل شام کو مرحوم کے فتاوی کی کاپی ملی، پڑھتے ہی دل باغ باغ ہوگیا۔ ایک نعمت غیر مترقبہ اللہ نے نصیب فرمائی جس کا ہمیں تصور بھی نہیں تھا، کل صبح میں نے مولوی مرغوب احمد کو خط لکھا کہ فتاوی کا نمونہ نہیں ملا اور شام کو مل گیا۔ دوسرے فتاوی کہاں ہیں؟ قبضہ میں آئے یا نہیں؟ فتاوی ماشاء اللہ خوب ہیں اور علمی ہیں، حق تعالی نافع بنائے اور قبول فرمائے۔[1]

لاجپور کے بزرگوں کی صحبت عجیب نعمت تھی

لاجپور کے بزرگان دین حضرت صوفی صاحب' حضرت مولانا احمد میاں صاحب[2]

---

[1]......راقم الحروف کے جد بزرگوار حضرت مولانا مفتی مرغوب احمد صاحب لاجپوری رحمہ اللہ کے فتاوی مراد ہیں، جو راقم رنگون سے لایا تھا، ان فتاوی کے چند نقول حضرت رحمہ اللہ کی خدمت میں بھیجے تھے۔ الحمد للہ وہ ''مرغوب الفتاوی'' کے نام سے تین جلدوں میں شائع ہو چکے ہیں، مزید چند جلدیں باقی ہیں، اللہ کرے جلد از جلد ان کے تکمیل کی صورت پیدا ہو جائے۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کی بڑی تمنا تھی کہ وہ فتاوی ان کی حیات میں شائع ہو جائیں، مگر حضرت رحمہ اللہ کی تمنا پوری نہ ہو سکی۔

[2]......حضرت مولانا احمد میاں صاحب لاجپوری رحمہ اللہ کے حالات کے لئے دیکھئے! ذکر صالحین ۳۴۸ ج ۲۔ الرسائل الغالية فی العلوم العالية ص ۱۸۔

حضرت مولانا مفتی مرغوب احمد صاحب' حضرت مولانا محمد یوسف صاحب [۱] حضرت حافظ پان کھاؤ صاحب بزرگوں کی صحبت عجیب نعمت تھی، اس محرومی کا اہل لاجپور کو احساس بھی نہیں ہے۔ مولانا عبدالقدوس صاحب کا وجود بھی غنیمت تھا۔ بھائی! ذکر اللہ کی کثرت' قرآن کریم کی تلاوت کا خاص اہتمام کیجئے، ہم مسافر موت ہیں توشہ لازم ہے۔

....

معتکف کا اذان اور نماز جنازہ کے لئے مسجد سے نکلنا

(۱): الجواب: ......اگر اذان دینے کی جگہ کا دروازہ مسجد میں داخل ہے تو وہاں معتکف بہر حال ہر وقت جا سکتا ہے، اور اگر دروازہ (اذان دینے کی جگہ) مسجد سے خارج ہے تو صرف اذان دینے کی غرض سے جا سکتا ہے، اگر مؤذن یا دوسرا شخص اذان دینے والا موجود ہے تو احتیاط اس میں ہے کہ مسجد سے باہر نہ نکلے، گو نکلنے کی گنجائش ہے، فقہاء کی عبارتوں سے یہ ثابت ہے۔ اور اگر کوئی اذان دینے والا نہ ہو تو نکلنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(۲): ......''فتاوی رحیمیہ'' میں ہے: جنازہ کی نماز پڑھنے کی جگہ شرعی مسجد سے خارج ہو تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا اور کم از کم ایک دن کی قضا لازم ہوگی۔ ہمت ہو تو پورے دس دن کی قضا کرے' یہ احوط ہے۔ جنازہ کی نماز کے لئے نکلنا حاجت شرعیہ میں داخل نہیں ہے۔

(فتاوی رحیمیہ ص۲۲۰ ج۵)

---

[۱] ......حضرت مولانا محمد بن یوسف صاحب لاجپوری رحمہ اللہ کے حالات کے لئے دیکھئے! ذکرِ صالحین ص۲۹۱ ج۳۔ اور ''گلشن یوسفی''۔

میرے والد بزرگوار

حصۂ دوم

اس حصہ میں والد بزرگوار رحمہ اللہ کے وصال کے بعد حضرات اہل علم کی طرف سے آپ کے حالات زندگی اور آپ کے اوصاف حسنہ وغیرہ کے متعلق لکھے گئے مضامین اور تعزیتی مکتوبات کو جمع کیا گیا ہے۔

ترتیب از:

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیتہ

اسماءِ حضرات علماء جن کے مضامین موصول ہوئے

۱	مولانا عبد الرؤف صاحب لاجپوری........................	۸
۲	قاری عبد الحق صاحب لاجپوری........................	۱۳
۳	مولانا رشید احمد صاحب اجمیری مدظلہم........................	۳۱
۴	مفتی آصف صاحب لاجپوری مدظلہ........................	۴۴
۵	مولانا مفتی دبیر عالم صاحب مدظلہ........................	٦۸
٦	مولانا محمد صدیق ہتھوڑوی مدظلہ........................	۷۳
۷	مولانا عبد السلام لاجپوری سلمہ........................	۷۹
۸	مفتی اسماعیل سعید واڑی لاجپوری سلمہ........................	۸۵
۹	مولانا اسماعیل صالح جی لاجپوری سلمہ........................	۹۴

نوٹ:......تعزیتی مکتوبات ارسال کرنے والوں کی فہرست صفحہ نمبر: ۲۴۵ر ہے۔

کلمۂ تشکر

والد ماجد رحمہ اللہ کی مختصر سوانح کے ساتھ شروع ہی سے خیال تھا کہ جن حضرات نے مرحوم کی زندگی کے مختلف گوشوں پر مضامین تحریر فرمائیں اور جن اہل محبت نے تعزیتی گرامی نامے ارسال فرمائیں، ان کو بھی شامل اشاعت کردوں، اور اسی لئے سوانح کی طباعت میں تاخیر ہوئی، ورنہ راقم اپنا رسالہ بہت پہلے ہی تیار کر چکا تھا، مگر ان مضامین کے بغیر اشاعت کرنا نامناسب لگا۔ ان مضامین میں راقم نے قدرے ترمیم کی ہے، بعض مواقع پر معمولی عبارات بدلی ہیں، مولانا مفتی عباس صاحب مدظلہ کے بیان میں عنوانات نہیں تھے، وہ لگائے، اس طرح معمولی ترمیم واضافہ کے ساتھ تمام مضامین پیش خدمت ہیں۔

راقم ان تمام حضرات کا تہہ دل سے شکر گذار ہیں جنہوں نے اپنا قیمتی وقت صرف کر کے یہ خدمت انجام دی۔ بہت سے حضرات نے بذریعۂ فون تعزیت کی، اہل برطانیہ کے اکابر و دوست احباب نے بڑی تعداد میں باوجود رمضان ہونے کے حاضر ہو کر تعزیت فرمائی۔ اللہ تعالی ان تمام حضرات کو اپنی شایان شان دارین میں بہترین بدلہ عطا فرمائے۔

ناظرین سے درخواست ہے کہ دوران مطالعہ حسب توفیق والد صاحب کے ایصال ثواب کا کچھ نہ کچھ اہتمام فرمادیں تو احسان عظیم ہوگا، چاہے مختصر ہی سہی۔

اللہ تعالی ان جملہ مضامین وسوانح کو باعث خیر بنائے، اور اللہ والوں کے حالات پڑھ کر ان کے اوصاف حمیدہ کو اپنی زندگی میں لانے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

قصبۂ لاجپور کا ایک مرد متقی

حضرت بھائی میاں مرحوم کے دس اوصاف حسنہ

بھائی میاں تو لاجپور کے قطب ہیں

حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب لاجپوری دامت برکاتہم

قصبۂ لاجپور کا ایک مرد متقی

اللہ تعالی شانہ نے قصبۂ لاجپور میں علماء کرام اور متقی حضرات کو پیدا فرمایا، انہی متقی حضرات میں ہمارے محترم ومکرم حضرت الحاج بھائی میاں صاحب رحمہ اللہ تھے۔ محترم بھائی میاں صاحب رحمہ اللہ ہمارے والد ماجد مولانا عبد القدوس صاحب رحمہ اللہ کے پاس روزانہ آیا کرتے تھے اور بہت ادب کے ساتھ باتیں کیا کرتے تھے۔ اور جب کبھی مرحوم کے پاس کوئی نئی کتاب یا رسالہ آتا تھا تو والد صاحب کے پاس پڑھنے کے لئے بھیجا کرتے تھے۔ اور ہمارے والد صاحب کو کہیں جانا ہوتا تھا تو مرحوم کو ساتھ لیجاتے تھے، اور کبھی چلتے ہوئے ہمارے والد صاحب کا ہاتھ پکڑتے تھے، اسی لئے بطور ظرافت والد صاحب فرماتے تھے: کہ: بھائی میاں' میرے دستگیر ہیں۔

اللہ تعالی نے حضرت بھائی میاں صاحب رحمہ اللہ کو بہت سی صفات سے نوازا تھا۔ ان کی صفات حسنہ جو احقر کے دل ودماغ میں مستحضر ہیں وہ پیش خدمت ہیں:

(۱)......نماز با جماعت کا اہتمام: مرحوم کو نماز با جماعت پڑھنے کا بہت اہتمام تھا، اگر کسی دن جماعت کی نماز میں مسجد نہیں دیکھا تو لوگ سمجھ جاتے کہ حضرت آج سفر میں ہیں۔

(۲)......مسجد سے تعلق: مرحوم روزانہ فجر کی نماز سے لے کر اشراق تک اور اکثر عصر سے لے کر مغرب تک اپنا وقت مسجد میں گذارتے تھے۔

(۳)......رمضان المبارک میں اعتکاف کرنا: مرحوم کا ہمیشہ معمول تھا کہ رمضان المبارک میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔

(۴)......رضا بالقضا اور صبر وہمت: اللہ تعالی شانہ نے مرحوم کو رضا بالقضا کی اعلی صفت سے نوازا تھا۔ مرحوم نے اپنی زندگی کے آخری پندرہ (۱۵) سال ایسے گزارے کہ کوئی

کھانے کی سخت چیز استعمال نہیں کر سکتے تھے، صرف پینے کی چیز استعمال کر سکتے تھے، لیکن زبان پر کبھی کوئی شکایت کا جملہ نہیں ہوتا تھا، بلکہ زبان پر اللہ تعالی کی تعریف اور چہرے پر مسکراہٹ ہوتی تھی۔

(۵)......تواضع و عاجزی: مرحوم میں تواضع کی صفت نمایاں تھی، حضرت کے والد ماجد مولانا مفتی مرغوب احمد صاحب رحمہ اللہ اعلی درجہ کے متقی اور جید الاستعداد عالم تھے، اس کے باوجود مرحوم بھائی میاں صاحب رحمہ اللہ اعلی درجہ کے متقی اور جید الاستعداد عالم کے صاحبزادے ہونے کے زعم میں مبتلا نہیں تھے۔

(۶)......علماء و مشائخ کی زیارت و ملاقات کا شوق: مرحوم کو معلوم ہوتا کہ فلاں جگہ کوئی بزرگ تشریف لائے ہیں تو ان کی ملاقات کے لئے تشریف لے جاتے تھے، خصوصا حضرت اقدس مفتی سید عبد الرحیم صاحب لاجپوری اور دار العلوم اشرفیہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا اجمیری صاحب رحمہما اللہ کی زیارت و ملاقات کے لئے راندیر جانا اور جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کے علماء کرام کی زیارت و ملاقات کے لئے ڈابھیل جانے کا معمول تھا۔

(۷)......دعوت و تبلیغ سے تعلق: مرحوم کو دعوت و تبلیغ سے مناسبت تھی۔ ہمیشہ دعوت و تبلیغ کے اکابر سے اور مقام پر دعوت و تبلیغ میں لگے ہوئے ساتھیوں سے محبت فرمایا کرتے تھے، اور کوئی جماعت گاؤں میں آتی تھی تو اس کے ساتھ وقت گذارنا اور ان کی نصرت کرنا اور کہیں تبلیغی اجتماع ہوتا تو وہاں شرکت کرنے کا ہمیشہ معمول تھا۔

(۸)......مہمان نوازی: اللہ تعالی شانہ نے مرحوم کو مہمان نوازی کی صفت میں امتیازی شان عطا فرمائی تھی۔ ہر جمعہ کو مقامی اور بیرونی علماء کرام کی ضیافت گویا متعین تھی، مسجد میں کسی اجنبی کو دیکھتے تو اس کا انتظار فرماتے اور اس کو اپنے گھر لیجا کر اس کی ضیافت فرماتے۔

(۹)...... کتابوں کا مطالعہ: مرحوم کو دینی کتابیں اور رسائل کے مطالعہ کا بہت شوق تھا، احقر نے سنا کہ کبھی ایک ہی مجلس میں پچاس پچاس صفحات کا مطالعہ فرما لیتے تھے۔

(۱۰)...... بیمار کی عیادت اور ضرورت مند کی ضرورت کو پورا کرنا: مرحوم کو معلوم ہوتا کہ کوئی بیمار ہے تو اس کی عیادت کے لئے جانے کا معمول تھا، اور حسب موقع اس کی ضرورت کو پورا کرنے کی طرف توجہ فرماتے تھے، اور کوئی ضرورت مند حضرت کے پاس آتا تو اس کی ضرورت کو حتی الوسع پورا کرنے کا خیال فرماتے تھے۔

یہ ''تلک عشرۃ کاملۃ'' صفات یاد آئیں تو لکھدی گئی ہیں، ان کے علاوہ بھی مرحوم کی زندگی میں دیگر صفات حسنہ تھیں، جن کا ذکر آپ حضرات' محترم مولانا مرغوب احمد صاحب مدظلہ کے مضمون میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ اللہ تعالی شانہ محترم بھائی میاں صاحب رحمہ اللہ کی مغفرت فرمائے اور ان کو جنت الفردوس میں اعلی مقام نصیب فرمائے اور ان کی خدمات کو قبول فرمائے، آمین۔

مرحوم نے اپنے پیچھے تین صاحبزادے اور چھ صاحبزادیاں اور اہلیہ صاحبہ چھوڑی ہیں۔ تینوں صاحبزادے نیک وصالح ہیں اور دین کی خدمت میں مصروف ہیں:

(۱)...... مولانا مرغوب احمد صاحب مدظلہ: مسجد میں امامت اور مدرسہ کی تدریس کی خدمت میں مصروف ہیں۔ اور موصوف کو تصنیف وتالیف کا قابل رشک ملکہ اور ذوق دیا گیا ہے۔ اللہ تعالی موصوف کی عمر اور علم وعمل میں خوب برکت عطا فرمائے، آمین۔

(۲)...... مولانا مفتی رشید احمد صاحب مدظلہ: موصوف جامعۃ القراءات کفلیتہ میں شیخ الحدیث ہیں ''بخاری شریف'' کی جلد ثانی پڑھا رہے ہیں، اپنے وطن لاجپور میں وعظ و تقریر کی بے مثال خدمت انجام دے رہے ہیں، اور اللہ تعالی نے حضرت مفتی رشید احمد

صاحب کو اہل لاجپور کے لئے باعث رحمت بنایا ہے، اللہ تعالی موصوف کی عمر اور علم وعمل میں خوب برکت عطا فرمائے، اور اہل لاجپور کو حضرت مفتی صاحب سے مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے، اور مفتی صاحب کی قدر دانی کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

(۳)......حافظ خلیل احمد صاحب سلمہ: باٹلی کے ایک مدرسہ میں درجۂ حفظ کے استاذ ہیں، سادگی اور خاموشی کے وصف سے متصف ہیں۔ اللہ تعالی حافظ خلیل احمد کی عمر اور علم وعمل میں خوب برکت عطا فرمائے، آمین۔ اور مولانا مرغوب احمد صاحب کی والدہ صاحبہ اور موصوف کی تمام بہنوں کی عمر میں بعافیت برکت عطا فرمائے، آمین۔

احقر عبد الرؤف لاجپوری، باٹلی

''بھائی میاں'' لاجپور کے قطب ہیں

ہمارے استاذ مکرم شیخ الحدیث حضرت مولانا سید ابرار احمد صاحب رحمہ اللہ نے احقر سے ایک مرتبہ فرمایا کہ: ''بھائی میاں' لاجپور کے قطب ہیں''

اجلے باطن کا مسافر

قاری عبدالحق صاحب لاجپوری دامت برکاتہم

مدرس مدرسہ اسلامیہ وامام جامع مسجد لاجپور

باسمہ سبحانہ وتعالی

اس فانی دنیا میں کس کو بقاء ہے؟ حضرات انبیاء ورسل علیہم الصلاۃ والسلام تشریف لائے وہ بھی داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئے ،ظلام وجبابرہ آئے وہ بھی عبرت کا سامان بن گئے ،میدان جنگ کے شہسوار بھی موت سے ہار گئے ،شان وشوکت کے مالک' ان کا بھی کچھ اتا پتا نہیں، جاہ وحشم والے بھی پیوند خاک ہو گئے ع

ہوئے نامور بے نشاں کیسے کیسے

لیکن کچھ جانے والوں میں ایسے بھی اللہ کے محبوب بندے ہوتے ہیں جن کے روشن نقوش تابندہ ہوتے ہیں، جو روشنی کے منار کی طرح چمکتے رہتے ہیں،جن کے حسن عمل کو دوام ہوتا ہے،جن کی کمی اور نہ ہونے کا غم واحساس ہر ہر قدم پر ہوتا ہے، کسی نے کہا تھا ؎

اہل چمن ہم کو بہت یاد کریں گے

ہر شاخ نشیمن پر اپنا ہی نشاں چھوڑ دیا ہے

انہیں میں سے ہم سب کے محسن ومربی' ہم درد وغم خوار' دکھ درد کو بانٹنے والے' جناب اسماعیل عرف ''بھائی میاں'' صاحب رحمہ اللہ بھی ہیں،نقاہت وکمزوری کے باوجود بڑے ہی ہشاش وبشاش، ہر آنے والے کو خوش آمدید کہنے والے،اچانک: ۱۷ /رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۵ /جولائی ۲۰۱۴ء کی گہری رات میں جبکہ ہر طرف سناٹا تھا،اللہ کے نیک بندے اپنی عبادتوں میں مصروف تھے، بڑی خاموشی سے مالک حقیقی سے جا ملے،غسل کے وقت چہرہ کیا تھا؟ گویا چودھویں رات کا چاند،گلاب کی طرح کھلا ہوا،نور کی کرن اس طرح پھوٹے کہ چہرے سے نظر کون ہٹائے ،کیا مسلم کیا غیر مسلم' کیا جوان کیا معمر' کیا مرد کیا خواتین' سب کے چہروں سے اداسی عیاں،رات کس طرح گزری پتہ ہی نہیں چلا ،

نوجوانوں کے دلوں میں ایک امنگ اور جذبہ کہ نماز جنازہ کی جگہ کو خون جگر سے نہیں تو قدرت کے شفاف پانی سے دھو دیا جائے، چنانچہ نوجوانوں نے رات بھر اس سرزمین کو دھو کر اجلا کر دیا، جس صحن سے گزر کر اپنے محبوب استاذ والد محترم حضرت مولانا عبدالقدوس صاحب رحمہ اللہ سے ملنے آیا کرتے تھے، آج اس صحن میں خاموش سوئے ہیں، نماز جنازہ کے لئے پروانہ وار لوگ آرہے ہیں، لاجپور کا یہ وسیع وعریض میدان اپنی وسعت کے باوجود تنگ نظر آرہا ہے، ہمت کر کے صاحبزادۂ محترم مفتی رشید احمد صاحب سلمہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور آخری آرام گاہ تک پہنچا دیا گیا، دفنانے کے بعد حضرت مفتی عباس بسم اللہ صاحب دامت برکاتہم کی دعا شروع ہے، آج خود مفتی صاحب اپنے قابو میں نہیں، ایک عجیب کیفیت طاری ہے، اللہ والوں کا حال اللہ والے ہی جانیں، پورا قبرستان گریاں وبریاں، ہر ایک کی آنکھ سے آنسو جاری، کیا چیز چھپ گئی؟ کیا متاع گراں گم ہوگئی؟ اب سب کو احساس ہوا، ہاں ہاں وہی نحیف شخص جو چپکے چپکے دعائیں کیا کرتے تھے، خیرات بانٹتے تھے، اہل غم کے لئے مداوا تھے، جنہوں نے اپنی شخصیت کو اپنی سادگی میں چھپا رکھا تھا، اپنے عظیم نامور بیمار باپ کی رات دن ایسی خدمت کی تھی جس کی نظیر نہیں ملتی، آہ اب کس کو اپنا درد وغم سنائیں، کس سے مشورہ طلب کریں، اس ایک کے نہ ہونے سے آج کتنی یادیں ابھر آئیں، زندگی کے نقوش کے کتنے اوراق پلٹنے لگے، انہیں یادوں کو الفاظ کا جامہ پہنا کر انمٹ نقوش بنانا چاہتا ہوں تاکہ یادیں بھی باقی رہیں، عبرت کا سامان بھی ہو، اور اسباق کے تحائف بھی ملیں۔

اس آئینہ میں سبھی عکس تیرے ہیں......تربیت کا نرالا انداز

جب ۱۹۸۲ء میں سرزمین لاجپور کی عظیم جامع مسجد کی امامت کی ذمہ داری احقر سے

متعلق ہوئی، اس وقت حالات اتنے خوشگوار نہیں تھے، لیکن بڑی ڈھارس بندھائی، اور چھ مہینوں تک خود کتاب ''فضائل اعمال'' کی تعلیم فرمائی، پھر تعلیم کرنے کی تربیت دی کہ شوال میں ''فضائل حج'' اس کے بعد ''فضائل نماز'' وغیرہ وغیرہ، الحمد للہ اب ایسی مشق ہوگئی کہ دیکھنے کی ضرورت بھی کم پڑتی ہے۔

والد محترم کے انتقال کے بعد گھریلو کچھ حالات کی وجہ سے میں امامت سے سبکدوش ہونا چاہتا تھا، حضرت سے مشورہ کیا تو حضرت نے فرمایا ''گھر سے اٹھا کر لے آؤں گا'' نہ معلوم اس جملہ میں کیا راز چھپا تھا کہ اب تک اللہ پاک امامت کی خدمت اس حقیر سے لے رہا ہے۔

قرآن کریم سے شغف

بھائی میاں صاحب رحمہ اللہ کا برسوں سے یہ معمول تھا کہ جامع مسجد میں داہنی جانب صف اول میں بیٹھتے تھے، اور اعتکاف بھی وہیں فرماتے، اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے کہ: والد صاحب کی قبر بالکل سامنے ہے۔ مسجد میں بیٹھ کر کثرت سے تلاوت فرماتے، حتی کہ جماعت کھڑی ہونے میں پانچ منٹ بھی باقی ہوں قرآن کریم لے کر بیٹھ جاتے۔ ایک مرتبہ میں نے پوچھا کتنی تلاوت فرمالیتے ہیں؟ توقف کے بعد فرمایا: شوال سے شعبان تک ہر دس دن میں ایک ختم، رمضان المبارک میں ہر تین دن میں ایک ختم، اور اخیری عشرہ میں یومیہ ایک ختم۔ اسی کثرت تلاوت کی وجہ سے رکوع کے رکوع یاد تھے، جب بھی نماز میں کوئی غلطی کرتا حضرت بعد میں اس کی نشاندہی فرماتے۔ ایک دن میں نے سوال کیا کہ آپ تو حافظ نہیں، پھر غلطی کی نشاندہی کس طرح کرتے ہیں؟ تو حضرت مولانا عمر صاحب پالنپوری رحمہ اللہ کا مقولہ سنایا کہ ''لوگ بچپن میں حافظ ہیں اور میں پچپن کا حافظ

ہوں''، اخیر عمر میں بینائی کمزور ہوگئی تھی، اس لئے دیگر کتب کے مطالعہ کے لئے خوردبین آلہ استعمال فرماتے تھے، لیکن قرآن کریم کی تلاوت کے لئے کبھی آلہ کا استعمال نہیں فرمایا، بلکہ ہر ہر لفظ پر انگلی رکھ کر تلاوت فرماتے۔

ایک مرتبہ آٹھواں پارہ پڑھ رہے تھے، جب آیت ﴿اُوْتِیَ رُسُلُ اللّٰهِ ط اَللّٰهُ اَعْلَمُ﴾ (سورۃ الانعام: آیت:) پر پہنچے، تو برجستہ مجھ سے فرمایا: یہ اسم اعظم ہے۔

ترجمۂ قرآن کریم سے بھی بڑا شغف تھا، ترجمہ ترنم سے پڑھتے، ایک مرتبہ میں نے سن کر عرض کیا حضرت آپ تو مولانا عبدالمجید ندیم (صاحب) ہوگئے، فرمایا: پڑھنے میں بڑا مزہ آتا ہے، چنانچہ مکمل ترجمہ حکیم الامت حضرت تھانوی کو تلاوت کے ساتھ حرفاً حرفاً پڑھا، جب ''درس قرآن'' کی تین جلدیں شائع ہوئیں تو روزانہ بعد نماز عشاء جامع مسجد میں مصلیوں کے سامنے ایک ایک درس سنا کر تینوں جلدوں کی تکمیل فرمائی۔

مطالعہ کے رسیا

مطالعہ کے بڑے شوقین تھے، کوئی کتاب یا رسالہ مل جائے از اول تا آخر حرف بحرف پڑھتے، اچھے مضامین پر نشان لگاتے، حضرت مفتی عباس بسم اللہ صاحب کے پاس جو رسائل آتے وہ حضرت کے یہاں بھیجتے، یہی حال میرا تھا اور بھائی میاں صاحب رحمہ اللہ کے پاس جو کتب و رسائل آتے وہ مطالعہ کے بعد میرے پاس روانہ فرماتے۔ کبھی کوئی ضخیم کتاب ہوتی تو میں عرض کرتا حضرت اس کو کب پڑھوں گا، تو فرماتے: نشان زدہ مقامات کا ضرور مطالعہ فرمالیں، یہی حاصل مطالعہ ہے۔

حضرت مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم کے یہاں تشریف لے جاتے تو فوراً سوال فرماتے حضرت کوئی نیا رسالہ؟ تو حضرت مفتی احمد صاحب اپنے خادم سے رسائل

دینے کا حکم فرماتے، اور ارشاد فرماتے: بھائی میاں مطالعہ ہی نہیں فرماتے بلکہ اس کو چاٹ جاتے ہیں۔

اگر کسی مدرسہ میں تشریف لے جاتے تو یہ سوال ضرور فرماتے: کوئی نئ کتاب؟ اگر ہوتی تو فوراً طلب فرماتے، ہمیں کہیں جانا ہوتا تو اس کی ضرور تاکید فرماتے کہ وہاں کوئی نئ کتاب چھپی ہو تو لے آئیں، چنانچہ ہم وہاں جاتے اور کوئی نئ کتاب ملتی تو ہم ان الفاظ میں تشکیل کرتے کہ آپ یہ کتاب ایک ایسے شخص کو دے رہے ہیں، جن کے مطالعہ کی وجہ سے آپ کی کتاب کی مکمل قیمت وصول ہو جائے گی۔

مشہور خطباء کو اپنی تقاریر منظر عام پر لانے کی رغبت دلاتے اور ملاقات پر بار بار تذکرہ فرماتے، چنانچہ مولانا قاری رشید احمد صاحب اجمیری دامت برکاتہم جب بھی ملتے تو ایک ہی درخواست: آپ کے خطبات چھپے نہیں؟ قاری صاحب جواب دیتے: ابھی چھُپ گئے ہیں، جب چھپیں گے تو آپ تک پہنچ جائیں گے۔ مفتی کلیم صاحب مدظلہ نے فرمایا کہ: ’’ضرب کلیم‘‘ جلد ثانی کا بار بار اصرار رہتا، انتقال سے چار دن پہلے میں نے یہ کتاب بھیجی نہ معلوم مطالعہ کر پائے یا نہیں؟ مفتی محمود بارڈولی صاحب سے بھی ’’خطبات محمودؔ‘‘ کے بارے میں مسلسل تقاضا رہتا، چنانچہ مفتی صاحب فرماتے ہیں: میرا یہ معمول ہو گیا تھا کہ جب کبھی کتاب چھپتی تو بھائی میاں صاحب رحمہ اللہ، مولانا بشیر دیوان صاحب، اور قاری عبدالحق صاحب کو فوراً روانہ کرتا ہوں۔

حکمت بھرے اشعار کے دلدادہ

نصیحت آموز اشعار پڑھنے کا بڑا شوق تھا، اچھے اشعار اپنی کاپی میں نوٹ فرماتے، جب لکھنے سے معذور ہو گئے تو نشان لگا کر میرے پاس روانہ فرما دیتے کہ ان اشعار کو نوٹ

فرمالیں،لذت کان ودھن کے لئے آپ بھی چنداشعار ملاحظہ فرمائیں۔

قبر پران کی پہنچ کر فاتحہ خوانی کریں فاتحہ پڑھ کرہم اپنے دل کونورانی کریں

جسم تو خاک ہے خاک میں مل جائے گا

میں بہر حال کتابوں میں ملوں گا

چل چل کے پھٹ چکے ہے قدم اس کے باوجود

اب تک وہیں کھڑا ہوں جہاں سے چلا تھا میں

تیرے محبوب کی یارب شباہت لے کے آیا ہوں

حقیقت اس کوتو کردے میں صورت لے کے آیا ہوں

میری زباں وقلم سے کسی کا دل نہ دکھے کسی کوشکوہ نہ ہوزیرآسماں مجھ سے

کس قدرآپ کی آمد کا یقین تھا دل کو ہونٹ بے چین ہے اظہارتشکر کے لئے

یادرکھنا کہ مسجد کہیں اداس نہ ہو یہ انتظار میں رہتی ہے ہراذان کے بعد

نہ تھی برائیوں پے جب اپنی نظر رہے دیکھتے اوروں کے عیب وہنر

پڑی جب اپنی برائیوں پےنظر تو جہاں میں کوئی برانہ رہا

ہرآنکھ آج اس کے لئے اشک بار ہے شمس وقمراداس، فضاسوگوار ہے

جنت کاراستہ بتا تا ہوں دوستو میں چاہتا ہوں آپ دوزخ میں نہ جائیں

مرجائیں توبڑھ جاتی ہے انساں کی ہمت زندہ رہے توجینے کی سزادیتی ہے دنیا

لوآج وہ بھی خادم قوم وملت رخصت ہوا روشنی پاتی تھی جس سے بزم عرفاں اٹھ گیا

جانے والے تیری الفت تیری عظمت کوسلام ذہن میں تازہ رہے گی تیری نیکی تیراپیار

کل کوکہتے تھے کہ بستر سے اٹھنے کی تاب نہیں آج دنیا سے چلے جانے کی طاقت آگئی

حیات جس کی امانت تھی اس کو سونپ دی میں آج چین سے سوتا ہوں پاؤں پھیلا کر
جانے والے تیری یاد جب بھی آئیگی آنکھوں پر ہمیں خون کے آنسوں رلائیگی
زندگی چاہیئے خوشبوں کی طرح جو دکھائی نہ دے پر اثر چھوڑ دے

فارسی اشعار کے بھی بڑے دلدادہ تھے اور ترنم سے پڑھتے تھے، مولانا رومی رحمہ اللہ کے اشعار تو زبان زد تھے، حضرت مولانا رفیق احمد صاحب بروڈوی مدظلہ اور حضرت قاری رشید احمد صاحب اجمیری مدظلہ کے بیان میں خاص طور سے تشریف لے جاتے اور اشعار کی فرمائش فرماتے اور پھر ان اشعار کو سن کر جھوم جاتے تھے۔

پانی پر دم کرنے سے چیونٹیوں کا غائب ہو جانا

ایک مرتبہ رمضان المبارک میں عشاء کی نماز کے بعد تراویح شروع ہونے والی تھی، مصلیوں نے کہا: پوری مسجد میں چیونٹیاں بہت ہیں، باہر صحن میں تراویح پڑھ لیں، تو بھائی میاں صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: کیا ہوا؟ میں نے کہا: چیونٹیاں بہت ہیں، فرمایا ایک گلاس میں پانی لے آؤ، پانی پر دم کر کے فرمایا: اس کو چھڑک دو، مؤذن نے وہ پانی چھڑک دیا، چھڑکتے ہی وہ ساری چیونٹیاں غائب ہوگئیں، مؤذن صاحب بار بار دیکھ رہے ہیں کہ وہ ساری چیونٹیاں گئی کہاں؟ پھر مسجد میں تراویح شروع ہوگئی، دوسرے دن میں نے کہا: اب تو آپ کی کرامت ظاہر ہوگئی، اب تو اپنے آپ کو ولی مان لیجئے، تو فرمایا کوئی کرامت نہیں ہے، قرآن کریم کی یہ آیت ﴿قَالَتْ نَمْلَةٌ يٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ﴾ (سورۃ النمل: آیت:۱۸) ذہن میں آئی اور میں نے پڑھ کر دم کر دیا۔

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے
کہ دانہ خاک میں ملکر گل گلزار ہوتا ہے

ہمدردی کا عجیب جذبہ

ایک مرتبہ ہم ظہر کی نماز کے لئے مسجد آرہے تھے، ایک آدمی پینٹ پہنے اور شرٹ ہاتھ میں لئے راستے میں پڑا ہوا تھا، آنے جانے والے یوں کہہ رہے تھے کہ شراب پی کر نشے میں پڑا ہوا ہے، ہم ظہر کی نماز سے فارغ ہوکر نکلے تو دیکھا کہ بدستور پڑا ہوا ہے، بھائی میاں صاحب رحمہ اللہ نے پوچھا یہ کیوں پڑا ہے؟ اس کو اٹھاؤ، تو ہم نے جگایا، وہ شراب پیا ہوا نہیں تھا، اس کے منہ سے بدبو نہیں آرہی تھی، اس سے پوچھا تو کیوں پڑا ہوا ہے؟ اس نے جواب دیا دو دن سے بھوکا ہوں، چکر آنے کی وجہ سے گر گیا تو حضرت شرٹ پہنا کر اپنے گھر لے گئے، کھانا کھلایا، کھانے کے بعد اسی برتن میں ہاتھ دھویا، حضرت نے ادب بتایا، معلوم ہوا وہ تو غیر مسلم ہے، بڑی بڑی آنکھوں سے دیکھنے لگا اور ایک دم اٹھ کر چل دیا۔

ویسے مہمان نوازی اور نو وارد مسافر کی خبر گیری ان کی عادت ثانیہ بن چکی تھی، روزانہ بعد نماز ظہر دیکھتے کیا کوئی مسافر ہے؟ اگر ہوتا تو گھر لے جا کر کھانا کھلاتے۔ ایک مرتبہ ایک اجنبی نے بعد نماز اعلان کیا کہ میں بھوکا ہوں کوئی تو خبر لے، تو موجود مصلیوں نے کہا آج بھائی میاں نہیں ہیں ورنہ یہ نوبت نہ آتی۔

ایک مرتبہ مولانا یونس ابن قاری بندہ الٰہی صاحب دامت برکاتہم بعد نماز عصر ملاقات کے لئے تشریف لائے، عجلت میں تھے فرمایا: بھائی میاں! آپ سے ملاقات کے لئے آیا ہوں، انگلینڈ کا سفر ہے دعا فرمائیں، تو چائے پر بہت زیادہ اصرار کرنے لگے، تو مولانا نے فرمایا: بھائی میاں ملک الموت ہیں پکڑتے تو چھوڑتے ہی نہیں۔

دنیا سے بے رغبتی کی نادر مثال

جناب سعید بھائی گھرڈا حضرت بھائی میاں صاحب رحمہ اللہ کے بڑے قدردان

اور دل وجان سے خدمت کے لئے تیار رہتے تھے، اکثر زکوۃ وصدقات وغیرہ کی رقم تقسیم کے لئے مرحمت فرماتے تھے، ایک مرتبہ فرمایا: للّٰہ بھی کچھ دے دیا کریں، ایک مرتبہ سعید بھائی نے دو ہزار روپے دیئے کہ یہ بھائی میاں صاحب کو پہونچادیں، میں نے پہنچادیئے، حضرت نے وہ رقم جیب میں رکھ لی، رقم کا کچھ حصہ اوپر تھا میں نے کہا اندر کر لیجئے باہر نکل جائے گی، تو حضرت بھائی میاں صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ ہے ہی نکلنے کے لئے، تھوڑی دیر میں ایک صاحب آئے اور زاروقطار رونے لگے، حضرت نے خیریت پوچھی تو اس نے کہا کہ: میری ماں بہت بیمار ہے، اور ہسپتال میں داخل ہے، مجھے دو ہزار روپے کی ضرورت ہے، جیب سے وہ دو ہزار روپے نکال کر دیئے اور فرمایا کہ: یہ لیجئے اللہ نے آپ کے لئے ہی بھیجا ہے۔

خلاف شرع کاموں سے نفرت

فوٹو سے بڑی نفرت تھی، بمبئی سے ایک رسالہ نکلتا ہے ''البلاغ'' اس کے مضامین بڑے اچھے ہوتے ہیں، بھائی میاں صاحب رحمہ اللہ بمبئی آنے جانے والوں سے وہ رسالہ منگواتے، لیکن اس میں پروگرام کی کافی تصویریں چھپی ہوتی تھی، ایک مرتبہ مدیر کو خط لکھا کہ آپ کا رسالہ تو بہت عمدہ ہے، لیکن تصاویر کی وجہ سے طبیعت مکدر ہو جاتی ہے، اس خط کا مدیر پر اتنا اثر پڑا کہ تصاویر کا چھپنا بند ہو گیا۔

ایک مرتبہ جناب سعید بھائی گھرڈا انگلینڈ سے تشریف لائے ہوئے تھے، فون آیا کے شام چار بجے کہیں جانا ہے، بھائی میاں صاحب رحمہ اللہ کو کہہ دیں کہ عمامہ وغیرہ پہن کر تیار رہیں، رکشہ لیکر آتا ہوں، وقت مقررہ پر رکشہ کے بجائے کار لیکر آئے، بھائی میاں صاحب ماشاء اللہ عمامہ وغیرہ زیب تن فرما کر پہلے سے کار میں تشریف فرما تھے، ہم کار میں بیٹھ کر ندی

پر گئے، وہاں میاں قبرستان ہے سعید بھائی ہمیں کار میں چھوڑ کر باہر گئے، تھوڑی دیر بعد آئے تو بھائی میاں کار میں سو رہے تھے، سعید بھائی نے کہا موقع اچھا ہے، آج ہم بھائی میاں کی تصویر لے لیں، ابھی لینے کی تیاری ہی کر رہے تھے کہ ایک دم سے بیدار ہو گئے، اور فوٹو نہیں لے سکے، وہاں سے ہم ''حلیمہ اسکول'' میں گئے، اسکول کا معائنہ کیا عصر کا وقت ہو گیا، نماز پڑھی اور بھائی میاں صاحب اکیلے باہر نکلے، سعید بھائی نے سوچا اس موقع پر تصویر لے لیں، ابھی سوچ ہی رہے تھے کہ طلبہ دوڑتے ہوئے آئے اور بھائی میاں کو چاروں طرف سے گھیر لیا، سعید بھائی نے کہا کہ: واقعۃً یہ اللہ کا ولی ہے، ہم ان کی تصویر نہیں لے سکتے، سعید بھائی ہمیشہ ان کے لئے چاکلیٹ لاتے تھے، انتقال کے بعد فون آیا قاری صاحب پارسل اب بھی تیار ہے، لیکن اب وہ رونقیں چلی گئیں، لاجپور آؤں گا تو اپنے دل کو کیسے سنبھال پاؤں گا، اس لئے اب آنے کا جی نہیں چاہتا ہے۔

اس سادگی پر کون نہ مر جائے

حضرت مولانا ابرار صاحب دھلیوی رحمہ اللہ لاجپور بھائی میاں صاحب کے گھر تشریف لائے اور بلا تکلف فرمایا: مجھے نہانا ہے، حضرت نے نہانے کا سامان رکھا اور مولانا کو اطلاع دی، مولانا تشریف لائے تو فرمایا: اوپر کا نل یعنی شاور نہیں ہے؟ بھائی میاں صاحب نے معذرت کی، مولانا نے فرمایا: پائپ لے آئیں، بھائی میاں صاحب نے پائپ لاکر براہ راست ٹنکی سے جوڑ کر اوپر لٹکا دیا، مولانا خوش ہو گئے، مگر فرمایا: اس کو بند کیسے کریں گے؟ تو بھائی میاں نے برجستہ جواب دیا، فکر نہ کریں، ٹنکی خالی ہوتے ہی خود بخود بند ہو جائے گا، یہ سن کر مولانا بھی ہنس پڑے۔

تبلیغی جماعت کی قدردانی

ہر جمعرات کو سورت مرکز میں جانے کا معمول تھا، جناب عبدالصمد بھائی اپنی موٹر سائکل پر لے جاتے تھے، اور واپسی میں ادھنا دروازہ (سورت کے قریب ایک جگہ) کے پاس کھڑے ہو جاتے، کوئی سواری ملتی اس میں گھر تشریف لاتے، ایک مرتبہ سواری کے انتظار میں کھڑے تھے، اچانک ایک جیپ آئی، اس جیپ کو دیکھ کر سب ادھر ادھر بھاگنے لگے، میں سوچنے لگا یہ جیپ والا کون ہے، اور لوگ کیوں بھاگ رہے ہیں؟ اتنے میں اندر سے ایک صاحب اترے اور پوچھنے لگے بڑے میاں! آپ کون ہیں؟ میں نے اپنا نام بتایا، نام سننا تھا کہ وہ لپٹ گئے اور کہنے لگے مجھے پہچانا؟ میں حیدر علی سید پولیس افسر ہوں، اور رکشہ والے کو حکم دیا کہ ان کو لاجپور پہونچاؤ، رکشہ والے نے مجھے گھر پہنچا دیا، کرایہ دینے لگا تو انکار کر دیا کہ بڑے صاحب کا حکم ہے، بہت اصرار کے بعد دس روپے لئے۔

جامع مسجد لاجپور میں جب بھی تبلیغی اجتماع ہوتا تو اندر بیٹھتے نہیں تھے، بلکہ اکثر پانی کے کولر کے پاس بیٹھ جاتے، اور گلاس میں پانی بھر بھر کر لوگوں کو پلاتے، کبھی حوض سے پانی بھر کر لوٹے میں رکھتے، کبھی زور سے اعلان فرماتے کہ کسی کو چائے کا تقاضا ہے، ذمہ دار حضرات منع کرتے کہ بھائی میاں! آپ معزز و محترم ہیں، اندر تشریف رکھئے، تو فرماتے: میں اتنا تو کرسکتا ہوں۔

حضرت کی وفات کے بعد جامع مسجد لاجپور میں حج میں جانے والوں کا جوڑ رکھا گیا تھا، جس میں سورت کے ذمہ دار حضرات، خاص طور پر جناب خالد بھائی منیار، حافظ زبیر صاحب منیار، اور مولانا یاسین صاحب تشریف لائے، پروگرام ختم ہونے کے بعد ارشاد فرمایا: آج احساس ہوا کہ بھائی میاں صاحب کے انتقال کے بعد ہم یتیم ہو گئے۔

جامع نصیحت

جب بھی کوئی نصیحت کی درخواست کرتا تو پہلے فرماتے: میں خود نصیحت کا محتاج ہوں، پھر دو نصیحتیں فرماتے: نمازوں کا اہتمام اور قرآن کی تلاوت ،اور حوالہ دیتے تھے حضرت مولانا اجمیری صاحب رحمہ اللہ کا کہ حضرت بھی یہی نصیحت فرماتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت مولانا کفایت اللہ صاحب پالنپوری رحمہ اللہ لاجپور تشریف لائے عشاء کی نماز ادا فرمائی، نماز کے بعد بھائی میاں صاحب نے بیان کا اعلان فرما دیا، تو مفتی صاحب جب سنن وغیرہ سے فارغ ہوئے تو فرمایا میں تو تھکا ہوا ہوں لیکن ایک دو بات سنا دیتا ہوں، جب میں کسی گاؤں میں جاتا ہوں تو اس گاؤں کے مردوں کو ایصال ثواب کرتا ہوں، کیونکہ یہ زیادہ مستحق ہیں، بس اسی وقت سے بھائی میاں صاحب رحمہ اللہ کا یہ معمول ہو گیا تھا کہ جب کسی گاؤں میں جاتے تو اس گاؤں کے مردوں کو ایصال ثواب کرتے۔

نیند پر قابو

حضرت بھائی میاں صاحب کی نیند اختیاری ہوگئی تھی، جب چاہتے سو جاتے حتی کہ موٹر سائکل پر بھی پیچھے بیٹھے بیٹھے سو جاتے ،حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم فرماتے تھے کہ: آپ کی نیند قابل رشک ہے۔

محبوب استاذ کے در پر روزانہ کی حاضری

والد محترم حضرت مولانا عبد القدوس صاحب رحمہ اللہ سے بڑا گہرا تعلق تھا، ایک دوسرے کے مونس وغم خوار تھے، روزانہ صبح نو بجے تشریف لاتے اور جیسے ہی دروازہ کھٹکھٹاتے تو والد صاحب اندر سے آواز دیتے آؤ آؤ بھائی میاں، بھائی میاں فرماتے:

آپ تو بڑے کشف وکرامت والے ہیں، سلام سے قبل ہی پہچان لیتے ہیں کون آیا ہے، تو والد صاحب فرماتے: نو بجے آپ کے علاوہ کوئی آتا نہیں، پھر تاج محل چائے کی چسکی لیتے اور دیر تک گفتگو فرماتے، کبھی والد صاحب سورت سے کوئی مٹھائی لاتے تو بھائی میاں کو چکھاتے اور پوچھتے کیسی لگی؟ پسند آنے پر مرحمت فرماتے کہ آپ کے لئے بھی لایا ہوں، کہیں جانا ہوتا تو دونوں ساتھ تشریف لے جاتے، اور فرماتے یہ میرے دستگیر ہیں، بھائی میاں صاحب جواب دیتے یہاں ہاتھ دیا ہے، تو وہاں بھی ہاتھ دیجئے گا، اور فرماتے: حضرت مفتی محمود صاحب گنگوہی رحمہ اللہ ایک مرتبہ حضرت مفتی سید عبد الرحیم صاحب لاجپوری رحمہ اللہ کے یہاں تشریف لائے اور جب رخصت ہونے لگے تو مفتی محمود صاحب رحمہ اللہ نے مفتی سید عبد الرحیم صاحب کا ہاتھ پکڑا تو فورا مفتی سید عبد الرحیم صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: یہاں ہاتھ پکڑا ہے تو وہاں بھی ہاتھ پکڑیئے گا، مفتی محمود صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: دیکھئے وہاں کون کس کا ہاتھ پکڑتا ہے۔

والد مرحوم کے ساتھ بھائی میاں صاحب اکثر حضرت سید مفتی عبدالرحیم صاحب رحمہ اللہ سے ملنے تشریف لے جایا کرتے تھے، جب بھی تشریف لے جاتے تو پہلے مل کر تینوں بہت روتے تھے، پھر باتیں ہوتی اور کھانا بھی وہیں ہوتا، حضرت والد صاحب فرماتے: بھائی میاں میں تو ہوٹل میں آپ کو بریانی کھلانے والا تھا، لیکن یہاں برکتی کھانا مل گیا، جب والد صاحب کا انتقال ہوا تو اتنا صدمہ ہوا کہ گم صم ہو گئے، پھر ایک دن تشریف لا کر فرمانے لگے: جتنے تعزیتی خطوط آئے ہیں ان کو ایک فائل میں جمع کریں اس کے بعد کتابی شکل میں ان کو شائع کر دیا جائے گا، اس سلسلہ میں مفتی رشید احمد اور مفتی دبیر عالم صاحبان سے میں کہہ دوں گا، وہ آپ کا مکمل ساتھ دیں گے، میرے خواب وخیال میں بھی نہیں تھا کہ اس

طرح تنکا تنکا جمع ہوکر ''تذکرۂ عبد القدوس'' کے نام سے ایک اہم اور مفید کتاب شائع ہوگی، ٹھیک اسی طرح برادر مشفق حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب کی تقاریر کا مجموعہ جب تیار ہوا تو نام رکھنے کے لئے حضرت سے درخواست کی، فوراً ارشاد فرمایا: ''فیضان عبد الرؤف''اس نام کا بلا مبالغہ یہ اثر ہوا کہ پوری دنیا میں یہ کتاب پہنچ گئی، اور بڑے حوصلہ افزا فون آئے، نفع بخش پیغامات موصول ہوئے، فللّٰہ الحمد، اور چھپنے کے بعد سب سے پہلے حضرت کی خدمت میں پیش کی، ایک ہی نشست میں پوری کتاب پڑھ کر، ناشر ومرتب کو بہت ساری دعاؤں سے نوازا، خدا ان بزرگوں کی دعاؤں کو قبول فرمالے، آمین۔

والد مرحوم کو کئی مرتبہ خواب میں دیکھا، جب بھی دیکھتے تذکرہ فرماتے، ایک مرتبہ خواب دیکھا کہ میں والد محترم سے ملنے جارہا ہوں، لیکن مولانا عبد القدوس صاحب بڑی تیزی سے کہیں باہر جارہے ہیں، میں نے کہا: مولانا میں آپ سے ملنے آیا ہوں، تو فرمایا بیٹھئے میں ''سارا خالہ'' سے مل کر آرہا ہوں، سفید لباس میں ملبوس چل رہے تھے، جیسے نوجوان چلتے ہیں۔

ایک دفعہ دیکھا کہ میں مولانا کے گھر گیا، مولانا مغموم اور افسردہ بیٹھے ہیں، کچھ بول نہیں رہے ہیں، تھوڑی دیر بعد میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور گردن جھکالی، پھر مسکرائے، میں نے کہا: خیریت تو ہے، فرمایا: میں آپ کو لینے آیا ہوں۔

بے خودی کا ایک جملہ

حضرت قاری صالح صاحب جوگواڑی کو بھائی میاں صاحب سے بڑی بے تکلفی تھی، جامع مسجد لاجپور میں قاری صاحب نے تراویح پڑھائی، تراویح سے قبل روزانہ حضرت مفتی مرغوب احمد صاحب رحمہ اللہ کو دور سنانے گھر آیا کرتے، اس وقت بھائی میاں

صاحب سے مذاق بھی کر لیتے تھے، گزشتہ سال قاری صاحب بہت بیمار ہو گئے، زندگی سے مایوسی ہو چکی تھی، جب کچھ افاقہ ہوا اور گھر تشریف لائے تو بھائی میاں صاحب کو بہت یاد کرنے لگے کہ کسی طرح بھائی میاں صاحب کی زیارت ہو جائے، لیکن حضرت بھی نقاہت کی وجہ سے جوگواڑ نہیں جا سکتے تھے، جب کافی اصرار بڑھا تو بھائی میاں نے فرمایا: قاری صاحب کو جا کر کہو انشاء اللہ ہم دونوں کی ملاقات ہوگی، ملاقات سے پہلے نہ میں جانے والا ہوں اور نہ آپ، اب اللہ کی طرف سے انتظام دیکھئے، قاری صاحب کی طبیعت کافی بحال ہو گئی اور کینڈا جانا طے ہوا، جانے سے قبل ڈاکٹر کو ملنا تھا، لاجپور کے راستہ سے گزر رہے تھے، تو بھائی میاں صاحب سے ملنے ان کے گھر تشریف لائے، بھائی میاں صاحب کو جیسے بتایا تیزی سے نیچے اترے، ہم لوگ سہارا دیکر باہر لائے، اور گاڑی میں بیٹھے بیٹھے قاری صاحب سے ملاقات کی اس ملاقات کے بعد قاری صاحب ابھی کینڈا ائیر پورٹ پر اترے کہ بھائی میاں صاحب کا انتقال ہو گیا۔

ہر سو گونجی اذاں ہماری

ہر سال اعتکاف کا معمول تھا، اور عیدین کی رات میں تو پوری رات عبادت میں گزار کر فجر کی اذان اس سوز کے ساتھ دیتے تھے، کہ مرد و خواتین سب گوش بر آواز ہو جاتے، آج بھی احباب کے موبائلوں میں وہ اذان محفوظ ہے۔

دل کی آرزو دل میں

اخیر عمر میں دیوبند و سہارنپور اور مرکز کے علماء سے ملاقات کی بڑی آرزو و تمنا تھی، بار بار اس کا اظہار فرماتے، ایک مرتبہ جناب سعید بھائی گھرڈا نے مکمل تیاری فرمالی، اور ارادہ تھا کہ پہلے اشاعت العلوم اکل کوا کے علماء و مدیر محترم سے ملاقات ہو جائے، وہاں سے

واپسی پر دہلی، دیو بند وسہار نپور کے لئے عازم سفر ہوں گے، مگر اللہ کی مشیت کچھ اس طرح ہوئی کہ اکل کوا سے واپسی پر بھائی میاں صاحب بہت زیادہ علیل ہوگئے، جس کی بناء پر طبیعت بالکل نڈھال ہوگئی، ہم نے حضرت قاری اسماعیل بسم اللہ صاحب سے رابطہ قائم کر کے صورت حال سے آگاہ کیا، حضرت قاری صاحب نے فرمایا: اس حال میں اتنا لمبا سفر مناسب نہیں، بھائی میاں نے سن کر فرمایا: مجھے ان مقامات پر ضرور لے چلو اگر راستے میں موت آجائے تو وہیں دفن کر دینا، لیکن ہم لوگ ہمت ہار کر واپس لاجپور آگئے، اس طرح دل کی آرزو دل ہی میں رہ گئی۔

سبق پڑھ پھر صداقت کا

مدرسہ اسلامیہ میں ہم دونوں ایک ساتھ مدرس تھے، میں صدر تھا، جب بھائی میاں کی بینائی بہت کمزور ہوگئی تو استعفی پیش کر دیا، ٹرسٹی وذمہ دار حضرات نے بہت سمجھایا، تو حضرت نے فرمایا: جب مجھے نظر نہیں آتا تو میں کیسے کتاب پڑھا سکتا ہوں؟ اور کیسے تدریس کا حق ادا کر سکتا ہوں؟ ٹرسٹیوں نے دو مہینے شعبان ورمضان کی تنخواہ پیش کی، حضرت نے لینے سے انکار کر دیا کہ میں صرف شعبان کی تنخواہ کا مستحق ہوں، رمضان میں جب میں نے پڑھایا نہیں تو تنخواہ کس طرح لے سکتا ہوں؟ مگر جب ٹرسٹیوں نے نہیں مانا تو تنخواہ لے لی اور یہ کہہ کر واپس فرمادی کہ میری طرف سے للہ مدرسہ اسلامیہ میں جمع فرمادیں، اب کسی کو انکار کی کیا گنجائش تھی، لیکر جمع کر دی۔ پھر ظہر کی نماز سے میرے انتظار میں بیٹھے رہے، جب میں حاضر ہوا تو گلے مل کر رونے لگے اور فرمانے لگے: اتنے سالوں کی رفاقت میں کوئی غلطی ہوئی ہو تو معاف فرمادیں، یہ سن کر مجھ پر بھی رقت طاری ہوگئی، میں بھی زاروقطار رونے لگا۔ کہاں گیا وہ پیار بھرا کندھا اور کہاں ہے وہ گلاب کے پنکھڑیوں کی

طرح نرم ونازک الفاظ میں گفتگو کرنے والے؟ آج بھی جب وہ منظر یاد آتا ہے تو اپنے آپ پر قابو پانا مشکل ہو جاتا ہے، مدرسہ میں بڑی پابندی سے حاضر ہوتے، کبھی کہیں جانا ہوتا تو پانچ منٹ کے لئے پہلے مدرسہ تشریف لاتے، پھر کہیں جاتے، ہم نے وجہ پوچھی، تو فرمایا: ایک اپاہج بچہ ہے وہ میرے لئے مدرسہ آتا ہے وہ آئے اور میں کہیں چلا جاؤں مجھے شرم آتی ہے، اس لئے سبق دیکر پھر کہیں جاتا ہوں۔

ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم

مدرسہ کے اوقات سے فارغ ہوکر بستی والوں کی خبر گیری کے لئے ہر روز الگ الگ محلّہ میں تشریف لے جاتے، کسی کی عیادت، کسی کی تعزیت، تو کسی کی خبر گیری، یہ روزمرہ کا معمول تھا، چنانچہ وقت مقررہ پر سبھی محلّہ والے انتظار کرتے، کسی مسلم کا گھر بہت دور غیر مسلم محلّہ میں ہوتا وہاں بھی حاضر ہوکر ان کی خبر خیریت معلوم کرتے، خوشی میں وہ گھر والا کہتا، بھائی میاں صاحب کے علاوہ ہمارے یہاں کوئی نہیں آتا۔ کتنی باتوں کو بیان کیا جائے، کتنی یادیں سپرد قلم کی جائیں ع

سفینہ چاہئے اس بحر بے کراں کے لئے

آج وہ گھر سونا، وہ در خالی، وہ جامع مسجد کا کونہ کسی کی آمد کا منتظر، جانے والے تیری عظمت کو سلام۔ خدا غریق رحمت فرمائے ع

بڑی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

آہ! حضرت

بھائی میاں صاحب

مولانا رشید احمد صاحب اجمیری مدظلہم

کھو کے اپنی بزم سے اہل میخانہ تجھے مدتوں تڑپا کرینگے جام و پیمانہ تجھے

قصبہ لاجپور اپنے نامور علماء کرام کی وجہ سے، اور علماء دوستی کی وجہ سے صوبہ گجرات نہیں بلکہ عالمی پیمانے پر شہرت یافتہ ہے، پھر اس کے باشندے بیرونی ممالک میں بھی آباد ہیں، اور ان کی وجہ سے وہاں بھی یہ معروف قصبہ ہے، پھر ان باشندگان میں بھی نامور علماء ہیں جنہوں نے ہمہ جہتی دینی خدمات سے اس قصبہ کے نام کو زندہ وتابندہ رکھا ہے۔

بچپن سے ہمارے والد مرحوم کی اس علاقے سے اور باشندگان سے اور یہاں کے احباب جن میں اکثر علماء کرام ہیں دیرینہ تعلق رہا، اس لئے اس گاؤں کو ہم جانتے تھے۔

ارے! توبہ اتنی قریبی نسبت ذکر نہ کروں تو میں بڑا بدنصیب اور احسان فراموش کہلاؤں گا کہ میرے مربی اور معلم کبیر' عالم شہیر' وقار سادات' جامع الخیرات' فقیہ الزمن' امام دوران حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوری رحمہ اللہ جیسی عظیم المرتبت شخصیت کی نسبت اس قصبہ سے مربوط ہے، آنکھ کھولنے کے بعد ہوش سنبھالنے کے بعد سے حضرت کے دیدار اور علمی گفتار سے فیض یاب رہا، عجیب بات یہ کہ میرے والد مرحوم کا نکاح بھی حضرت نے پڑھایا، میرے والد ماجد کو بارہا حضرت کے یہاں جاتے آتے دیکھا، اور بارہا حضرت کی زبانی اور میرے والد صاحب کی زبانی جن بزرگ کا ذکر سنا وہ تھے بھائی میاں صاحب، پھر بارہا غریب خانہ پر اور حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کے یہاں ان کی آمدرفت دیکھی اور بے تکلف گفتگو سننے کا موقع رہا، بلکہ حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم صاحب رحمہ اللہ کی زبانی ان کے والد بزرگوار کی عظیم شخصیت کا زبردست تعارف سنا۔ پھر طالب علمی کے زمانہ میں جماعت میں جانا ہوا تو لاجپور کا رخ ملا، وہاں حضرت سے مزید واقفیت ہوئی، انہیں دعوت کے کام میں سرگرم پایا، جماعتوں کو اکثر دعوت

دیتے ان سے کام بھی لیتے اور ہمہ جہتی تعاون فرماتے، بلکہ ساتھیوں کی تربیت بھی فرماتے، جمعہ کا روز تھا ہماری بھی دعوت فرمائی، دسترخوان سادہ اور بے تکلف رہتا تھا۔ پھر ہماری ہمشیرہ مرحومہ لاجپور قیام پزیر ہوئی تو والد مرحوم اکثر احقر کو لیکر لاجپور جاتے، واپسی میں مرحوم حضرت بھائی میاں صاحب سے ملاقات ضرور رہتی، اگر مرحوم کو پتہ چلتا تو افتاں وخیزاں چلے آتے، دعوت بھی فرماتے، کبھی احقر کو تنہا خبر پرسی کے لئے لاجپور بھیجا جاتا تو خصوصی طور پر ہدایت رہتی کہ بھائی میاں صاحب سے ضرور ملاقات کی جائے اور دعاء و سلام کئے بغیر واپسی نہ ہو، اس دوران مرحوم کی سادگی' بے تکلفی' انکساری' تواضع اور اخلاص دیکھنے کو ملا، بلکہ اپنے چھوٹوں کے ساتھ کس طرح ملا جاتا ہے' ان کی دلداری کیسے کی جاتی ہے' اس کے اسباق سامنے آئے، پھر ہمیشہ جب تک رہیں ہمیشہ ان کے بچوں کی خیریت معلوم کرنا، اور مختلف نوعیت سے ان کی ضرورتوں کو پورا کرنے کا اہتمام رہا، یہ تمام کام حضرت بڑی خاموشی سے اور گمنامی کے ساتھ فرماتے، یہ محبتوں کا سلسلہ تادم حیات حضرت نے بلاکسی تغیر کے جاری رکھا، بلکہ جب بھی جانا ہوا ہمیشہ ہمشیرہ مرحومہ کے بچوں کی خیریت ضرور معلوم فرماتے رہے، یہاں تک کہ رشید کے بارے میں بھی آخری وقت تک فکر مند رہے، بلکہ ایک بچی کا تو پیغام بھی لائے اور نکاح بھی خود ہی نے پڑھایا۔

چھوٹوں کی حوصلہ افزائی

اہل اللہ کے کمالات میں ایک بات یہ بھی خوب دیکھی گئی کہ ابھرتے ہوئے نو خیز علماء کی حوصلہ افزائی ہو، ان سے احساس کمتری کو نکالا جائے، ان کو مواقع فراہم کئے جائیں اور انہیں اپنا بنا کر حکمت اور محبت کے ساتھ رہنمائی کی جائے، حضرت میں یہ وصف کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا پایا، کئی طلباء کو پڑھنے کی رغبت دلائی، مطالعہ کا ذوق ان میں بیدار کیا، آگے

بڑھایا۔ خود ان کی تقاریر رکھی، اور ان کی تحریر کو سنوارا، خود ان کے بیانات میں موجود رہے، اور بیان کے بعد بھی ان کی حوصلہ افزائی فرمائی، احقر دیکھ رہا ہے کہ ان کی توجہ سے کتنے بندے کام کے بن گئے۔

دوسرا ایک عجیب وصف یہ کہ ہر ایک کے لئے ان کے ہاتھ دعاؤں کے واسطے اٹھتے دیکھے، دل کھول کر ہمیشہ دعائیں دیتے تھے، کوئی بخل اس سلسلے میں نہ تھا۔ لوگ گاؤں میں اور باہر دعاؤں کے لئے بلاتے اور آپ بے تکلف چلے جاتے، کسی کی خوبیاں ہمیشہ قریب رہا ہوا شخص ہی زیادہ بیان کرسکتا ہے، جب دور رہنے والے یہ خوبیاں محسوس کرتے ہیں تو مقرب تو زیادہ بیان کرسکیں گے۔ بار بار حضرت مرحوم سے ملاقات رہی گفت وشنید رہی، لیکن نہ اپنی بیماری کا شکوہ کرتے دیکھا نہ کسی اور کی شکایت سنی، اور غیبت کا تو ان کی مجلس میں گزر ہی نہیں تھا، یا تو بزرگوں کی باتیں سناتے اور مجلس کو باغ و بہار کردیتے یا میرے والد صاحب اور حضرت مفتی صاحب کا ذکر چھیڑتے، اور بڑے مزے لے لے کر ان کا تذکرہ کرتے، ان کو اہل اللہ سے کیا عقیدت تھی اس کا انداز وہی لگا سکتا ہے جس نے حضرت کی باتیں سنی ہو یا ایک مجلس میسر آئی ہو، ورنہ اکثر کچھ دیر اچھی گفتگو کے بعد پٹری سے گاڑی اتر کر غیبت کی عمیق گڑھے میں چلنا اور لوگوں کو لے ڈوبنا شروع کردیتی ہے۔

من جملہ اوصاف عالیہ میں کسر نفسی اور عاجزی اپنی انتہا پر تھی، یہاں تک کہ چھوٹوں سے اس طرح ملتے کہ اپنا مرتبہ بھی بھول جاتے، بلکہ انکی فروتنی سے کوئی مبتدی دھوکہ کھا کر اپنے آپ کو بڑا سمجھنا شروع کر بیٹھتا، اور بڑے تو یہ ادا دیکھ کر عش عش کرنے لگتے اور کہتے کہ عاجزی تو بڑوں کے یہاں سنی اور مرحوم کے یہاں اس کا مشاہدہ ہوا۔

مثنوی شریف سے بڑا شغف تھا، اور فارسی سے خاصی مناسبت تھی، اکثر احقر کی تقریر

سننے کی وجہ یہ بتاتے کہ تیری مثنوی اور فارسی اشعار سننے آتا ہوں، احقر کے پاس حضرت کے چھوٹے چھوٹے بہت سے رسائل جو خود عنایت فرماتے تھے یا کسی کے ہاتھوں ارسال فرماتے تھے، جن میں مختلف اوراد' کہیں بزرگوں کے ملفوظات' کہیں ان کے مخطوطات وغیرہ ہوتے، اور جو اس ذوق کے لوگ کچھ کام کر رہے ہوتے ان کو بھی حوصلہ دیتے، وقتاً فوقتاً دریافت فرماتے کہ مزید کچھ کام کیا یا نہیں؟ مثلاً احقر سے اکثر پوچھتے کہ والد صاحب کے کچھ مزید حالات لکھے؟ خطبات کتنی جلدیں آئیں؟ جب بھیجتا تو فرماتے رات کو پوری کتاب دیکھ کر ہی سونا ہوا، نئی جلد جلد بھیج دیجئے، اور وہ ملتے ہی دعاؤں کا سلسلہ شروع ہو جاتا۔

ذوق مطالعہ......روحانی غذا اور قوت روحانی

بینائی کمزور ہو جانے کے باوجود اور طویل علالت کے باوجود دن رات کتب بینی کا سلسلہ جاری رہتا، اور فرماتے تھے جب تک کوئی کتاب نہ دیکھ لوں نیند نہیں آتی، تاریخ لاجپور بہت تفصیل سے سناتے، بلوری شیشہ لگا کر بھی کتب کا مطالعہ فرماتے۔

عرصۂ دراز سے تقلیل طعام پر عمل تھا، پھر ہوتے ہوتے یہ بھی سیال غذا میں تبدیل ہو گیا صرف ایک پیالہ سیال مشروب پر اکتفا فرماتے، لیکن پھر بھی طبیعت حشاش و بشاش رہتی ،اس کا کوئی شکوہ نہ تھا، اللہ والوں کا عالم یہ ہوتا ہے'' الحمد للہ علی کل حال '' حضرت اس کے سچے مصداق تھے، اتنی قلیل غذا کے باوجود نمازوں اور سنن کی پابندی، تہجد کا اہتمام، مسجد کی ہر وقت کی حاضری کرامت سے کم نہیں۔

ایک ہی طرز اور ایک ہی روش

جب سے حضرت بھائی میاں صاحب کو دیکھا اور جب تک دیکھا ایک ہی طرز ایک ہی

روش ایک ہی سادہ انداز، مسلک حق ومشرب دیوبند سے سرمو انحراف اور تغیر نہ پایا، ہر وقت وہی باتیں، ہر آن وہی ملنا جلنا جو جوانی اور تندرستی میں تھا، بڑھاپے اور امراض میں وہی رہا۔ ہمارے اسلاف کا بھی طرز رہا، پہلے دن جو عقیدہ جو طرز جو انداز موت تک اسی پر برقرار رہتے۔ ع آپ کی استقامت پر ہزاروں سلام

اولاد واحفاد

جس نے دوسروں کی اولاد کو کام کی بنانے میں ایڑی چوٹی کا زور صرف کیا ہو اور مسخام کو کندن بنایا ہو، اور جنس اغیار کے لئے اخیار کی طرح بے ساختہ دعائیں کی ہوں، کیا رب ذوالجلال اس کی اولاد کو محروم فرماتا؟ آپکی شاندار اور جاندار تربیت اور آہ سحر گاہی کا اثر اولاد میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ ورنہ اکثر بڑوں کی اولاد کی حالت تشویش ناک ہو جاتی ہے لیکن احقر نے حضرت کے دو ہیرے کی طرف تابناک اور حق میں بے باق اولاد کو دیکھا ہے جنہوں نے اپنے خاندان کی علمی میراث اور یادگار کو نہ صرف تابندہ رکھا ہے بلکہ شمع فروزاں کی طرح روشن ہو کر کئی چراغ جلاتے ہیں۔ برطانیہ کی سرزمین پر حضرت مولانا مرغوب احمد صاحب جنہوں نے اپنی تحریر و تصنیف کی جادوگری سے ایک دنیا کو مسخر کیا ہے۔ اور بھرپور مستفیض کیا ہے تا آنکہ یہ سلسلہ جاری ہے جو ہمارے حضرت کی زندہ یادگار ہے۔ تو دوسرے سپوت مفتی رشید احمد صاحب جو کفلیتہ میں نائب شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہیں، اور جامع لاجپور کے حق گو خطیب شہیر ہیں، تو دوسری طرف منصب افتاء کی زینت بنے ہوئے ہیں، اور اہل بستی کی علمی تشنگی بجھانے میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالی مرحوم کی بے انتہا مغفرت فرمائیں، اور اعلی علیین میں بہترین مقام نصیب فرمائے۔

آسمان تیری لحد پر شبنم اُفشانی کرے اور سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

ایک چراغ اور بجھا

مولانا رشید احمد صاحب اجمیری مدظلہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انت انت انت

دوران سفر ٹورنٹوں میں اچانک ایک جانکاہ خبر نے لرزہ براندام کردیا۔ عزیزم شبیر بھائی خرچ کا فون آیا اوراس نے نہ صرف مجھے بلکہ وہاں موجود تمام ہی حضرات کو ہلا دیا۔ خبر یہ تھی کہ لاجپور کے خدارسیدہ اور نیک دل انسان اور بزرگوں کے صحیح جانشیں بھائی میاں صاحب مرحوم ہوگئے۔ ۱۷ر رمضان کو وصال ہوا۔

سوچتا رہا اس بزرگ شخصیت کے بارے میں اور ان کے ہنس مکھ چہرے اور بھولے پن کے بارے میں، قسمت تو دیکھئے! ماہ صیام اور: ۱۷ر رمضان کو وصال ہوا، یہ تاریخی دن سبحان اللہ فتح بدر کا دن، فتح مکہ کا دن، ایک قول کے مطابق وفات ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا دن، شہادت علی رضی اللہ عنہ کا دن نصیب ہوا۔

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

دوسرے ہی روز لاجپور ہی کے عالم اور برسوں سے مقیم کینیڈا (ٹورنٹو) حضرت مولانا خلیل صاحب دامت برکاتہم کی مزاج پرسی کے لئے حاضری ہوئی، آپ محترم ٹورنٹو کی جامع مسجد ''مسجد مدینہ'' کے سابق خطیب وامام ہیں، اوراس وقت وہاں تشریف لے گئے تھے جب ابھی وہاں نظر آنے والی ان ہی کی محنتوں اور جدو جہد کے نتیجے میں وجود پزیر نو علماء کی کھیپ کا نام ونشان نہ تھا، اوقات نماز اور سحر وافطار، عیدین کے چاند کا مسئلہ نہایت پیچیدہ تھا، مولانا نے علماء ہندو پاک سے مل کر اوراپنی عرق ریزی' گہرے مطالعہ اور تجربہ کاری سے استفادہ کرتے ہوئے وہاں آباد مسلمانوں کی دینی رہبری کا بڑا اہم فریضہ و

کارنامہ انجام دیا، فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

اس وقت مختلف فرقوں کی ریشہ دوانیوں اور اپنی معذوریوں کے پیش نظر خلوت گزیں ہیں اور اب بھی سائلین وطالبین کی درخواست پر اپنے تجربوں سے برابر فائدہ پہونچانے میں مصروف ہیں۔کینیڈا کی حاضری میں حضرت مولانا سے ملاقات اور دعائیں لینے کا معمول ہے، اللہ حضرت کی عمر دراز فرمائیں، اور آپ کی قدردانی کی توفیق عطاء فرمائیں۔حضرت کے یہاں حاضر ہوئے،حضرت کے دیرینہ رفیق بھائی میاں مرحوم کی وفات کا غم تازہ ہوگیا،اورحضرت نے مرحوم کے بارے میں دل کھول کر عجیب باتیں بتائی، جونظر قارئین کی جائیں تو بہتر ہے۔

فرمایا: بھائی میاں صاحب کے ساتھ برسوں کی رفاقت رہی ہے، ہندوستان اور لاجپور کے قیام کے دوران اور مدرسہ میں تعلیم کے دوران،نہایت سادہ مزاج اور بے تکلف آدمی تھے،اس پر احقر نے عرض کیا کہ: میں آپ کی بات سے سو فیصد متفق ہوں،اس بناء پر کہ احقر مرحوم سے بہت ہی چھوٹا عمر میں تجربہ میں علم میں،لیکن ایک چھوٹے سے ان کی بے تکلفی اگر اللہ والوں کے جوتے سیدھے نہ کئے ہوں تو چھوٹا اپنے بارے میں غلط فہمی کا شکار ہوسکتا ہے،اس طرح کی بے تکلفی کم دیکھنے میں آئی ہے کہ چھوٹوں کے لئے بچھے جارہے ہیں، اپنے کو چھوٹا بنا رکھا ہے سامنے والے کی خاطر تواضع کرتے جارہے ہیں،خود کو مٹاتے جارہے ہیں۔ ع

اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا

کسی جملے سے ترفع و بڑائی کی بو تک نہ آنے دیتے، بے تکلفی کا یہ عالم کہ ہر ملاقات کرنے والا یوں محسوس کرتا کہ حضرت کو سب سے زیادہ مجھ سے تعلق ہے،اور حقیقت یہ ہے

کہ یہ وصف سیرت سرکار مدینہ ﷺ کا انتہائی جلی عنوان ہے کہ ہر آنے والا اور نو وارد یا متعلق اپنے آپ کو سرکار دو جہاں سے قریب تر محسوس کرتا۔حضرت مرحوم میں یہ وصف کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔اب بھلا یہ بتایئے کہ جس نے مشائخ کبار اور علماء امصار کی صحبت پائی ہو انک کے سامنے ہم جیسوں کی کیا بساط، اللہ اللہ ع

قطرے کی کیا بساط سمندر کے سامنے

جس نے کبار مشائخ دیو بند کے ہر بیان وخطاب سنا ہوں، ان کے مقابلے میں نئے نو یلے بچوں کی کیا حیثیت؟ لیکن سبحان اللہ! کبھی اس نکتہ کو ظاہر نہیں ہونے دیا۔سادگی کا کیا عالم تھا کہ آپ کو دیکھنے سے خیال تک نہیں آتا تھا کہ اس قدر عالی شان شخصیت ہمارے سامنے ہیں اور نہ مرحوم اسے محسوس ہونے دیتے تھے۔ وہ سادہ سی دو پلی ٹوپی' سفید کرتہ' پائجامہ' سادی سی چپل، اور گھر جو دیکھو تو بالکل سادہ، کبھی بڑوں کی باتیں یا اصلاحی باتیں نقل فرماتے تو اس میں سادگی کا عالم کہ سامع بعد میں ان جملوں پر غور کرتا تو ان کی آنکھیں کھلتی کہ حضرت نے چٹکیوں میں کیا بات کہہ دی۔ ہمارے مشائخ کی تاریخ پڑھتے ہیں، جب ان حضرات کی سادگی کو پڑھتے ہیں، تو دل جھوم اٹھتا ہے کہ خوب حدیث پاک پر عمل رہا۔"البذاذة من الایمان" (الحدیث) سادگی مؤمن کا اہم وصف ہے۔حضرت قاسم العلوم والخیرات حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کی سادگی، حضرت مولانا مظفر حسین کاندھلوی رحمہ اللہ کی سادگی کیا تھی؟ حضرت مولانا خلیل صاحب نے گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ: اپنے والد مرحوم کی خدمت کی خاطر جامعہ ڈابھیل چھوڑ دیا اور عربی دوم سے آگے تعلیم نہ رہی، اپنا سب وقت اپنے والد مرحوم کی خدمت کے لئے وقف کر دیا اور اسی لئے تعلیم کا بے حد شوق ہونے کے باوجود اس خدمت کو تعلیم پر ترجیح دی، یاد رہے کہ آپ کے والد مرحوم

بڑے زبردست عالم دین، اور مفتی شرع متین تھے اور پورے علاقہ میں مستند اور جید عالم گردانے جاتے تھے، جو حضرت مولانا مرغوب احمد صاحب کے نام سے معروف تھے، اب ان کے فتاویٰ ''مرغوب الفتاویٰ' ان کے پوتے (مفتی مرغوب احمد صاحب مقیم ڈیوز بری) نے تین جلدوں میں اب تک چھپوائے ہیں، جن سے ان کی علمی مرتبہ اور معیار کا انداز ہوسکتا ہے، بہر حال والد صاحب کی خدمت ایک بہت بڑا شرف و سعادت تھی جو مرحوم بھائی میاں صاحب کے حصہ میں وافر مقدار آئی۔

تم اپنے ماں باپ کی ٹوٹ کر کرو خدمت
ہے کتنے روز یہ بوڑھے شجر نہیں معلوم

احقر جب بھی لاجپور حاضر ہوتا نگاہ مرحوم کو تلاش کرتی رہتی، اور جو خوشی اس بندۂ خدا کی ملاقات سے ملتی اس کو الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے، یوں محسوس ہوتا جیسے گمشدہ سرمایہ گرانمایہ اچانک دستیاب ہوگیا ہے، تھوڑی تبدیلی کے ساتھ یوں کہہ سکتے ہیں کہ ؎

ان کے ملنے سے جو آتی ہے منہ پر رونق
وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے

جب جامع مسجد لاجپور میں حاضری ہوتی تو امام صاحب حافظ عبدالحق صوفی صاحب حضرت مرحوم کو اطلاع دینے کے لئے حی علی الصلوٰۃ والے کونے میں دوڑ جاتے اور حضرت سے خیر مقدم کرنے کو کہتے، آخری عمر میں بینائی کمزور ہوجانے کے باوجود باہر دروازے کی طرف بے تحاشہ دوڑتے، احقر عرض کرتا کہ میں حاضر ہی آپ کی مزاج پرسی کے لئے اور ملاقات کے واسطے ہوا ہوں، ایک نہ سنتے ہاتھ بالکل نہ چھوڑتے بلکہ صف میں اپنے پاس بٹھاتے، نماز پڑھانے کا حکم بھی حضرت امام صاحب کی طرف سے فرماتے، حضرت مولانا

عبدالحق صاحب فرماتے کہ آج اللہ اللہ سے اس کونے کو آباد کرنے والے کو نہ پا کر آنکھیں ڈبڈبا جاتی ہیں اور ہمت نہیں ہوتی ادھر دیکھنے کی کہ مسجد کا آباد کرنے والا جاتا رہا۔ آج کی دنیا بازاروں اور کاروبار کی زیبائش کا دور ہے، خال خال لوگ ملیں گے جن کو مسجدیں اور اللہ کے گھر عزیز ہوں، انکا رُخ بازاروں کے بجائے مساجد کی طرف ہو۔ ایسے مرد باصفا جن کی ہمیشہ کی تگ و دو اللہ کے گھر کی طرف ہو ان میں حضرت مرحوم تھے، ہر وقت مسجد کو آباد کرنے کی فکر میں رہتے، میں نے جب بھی انہیں دیکھا مسجد میں دیکھا، بازار کی طرف نہ ان کو جاتے دیکھا نہ دنیا کی فضول گفتگو میں وقت ضائع کرتے دیکھا۔

امانت داری

گاؤں کے بلکہ علاقہ کے امین ترین حضرات میں آپکا شمار ہوتا تھا، اور لوگ مرحوم پر بے حد اعتماد فرماتے تھے۔ علامات قیامت میں بڑی علامت امانت داری کا اٹھنا ہے، جسے آقائے نامدار ﷺ نے بیان فرمایا ہے کہ: ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ دور دور تک امانت دار نہ ملے گا۔ کئی علاقوں میں جا کر اکّا دکّا امانت دار ہوگا جس کا چرچا ہوگا، جب ایک طرف یہ کتنی اہم نعمت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ((لاایمان لمن لاامانة له)) حضرت یہ کام بڑی خاموشی اور رازداری کے ساتھ کرتے تھے، اور آخری دم تک یہ سلسلہ جاری رہا۔

متفق علیہ شخصیت

حضرت مرحوم عوام وخواص میں متفقہ طور پر مسلم تھے، آپ کے تقویٰ اور پرہیزگاری کے سب قائل تھے، اور رات دن اس کا مشاہدہ ہوتا تھا اور لوگ بھی مشاہدہ کرتے تھے، کم سے کم گاؤں کی حد تک آپ ایک بزرگ کی حیثیت سے دیکھے جاتے تھے، عامۃً علاقے والے یا باشندگاں قریہ اپنے یہاں کہ حضرت کو کم درجہ دیتے ہیں، لیکن حضرت مرحوم کے

بارے میں اس کے خلاف دیکھا گیا، آخری عمر میں قویٰ نے جواب دے دیا تھا، پھر بھی بیانات میں، اجتماعات میں پہنچنا طبیعت ثانیہ بن گئی تھی، احقر کے یہاں بھی تشریف فرمائی رہتی اور اصرار سے تشریف لاتے، کمزوری اور ضعف کی وجہ سے نیند آجاتی تو احقر کہتا کہ بہت سے جاگنے والوں سے حضرت کا ہماری مجلس میں سونا بہتر ہے، اور ان کا وجود فیوض اور برکات کا حامل ہے۔

جھگڑے اور تصادم سے کنارہ کشی

جھگڑے سلجھانے ہوں تو ہر وقت اور ہمہ تن متوجہ اور کوشاں رہتے، جو ایک مؤمن کامل کی شان ہے کہ: ﴿ فاصلحوا بینهما ﴾ دو جھگڑا کرنے والوں میں صلح کی کوشش کرو۔

﴿ لاخیر فی کثیر من نجواهم الاّ من امر بصدقة او معروف او اصلاح بین الناس ﴾

لیکن کسی تصادم میں آپ شریک ہوتے نہ آپ کا اس قسم کی ریشہ دوانی میں کہیں ذکر آتا ع

حق مغفرت کرے بڑی خوبیاں تھی مرنے والے میں

کہاں تک مرحوم کی خوبیاں گنوائی جائیں، بس ہم جیسوں کے لئے ایک نمونہ تھے، زندگی بفضلہٖ تعالی کامیاب گزاری اور موت میں بازی لے گئے، قابل رشک زندگی اور قابل رشک موت ؎

موت تو اس کی ہے زمانہ جس کو کریں یاد
ورنہ یوں تو سب آتے ہیں مرنے کے لئے

برکت لاجپور

مستعار زندگی کو کامیاب طریقہ پر گزارنے والے

حضرت اقدس الحاج بھائی میاں رحمہ اللہ

مفتی آصف صاحب لاجپوری مدظلہ

باسمہ تعالی

محترم ومکرم حضرت مولانا مرغوب احمد صاحب نیز حضرت مفتی رشید احمد صاحب

السلام علیکم ورحمة الله و بر کاته رزقکم الله صبرا جمیلا

بعد سلام مسنون امید واثق ہے کہ مزاج بخیر ہوں گے

گذشتہ دنوں ۱۷/رمضان المبارک کو آنجناب کے والد بزرگوار ناچیز کے مشفق استاذ ہر دل عزیز حضرت اقدس مولانا بھائی میاں رحمہ اللہ کے حادثۂ جانکاہ کی خبر سنی، طبیعت بے حد متأثر ہوئی۔

انا لله وانا اليه راجعون ، اللهم اجرنا فی مصیبتنا وعوضنا خیرا منها ، لله ما اخذ وله ما اعطى وكل شيئى عنده بمقدار ، ادعوا الله تعالى ان يرزقكم صبرا جميلا وعلى ما فقدتم اجرا عظيما و جزيلا ، ان العين تدمع والقلب يحزن ولا نقول الا ما يرضى ربنا۔

حضرت مولانا آپ تو اہل علم ہو، علمی میدان میں ہم جیسے طفل مکتب سے بہت بلند پرواز رکھتے ہو، باوجود اس کے اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ ایک بہت بابرکت ہستی سے محروم ہوگئے ایسے ولی کامل اور خدا رسیدہ والد محترم کے سایۂ عاطفت کا سر سے اٹھ جانا ایک ایسا نقصان عظیم ہے کہ جس کی تلافی دنیا کی بڑی سے بڑی نعمت سے بھی پر نہیں ہوسکتی۔ ایسے نازک وافسوسناک موقع پر آپ کا رنج والم اور فطری تأثر قدرتی چیز ہے، مگر اس راہ سے اور اس کی حقیقت سے کس کو مفر ﴿ كل نفس ذائقة الموت ﴾ کا فیصلہ حتمی ہے، ہم سب ہی کو اس منزل سے گذرنا ہے۔ سنت نبوی ﷺ میں یہ چند سطریں قلمبند کرتا ہوں۔ اس وقت حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کا وہ شعر جو انہوں نے عبد الرحمٰن بن مہدی کو ان کے

صاحبزادے کی تعزیت میں تحریر فرمایا تھا نقل کرتا ہوں ۔

انی معزیک لا انی علی ثقة من الحیاة و لکن سنة الدین

فـمـا المعزی بباق بعد میته ولا المعزی ولو عاش الی حین

میں تم سے اتباع دین میں تعزیت کر رہا ہوں نہ اس یقین پر کہ مجھے زندگی کا بھروسہ ہے۔

کیونکہ یہ ظاہر ہے' بقا نہ تعزیت کرنے والے کو ہے اور نہ جس کی تعزیت کی جارہی ہے اس کو ہے اگر چہ ایک مدت تک زندہ رہے۔ ۔

زندگی یہ تو بتا تو میری لگتی ہے کیا موت یہ تو بتا تو مجھے جانتی ہے کیا

مؤمن موت سے ڈرتا نہیں وہ تو موت کو آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر خود موت کو آمد کی دعوت دیتا ہے۔

یقیناً آپ کو رنج ہوگا کیونکہ آپ یتیم ہوگئے لیکن غور کیا جائے تو ''موت العالم موت العالم '' کے تحت آپ کے تلامذہ کا ایک طبقہ اور بڑی جماعت یتیم ہوگئی۔ مرحوم کا وجود اس دور قحط الرجال میں بہت ہی غنیمت تھا، افسوس اس بات پر کہ ایک نعمت عظمی ہم ناقدروں سے چھین لی گئی۔

اس وقت رہ رہ کر حضرت رحمہ اللہ کی خوبیاں یاد آرہی ہیں۔ جس وقت برطانیہ میں تھا اس وقت بھی اور ہندوستان واپسی کے بعد بھی اہتمام سے خود بھی ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کی اور دوستوں کو بھی اس کی تاکید کی۔ اللہ تعالی مرحوم کے ساتھ اپنی خصوصی رحمت کا معاملہ فرمائے اور ہم سب ناقدروں کی طرف سے بہتر سے بہتر بدلہ نصیب فرمائے اور جملہ پسماندگان کو عموماً اور خصوصاً آپ کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین۔

حضرت مرحوم بڑے ہی کامیاب اور دور اندیش استاذ تھے، طلبہ پر بڑے ہی شفیق اور رحیم تھے، کبھی حضرت کو کسی بھی شاگرد پر غصہ ہوتے ہوئے نہیں دیکھا گیا، مارنا تو بہت دور کی بات تھی، طبیعت میں انتہائی نرمی اور شرافت تھی، درسگاہ میں بھی بسا اوقات نظریں نیچی رہتی تھیں، اسباق کے بڑے ہی پابند تھے، کبھی درسگاہ میں عدم حاضری نہیں دیکھی گئی، باوجود بیمار رہنے کے مدرسہ کے پابند تھے، مدرسہ کے تمام ہی کارکنان حضرت رحمہ اللہ کا بڑا احترام کرتے تھے، عزت سے پیش آتے تھے، کیونکہ آپ تھے ہی باعزت۔

ناچیز نے مکتب کے زمانہ میں کئی سال حضرت سے کسب فیض کیا، اخیر تک بہت ہی قریب سے دیکھا سمجھا، بزرگوں کے اوصاف میں جو پڑھا تھا: ''قلیل الاختلاط مع العوام، قلیل الطعام، قلیل الکلام'' حضرت مرحوم میں غالباً تینوں اوصاف موجود تھے، بہت کم گفتگو فرماتے، صرف کام کی باتیں فرماتے، آنے والے کے مزاج کی پوری رعایت فرماتے، پوری توجہ سے بات سنتے، مفید و کارآمد مشورہ سے نوازتے۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کے ساتھ خصوصی لطف و کرم کا معاملہ فرمائے، حضرت کے تو صرف حسنات ہی تھے، ہم نے تو سیأت دیکھے نہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ ان کے حسنات کو قبول فرمائے، درجات بلند فرمائے۔

حضرت کا یہ حادثہ بلاشبہ غیر معمولی ہے، آپ کے فیض سے قصبۂ لاجپور روشن تھا، ان کے حادثۂ رحلت کی کھوٹ دینی و علمی حلقوں میں عرصۂ دراز تک محسوس ہوتی رہے گی، لیکن یہ امر بھی لائق صد شکر ہے کہ ان شاء اللہ العزیز ان کی صلبی و روحانی اولاد اپنے اس محسن کے حقیقی مشن کو زندہ رکھ کر ان کی ترقی درجات کے اسباب فراہم کرتی رہے گی۔

چراغ لاکھ ہیں لیکن کسی کے اٹھتے ہی برائے نام بھی محفل میں روشنی نہ رہی

مکرمی ومحبی صدیق محترم حضرت مفتی رشید احمد صاحب کا صرف حکم ہی نہیں بلکہ اصرار بھی تھا کہ والد صاحب کے متعلق جو کچھ حالات یاد ہوں ان کو لکھا جائے، تو میں نے اپنے دل میں سوچا کہ اتنے بڑے ولیٔ کامل اور خدا رسیدہ بزرگ کے عوام تو عوام علمی دنیا کے بڑے بڑے علماء ومشائخ جن کی بزرگیت کے قائل ہوں، جن سے دعائیں لیتے ہوں، ایسی جلیل القدر شخصیت کے بارے میں کچھ لکھنا تو عین دو پہر کے وقت چمکتے ہوئے سورج کے سامنے چراغ دھرنے کی حماقت کرنے سے کم نہیں، مگر چونکہ مکرمی مفتی رشید احمد صاحب کا محبت بھرا فرمان ہی نہیں بلکہ اصرار بھی تھا، اس لئے انکار کی کوئی گنجائش ہی نہیں رہی، کچھ دیر سر جھکایا اور سوچا تو دل سے آواز آئی کہ تو کیا اور تیری تحریر کیا؟ اچھا تو یہی ہے کہ ٹوٹا پھوٹا کچھ نہ کچھ لکھ کر ان حالات لکھنے والے اکابر کی فہرست میں شامل ہو جا، تاکہ کل قیامت کے دن ان اللہ والوں کے زمرے میں تیرا نام دیکھ کر شاید اللہ تعالی کو تجھ پر رحم آجائے، اور محض اپنے فضل وکرم سے آخرت کے عذاب سے بچا کر تجھ جیسے کھوٹے سکے کو بھی جنت کا مستحق بنا دے، لہذا جو کچھ سمجھ میں آیا' جو کچھ یاد تھا وہ پیش خدمت ہے۔ ع

گر قبول افتد زہے قسمت

حضرت رحمہ اللہ کے مختصر حالات زندگی......ولادت باسعادت

ولادت باسعادت:......۱۲/دسمبر ۱۹۴۰ء بروز جمعرات رنگون (برما) میں ہوئی۔ تاریخی نام اسماعیل ہے، ایک خاتون گھر میں کام کرنے والی جو پیار سے ''بھائی میاں'' کہتی تھی پھر اسی نام سے مشہور ہوگئے۔ ایک سال رنگون میں قیام رہا اس کے بعد والد بزرگوار مفتی اعظم رنگون حضرت مولانا مفتی مرغوب احمد صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ ہندوستان تشریف لے آئے۔

مکتب کی تعلیم ......مکتب کے اساتذہ......عصری تعلیم ......جامعہ ڈابھیل کے اساتذہ

مکتب کی تعلیم :......مدرسہ اسلامیہ لاجپور میں حاصل کی۔

مکتب کے اساتذہ:......مولانا محمد سیدات صاحب (جو نیوزی لینڈ میں ہیں) مولانا عبد الحیٔ گھرڈا صاحب، مولانا عبدالحیٔ کاسوجی صاحب ،مولانا عبدالقدوس دیوان صاحب ،والدمحترم حضرت مولانا مفتی مرغوب احمد صاحب رحمہم اللہ۔

عصری تعلیم :......لاجور کی گجراتی اسکول میں پانچویں کلاس تک حاصل کی۔

مکتب کی تعلیم مکمل ہوئی تو مزید تعلیم کے لئے گجرات کے مشہور ومعروف ادارہ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں داخلہ لیا اور عربی اول تک وہاں تعلیم حاصل کی۔

جامعہ ڈابھیل کے اساتذہ :......مولانا اسماعیل بھائلا' ڈابھیلی ،مولانا حنیف ملیک پوری، مولانا محمد حسن داہودی (جو میرے خاص استاذ تھے،آپ ایک زبردست شاعر اور کامیاب مقرر تھے، جب وہ ڈابھیل سے منتقل ہوکر سورت رامپورا میں پڑھاتے تھے تو والد صاحب کے حکم سے میں بھی جامعہ ڈابھیل چھوڑ کر سورت رامپورا میں استاذ کے ساتھ منتقل ہوگیا۔ ایک سال رامپورا میں پڑھا، وہاں پڑھائی کے دوران والد صاحب کے بیمار ہونے کی خبر ملی، عارضی طور پر گھر آیا،لیکن بیماری بڑھتی رہی اور میں واپس نہ جاسکا۔

والد صاحب کا مرض طویل رہا،اس دوران بڑے بڑے علماء والد صاحب کی عیادت کے لئے تشریف لاتے ، ایک مرتبہ حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری رحمہ اللہ تشریف لائے، والد صاحب نے فرمایا کہ: اس بیماری کی وجہ سے میری گیارہ جمعہ کی نمازیں فوت ہوئیں بہت صدمہ ہوتا ہے،حضرت رائے پوری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: مفتی صاحب! آپ

تو فقیر زماں ہیں، آپ کو اللہ تعالی پینشن دیتے ہوں گے؟ میں بھی سامنے ہی بیٹھا ہوا تھا میں نے شکوی کیا کہ والد صاحب کی خدمت کی وجہ سے میں علم حاصل نہ کر سکا، حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: فکرمت کرو اللہ آپ کو علم وہبی عطا فرمائیں گے۔ اور یقیناً اللہ نے آپ کو علم وہبی عطا فرمایا تھا۔

پانچ سال تک والد صاحب کی خدمت کرتا رہا، اس لئے کہ میری والدہ کا بچپن میں جب میری عمر پانچ سال کی تھی انتقال ہو گیا تھا، اس لئے اور کوئی خدمت کرنے والا بھی نہیں تھا۔

حضرت کا نکاح

۱۹۶۰ء میں لاجپور کے ایک ممتاز عالم دین حضرت مولانا ابراہیم ڈایا صاحب کی بڑی لڑکی سے نکاح ہوا، نکاح مفتئ گجرات حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوری رحمہ اللہ کے والد حضرت مولانا سید عبدالکریم صاحب رحمہ اللہ نے لاجپور جامع مسجد میں بعد نماز جمعہ پڑھایا، اور حضرت مولانا رشید بزرگ صاحب نے خطبہ اور جمعہ کی نماز پڑھائی

حضرت کے اسفار...... بیعت و اصلاح...... تدریسی خدمات

آپ نے غالبا دو حج فرمائے۔ (تین مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی، مرغوب) اس کے علاوہ افریقہ کا سفر فرمایا جہاں پر چھ مہینہ قیام رہا۔ (افریقہ بھی دو مرتبہ تشریف لے گئے، مرغوب)

بیعت و اصلاح:......سب سے پہلی بیعت نندر بار کے ایک صوفی صاحب جو نقشبندی سلسلہ کے بڑے بزرگ تھے' ان سے کی۔ ان کے انتقال کے بعد مولانا خلیل احمد صوفی صاحب مدظلہ کے ساتھ بمبئی پہنچے، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ حجاز

مقدس تشریف لے جارہے تھے، ان سے کی۔ حضرت رحمہ اللہ کے بعد لاجپور جامع مسجد میں حضرت مولانا انعام الحسن صاحب سے رحمہ اللہ بیعت کی۔

تدریسی خدمات:......لاجپور کے مدرسہ اسلامیہ میں ایک ہی جگہ بیٹھ کر بڑی تندہی اور محنت سے چالیس سال تک تدریسی خدمات انجام دیں۔

اکابر علماء سے تعلق اور ملاقات

(۱):......حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری رحمہ اللہ سے (ڈابھیل میں)

(۲):......حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ سے (لاجپور میں)

(۳):......حضرت مولانا وصی اللہ صاحب الہ آبادی رحمہ اللہ سے (ڈابھیل میں)

(۴):......حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب رائے پوری رحمہ اللہ سے (لاجپور میں، جب والد صاحب صاحب فراش تھے)

(۵):......حضرت مولانا بدر عالم صاحب میرٹھی رحمہ اللہ سے، (مدینہ منورہ میں)

(۶):......حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی رحمہ اللہ سے (مکہ مکرمہ میں)

(۷):......حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ سے،

(۸):......حضرت مولانا مسیح اللہ خانصاحب رحمہ اللہ سے،

حضرت لاجپور تشریف لائے غالبا عصر کی نماز کے بعد حضرت کا بیان جامع مسجد میں ہوا، حضرت نے ایک نظر قبرستان کی طرف فرمائی اور فرمانے لگے کہ: جس بستی میں حضرت مولانا لیاقت علی صاحب جیسی عظیم شخصیت رہی ہو اس بستی کی عظمت اور نورانیت کے بارے میں کیا کہا جائے؟ فرمایا کہ: یہاں پر مجھے ان اکابر کی نورانیت اور ان کی آہ سحر گاہی کی روحانیت محسوس ہوتی ہے۔

(۹):......حضرت مولانا حافظ غلام حبیب صاحب نقشبندی سے(لاجپور میں)
(۱۰):......حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہم سے(افریقہ میں)
(۱۱):......حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی سے(ڈابھیل خانقاہ میں۔حضرت نے آپ کو عطر بھی ہدیہ دیا تھا)
(۱۲):......حضرت مولانا احمد رضا اجمیری صاحب رحمہ اللہ سے(بارہا)
(۱۳):......حضرت مولانا سعید احمد صاحب راندیری رحمہ اللہ سے(بارہا)
(۱۴):......حضرت مولانا مفتی عبد الرحمٰن صاحب مفتی اعظم بنگلہ دیش سے(مدینہ منورہ میں)

آپ نے حضرت مفتی صاحب سے درخواست کی کہ کوئی نصیحت فرمادیجئے!تو فرمایا:دو چیزوں سے بچو:ایک غیبت اور دوسری بدظنی سے۔

حضرت کی یکسوئی اور تنہائی پسندی

ایک مرتبہ اس عاجز نے پوچھا:حضرت!آپ کو تنہائی سے گھبراہٹ نہیں ہوتی؟عجیب جواب دیا کہ:مجھے تنہائی زیادہ پسند ہے،فضولیات اور اختلاط سے گھبراہٹ ہوتی ہے۔

ایک مرتبہ میں نے پوچھا:حضرت!آپ جامع مسجد کے دائیں گوشہ میں صرف اکیلے اور تنہا بیٹھے رہتے ہیں؟فرمایا کہ:مسجد ہی میرا گھر ہے،میرا دل گھر سے زیادہ مسجد میں لگتا ہے،اور مسجد سے قبرستان تو بالکل قریب ہے آبادی سے قبرستان آنے میں وقت لگتا ہے اور قبرستان مسجد سے قریب ہے،اس لئے جہاں مجھے جانا اور رہنا ہے اس کے قریب ہی رہنا چاہئے تا کہ ہر وقت موت اور آخرت کا استحضار رہے۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے وہ اشعار جو آپ کے مکان پر آویزاں کئے تھے موت کے

متعلق، وہ حضرت مجھ سے بارہا سنتے تھے کہ: حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے اشعار سناؤ جو بڑے ہی پیارے ہیں۔

رہ کے دنیا میں بشر کو زیبا نہیں غفلت ۔ موت کا دھیان بھی لازم ہے کہ ہر آن رہے
جو بھی بشر آتا ہے دنیا میں کہتی ہے قضا ۔ میں بھی پیچھے چلی آتی ہوں ذرا دھیان رہے

تنہائی کی دولت کیسے حاصل ہوئی؟

فرمایا کہ: حضرت مولانا ابوالقاسم صاحب رامپوری رحمہ اللہ جو سورت صابری مسجد کے امام تھے، ان کی خدمت میں وقتاً فوقتاً جانا ہوتا تھا، ان کی صحبت سے مجھے تنہائی کی دولت حاصل ہوئی۔

حضرت قاری رشید احمد اجمیری صاحب حضرت کا بڑا احترام فرماتے، آپ کے آرام کا خیال رکھتے، اکثر جمعہ کی مجلس میں آپ کی صحت کے لئے خصوصی دعائیں فرماتے، دوسروں کو بھی ترغیب دیتے، موقع بموقع سے خود بھی حاضر ہو کر دعائیں لیتے تھے، جس جگہ بیان میں حضرت موجود ہوتے تو قاری صاحب فرماتے: آپ تشریف لائے ہیں اس لئے آپ کی توجہ اور دعاؤں سے میرا کام آسان ہو جائے گا۔

حضرت کو علماء سے ملاقات کی بڑی خواہش رہتی تھی، اکثر اطراف و جوانب میں کسی بزرگ کی آمد کی اطلاع ہوتی تو فوراً اس ناچیز کو یاد فرماتے کہ فلاں جگہ عالم تشریف لائے ہیں کوئی گاڑی کا انتظام کرو، مجھے لے چلو۔

دار العلوم اشرفیہ کے استاذ حدیث حضرت مولانا عارف حسن صاحب عثمانی رحمہ اللہ رمضان میں راندیر جامع مسجد میں تراویح کے بعد قرآن پاک کی تفسیر فرماتے، حضرت کے زندگی کے آخری چند سال رمضان کی ۲۷/شب کو آپ راندیر تشریف لے جاتے کہ آج دعا

کا موقع ہے اور مفتی صاحب سے ملاقات بھی ہو جائے گی۔ ایک مرتبہ یہ ناچیز بھی حضرت کے ساتھ تھا، جب تفسیر کے بعد حضرت مفتی صاحب نے حضرت کو دیکھا فورا سینہ سے لگ گئے حضرت نے فرمایا کہ: آپ میرے لئے دعا فرمادیں کہ اللہ تعالی خاتمہ بالخیر فرمائے، حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ: دعا تو آپ کو میرے لئے کرنی ہے، اس لئے آپ تو خالی معدہ ہیں اور ہم پیٹ بھرے ہیں، آپ کی دعائیں ہمارے حق میں جلد قبول ہوں گی۔

اکثر جگہ تقریب کے مواقع پر حضرت کے ساتھ ناچیز کی شرکت رہی، آپ کی دعاؤں میں ایک خاص دعا یہ ہوتی: اے اللہ! اپنے وقت پر خاتمہ بالخیر فرما۔ حضرت کی یہ دعا اللہ نے ایسی قبول فرمائی کہ رمضان کا مقدس مہینہ، مزید یہ کہ مغفرت کا عشرہ، تہجد کا وقت، غزوۂ بدر کا دن، ایسے مبارک مہینہ' مبارک دن' مبارک وقت میں جان' جانِ آفرین کو سپرد فرمائی، ایسی موت تو بڑے نصیب والے کو ملتی ہے۔

حضرت کے خواب

ایک مرتبہ حضرت سے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ کی خواب میں زیارت کتنی مرتبہ نصیب ہوئی؟ فرمایا: اللہ نے یہ موقع بار بار عطا فرمایا۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ: آج رات خواب میں حضرت مولانا اجمیری صاحب رحمہ اللہ کی زیارت ہوئی، راندیر کی مسجد میں مغرب کے وقت پہنچا، جہاں حضرت نے اٹھائیس سال امامت فرمائی، مغرب حضرت نے پڑھائی اور کونسی سورت پڑھی وہ بھی مجھے اچھی طرح یاد ہے، نماز کے بعد حضرت سے ملاقات ہوئی، نورانی چہرہ، خندہ پیشانی سے ملے، خوشی کا اظہار فرمایا، اس کے بعد جیب سے دو بوتلیں عطر کی نکال کر مجھے دیں اور فرمایا: ایک بوتل مولانا عبد القدوس صاحب کو دینا اور ایک آپ کے بیٹے رشید احمد کو دینا، فرماتے ہیں: یہ تو

خواب تھا، مگر اسی دن مغرب کی نماز میں حضرت کے صاحبزادے قاری رشید احمد صاحب لاچپور تشریف لائے، مغرب کی نماز قاری صاحب نے پڑھائی اور نماز میں وہی سورتیں پڑھیں جو حضرت نے پڑھی تھیں، نماز کے بعد قاری صاحب سے ملاقات ہوئی تو اسی طرح خندہ پیشانی سے محبت کا اظہار فرمایا اور مجھے ''خطبات رشید'' کے دو نسخے پیش کئے، اور فرمایا کہ: ایک آپ کے لئے اور ایک آپ کے بڑے بیٹے مولانا مرغوب احمد صاحب کے لئے ہے۔ گویا میرا خواب حقیقت میں بدل گیا۔

یہ خواب حضرت کے انتقال سے تقریبا آٹھ مہینہ پہلے کا ہے۔ حضرت کے ان حالات میں جتنی بھی چیزیں پیش کی ہیں یہ اس ناچیز نے خود حضرت ہی کی زبانی لاچپور جامع مسجد میں سنی تھیں جن کو قلمبند کرتا رہا، یہ میرے پاس امانت تھی جو پیش خدمت ہیں۔

حضرت کا اللہ کی ذات پر یقین کامل

ہر آنے والا آپ سے دعائیں لینے آتا، آپ کی دعاؤں سے مسائل حل ہو جاتے۔ اس عاجز کا بھی اس بارے میں بارہا تجربہ ہوا کہ جس کام کے لئے آپ کے ہاتھ اٹھے وہ کام ضرور پورا ہوتا تھا، حضرت مستجاب الدعاء بزرگ تھے، مگر ہمیشہ اپنے آپ کو چھپاتے رہے۔ خود تکلیف اٹھاتے اور دوسروں کو راحت پہنچاتے، دوسرے کا آرام کا خیال رکھتے، اور مہمان نوازی کا جو وصف اللہ نے آپ کو عطا فرمایا تھا وہ تو شاید ہی کسی جگہ دیکھنے میں آسکتا ہے، گھر پر آنے والا کوئی بھی مہمان ہو بغیر چائے نوشی کے وہ جا ہی نہیں سکتا تھا، حضرت ہر دل عزیز تھے، اپنے تو اپنے غیروں کے دل میں بھی آپ کی اتنی ہی محبت تھی، غیر بھی آپ سے دعائیں لینے آتے تھے، یہ منجانب اللہ مقبولیت تھی۔

دوسری ایک خاص بات جو حضرت کی تھی کہ کسی کی بھی زبان سے کبھی حضرت کی برائی

نہیں سنی گئی، زندگی اتنی صاف ستھری گذاری کہ نکتہ چینی کرنے والوں کی زبان بھی بالکل خاموش تھی۔

اکابر علماء کو دیکھا گیا کہ حضرت کے استقبال میں مسند چھوڑ کر احترام میں کھڑے ہوجاتے،ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کرنا، بیماروں کی عیادت اور خبر پرسی کرنا،بستی کے پریشان حال لوگوں کے گھر جا کر ان کی تسلی کرنا اور دعائیں دینا یہ سب حضرت کے اوصاف حسنہ تھے جن پرعمل کرنا ہما شما کے بس میں نہیں۔

خدااس کی تربت پر ہمیشہ بارش رحمت رہے　　تا قیامت قبراس کی روضۂ جنت رہے

موت اس کی ہے کرے جس کو زمانہ یاد

یوں تو آئے ہیں یہاں سب ہی مرنے کے لئے

حضرت باوجود پیرانہ سالی کے ہمیشہ باجماعت نماز کے پابند تھے،انتہائی ضعف و کمزوری کے باوجود نماز ہمیشہ کھڑے ہوکر پڑھتے تھے۔اخیری پندرہ سال تو حضرت نے بغیر غذا کے صرف اورصرف مشروبات پر ہی گذارے،اس لئے کہ کھانا بالکل بطن قبول نہیں کرتا تھا جو کھائے فوراً قے کے ذریعہ باہرآ جاتا تھا۔حضرت کا جسم بالکل لاغراور کمزور ہوگیا تھا،لیکن روح بڑی طاقت ورتھی،روحانی طاقت ہی کی وجہ سے عبادت میں کبھی کمی نہیں آئی، ہرآنے والے کوایک بات ضرور فرماتے کہ: بھائی! نمازوں کی پابندی کرتے رہو۔

کتب بینی کا بڑا ذوق تھا،ہم جیسے طالب علموں کو اکثر مطالعہ کے لئے کتابیں پیش فرماتے کہ اس کا ضرور مطالعہ کرو، بڑی اچھی کتاب ہے،احقر اکثر عصر کی نماز کے بعد ہفتہ میں دوتین مرتبہ اپنے بچوں کو لے کر حضرت کی دعائیں لینے جامع مسجد میں حاضر ہوتا تھا، تھوڑی دیر گفتگو فرماتے اس کے بعد کوئی نہ کوئی کتاب سامنے ہوتی،فرماتے: اس کو ذرا پڑھ

کر سناؤ، حضرت کی بینائی کمزور ہوگئی تھی، لیکن ہوش وحواش اخیر تک بالکل درست تھے، ہر آنے والے کواس کی آواز سے پہچانتے تھے، ہر ایک کے ساتھ خندہ پیشانی سے ملتے کہ ہر آنے والے کوایسا محسوس ہوتا کہ حضرت کا مجھ سے خصوصی تعلق ہے، اب حضرت تو دنیا میں ہیں نہیں مگر آپ کی یادیں اب بھی باقی ہیں۔

حضرت کے انتقال کے بعد لاجپور کی جامع مسجد میں جب بھی جانا ہوا تو دروازے سے ہی حضرت کا تصور سامنے آتا ہے، دل ماننے کے لئے تیار نہیں کہ اب حضرت سے مسجد میں ملاقات نہ ہوگی۔ جیسے ہی مسجد کے اندر جماعت خانہ میں داخل ہوتے ہیں تو نگاہیں حضرت کو بڑی للچائی نگاہوں سے تلاش کرتی ہیں۔ حضرت کے وجود سے مسجد میں ایک خاص نورانیت اور روحانیت محسوس ہوتی تھی، مسجد کا وہ گوشہ جہاں حضرت اکثر اوقات تشریف رکھتے وہ زبان حال سے بہت کچھ ہم سے کہنا چاہتا ہے، لیکن اب کہاں تلاش کرے اس فرشتہ صفت انسان کے حسین چہرہ کو۔

اس قصبۂ لاجپور کا نادر علمی چراغ جو ایک عرصۂ دراز سے چاروں سمت اپنی روحانی روشنیاں پھیلا رہا تھا، اچانک اپنی تمام تر روشنیوں سمیت ہمیشہ کے لئے رخصت ہوگیا۔ ویسے تو ہر روز دنیا میں ہزاروں انسان مرتے ہیں، لیکن بعض لوگوں کی موت ہمارے دلوں کو ہلا دیتی ہے، انہیں میں حضرت کی ذات بابرکت تھی کہ آپ کے انتقال پر ملال کی خبر نے ہمارے دلوں کو دہلا کر رکھ دیا۔

اس ناچیز کو بڑا افسوس اور صدمہ رہا اس بات پر کہ آپ کے انتقال کے وقت برطانیہ میں تھا، جس کی وجہ سے نماز جنازہ میں شرکت نہ کرسکا، یہ افسوس پوری زندگی رہے گا۔

حضرت نے اپنی پوری زندگی درس وتدریس اور خدمت خلق میں گزار دی، جب

انسان نیکی اور پاکدامنی والی زندگی گذارتا ہے، جب دنیا سے اس کا آخری وقت ہوتا ہے تو آسمان کے فرشتے اللہ کے حکم سے جنت کی خوشبوئیں لے کر اس کے سامنے حاضر ہوتے ہیں، ایک رومال اس کے سینہ پر رکھ کر اس کی روح کو آسانی سے قبض کرتے ہیں جیسے ہم آٹے سے بال نکال لیا کرتے ہیں، اور جب تجہیز وتکفین کا انتظام کیا جاتا ہے تو آسمان کے وہ دروازے بھی روتے ہیں جہاں سے اس کا رزق اتارا جاتا تھا، زمین کا وہ حصہ بھی روتا ہے جہاں بیٹھ کر وہ اللہ کی عبادت کیا کرتا تھا، اور جب اللہ کے کسی نیک بندہ کا انتقال ہوتا ہے تو اس کی جدائی میں اللہ کا عرش بھی روتا ہے۔

جب اللہ کا کوئی نیک بندہ انتقال کرتا ہے اور لوگ اس کا جنازہ لے کر قبرستان کی طرف چلتے ہیں تو اللہ تعالی فرشتوں کو حکم دیتے ہیں کہ اس بندہ کے استقبال کے لئے راستہ کے دونوں کناروں پر کھڑے ہو جاؤ، اور جب قبر میں لٹایا جاتا ہے تو اللہ پاک فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ: میرا بندہ دنیا سے تھکا ماندہ آیا ہے دنیا میں نیکی کرتے کرتے تھک گیا ہے، اب اس بندہ سے کہہ دو ''نم کنومة العروس ''سوجا جس طرح دلہن سوجاتی ہے، یہ اس کی نیکی کا انعام ہوتا ہے۔

حقیقت میں اہل لاجپور ایسے خدارسیدہ' خاموش' ملنسار' ذی مرتبت شخصیت کے فیض سے محروم ہو گئے۔ یہ ناچیز دل سے دعا گو ہے کہ حق تعالی آپ اہل خانہ کو خصوصا' اور ہم محبین کو عموما' صبر جمیل عطا فرمائے ،اور حضرت کے درجات بلند سے بلند تر فرمائے، جملہ پسماندگان کو صبر عطا فرمائے ،اوران کا حقیقی وارث بنائے ،آمین یارب العالمین۔

حضرت کے دم میں برکت یا کرامت

اکثر یہ دیکھا گیا کہ جس کے یہاں ولادت کا وقت قریب ہوتا وہ حضرت کی خدمت

میں دعا کے لئے حاضر ہوتا کہ حضرت آپ دعا فرمائیں ڈاکٹروں نے آپریشن کے ذریعہ بچہ کی ولادت کرنے کے لئے بتایا ہے، لیکن اتنا بڑا اخرچہ پچیس تیس ہزار کا ہم برداشت نہیں کرسکتے، حضرت اس کو تسلی دیتے اور اسے گڑ لانے کا حکم دیتے، وہ دس روپیہ کا گڑ لاتا حضرت اس پر دم فرماتے اور اس سے فرماتے کہ تھوڑا تھوڑا بیوی کو کھلاؤ جلدی سے ولادت ہوجائے گی، آپریشن کی بھی ضرورت نہیں پڑے گی، حقیقت میں حضرت کی زبان سے نکلی ہوئی دعا اللہ کے یہاں ایک اثر رکھتی تھی، ہم جیسے ناقدروں کو قبولیت کا پورا یقین ہوجاتا، پھر وہ آنے والا خوشی خوشی حضرت کی خدمت میں آتا کہ حضرت! آپ کی دعا سے کام بالکل آسان ہوگیا اور آپریشن کی بھی ضرورت پیش نہیں آئی۔

حضرت سنت کے بڑے پابند تھے، ہم نے تو جب سے ہوش سنبھالا آپ کو ہمیشہ رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف جو سنت مؤکدہ ہے کرتے ہوئے دیکھا، ہر حال میں آپ آخری عشرہ کا اعتکاف بڑی پابندی سے فرماتے۔

پچھلے بیس سال سے آپ کے اہل خانہ اور ہم جیسے ناقدروں نے حضرت کا ایک عجیب عمل دیکھا کہ اگر رمضان کے اٹھیسویں روز حضرت اپنا اثاث البیت یعنی گھر کا سامان عصر سے پہلے گھر پہنچادیتے تو یہ اس بات کی علامت ہوتی کہ آج کا یہ دن رمضان کا آخری دن ہے، آج غروب آفتاب کے بعد ہلال شوال ہوگا، آئندہ کل آنے والا دن یہ یوم الفطر یعنی عید کا دن ہوگا، اور اگر آپ نے کوئی سامان گھر نہ بھیجا تو یہ علامت تھی کہ رمضان کے تیس روز پورے ہوں گے۔ یہ کوئی مصنوعی بات نہیں بلکہ حضرت کی زندگی سے جڑا ہوا آپ کا ایک مخصوص عمل تھا جس کی کشف کے ذریعہ اللہ تعالی آپ کو خبر کردیتے تھے۔

حضرت کی پاکیزہ زندگی کو آپ کہاں تک لکھ کر بیان کرسکتے ہیں، آپ کی زندگی کا ہر

دن اور اس دن کا ہر عمل قابل دید وقابل داد تھا، اہل لاجپور کو حضرت سے جیسا فیض حاصل کرنا چاہئے تھا نہیں کر سکے، جیسی قدردانی کرنی چاہئے تھی نہیں کی، یہ ہماری بد قسمتی یا محرومی کہئے کہ پوری زندگی اپنی تکلیفوں کا کبھی کسی کو احساس نہیں ہونے دیا، اور نہ کبھی آپ کی زبان پر اس کا شکوی تھا، مرض کتنا بھی سخت ہوتا پوچھنے پر فرماتے: طبیعت بالکل ٹھیک ہے' اللہ کا شکر ہے' آرام ہے، ایسے شاکر وصابر جن کے تحمل اور قوت برداشت کا یہ عالم رہا ہو، وہ بھلا کسی کو کیا تکلیف اور نقصان پہنچا سکتا ہے۔

اکثر لوگ اپنی ضرورت کے لئے حضرت کے پاس حاضر ہوتے، آپ غائبانہ مدد فرماتے، کبھی قرض کے ذریعہ کبھی امداد کے طور پر، مگر اب یہ دست غیب اور ضرورت مندوں اور مسکینوں کا بابرکت خزانہ اس دار فانی سے رخصت ہوکر ہمیشہ کے لئے روپوش ہوگیا۔ اللہ تعالی حضرت کے ہر ہر عمل کا آخرت میں بہترین بدلہ عطا فرمائے، اپنی رحمت خاصہ عطا فرمائے، آمین یارب العالمین۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے ۔۔۔ سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

حضرت کی صحبت میں گذرے ہوئے وہ قیمتی لمحات

اس ناچیز کی یہ خوش قسمتی اور خدا کی طرف سے دیا ہوا ایک قیمتی تحفہ اور انعام ہے کہ حق تعالی نے سفر وحضر میں حضرت کی صحبت بابرکت اور آپ کے فیض سے فیضیاب ہونے کا موقع مرحمت فرمایا۔ سفر میں حضرت اکثر ساتھیوں کا بڑا خیال فرماتے کہ میری وجہ سے ساتھیوں کو کوئی تکلیف نہ پہنچے، خود تو کھاتے نہیں تھے، لیکن ساتھیوں کی بڑی فکر ہوتی کہ کھانے کا وقت ہوگیا ہے آپ لوگ کھانا کھالو، میرے لئے کوئی مشروب ہو تو ٹھیک ہے۔

حضرت کو گنے کا رس بہت پسند تھا، فرماتے کہ: راستہ میں گنے کا رس ملے گا وہ مجھے پلا

دینا، ہم خدام عرض کرتے کہ اس میں تو بہت شوگر ہے جو آپ کے لئے نقصان دہ ہے، اس پر بڑی عجیب بات ارشاد فرماتے کہ: اگر اشیاء میں نفع اور نقصان دیکھا گیا تو کوئی چیز بھی استعمال نہیں کر سکو گے، ہر چیز میں نفع اور نقصان دونوں پہلو ہوتے ہیں جو انسان کے مزاج سے تعلق رکھتے ہیں، اس کی طبیعت سے تعلق رکھتے ہیں، لیکن اگر اسی چیز کو اللہ کی نعمت سمجھ کر اسی کی طرف منسوب کرو گے تو یہ چیز ہمارے حق میں نفع بخش ہی ہے، کبھی نقصان نہیں پہنچا سکتی، اور اگر اس چیز کو اپنی ذات کی طرف منسوب کرو گے، اپنی طبیعت اور مزاج کا خیال کرو گے تو پھر اس میں نقصان کا اندیشہ ہے۔

حضرت کو کھجور کے درخت سے نکلا ہوا نیرا بہت پسند تھا، جب سردی کا موسم ہوتا حضرت فرماتے کہ: صبح میرے لئے ایک گلاس نیرا پہنچا دینا، بعد میں جب ملاقات ہوتی تو فرماتے: نیرا بڑا لذیذ تھا، یہ کوئی کھانے پینے کی خواہش نہیں تھی، بلکہ حضرت کی طبیعت کی سادگی اور ہم جیسے خداموں کی ایک طرح خدمت کا موقع ملتا۔

حضرت اپنی پیرانہ سالی اور ضعف کے باوجود مدارس کے اجلاس کے موقع پر قرب وجوار کے مدارس میں برابر حاضری دیتے، نیز منتظمین اور اساتذہ کی حوصلہ افزائی فرماتے، ہمت بڑھاتے، ادارہ کی ترقی اور کامیابی کے لئے دعائیں فرماتے، جس سے کام کرنے والوں کی ہمت بڑھتی۔

ہمارے حضرت قاری رشید احمد اجمیری دامت برکاتہم کو ایک مرتبہ جامعہ زکریا جوگواڑ کی طرف سے سالانہ اجلاس میں مدعو کیا گیا، اور ختم بخاری کا بھی موقع تھا، قاری صاحب نے مجھے فرمایا کہ: لاجپور سے مولانا بھائی میاں کو بھی ساتھ لانا ہے تا کہ حضرت کی دعائیں اور توجہ ملے گی، لاجپور سے حضرت کو ہم ساتھ لے آئے، جب جامعہ زکریا میں پہنچے تو

صدارت حضرت قاری صاحب کی تھی، مگر قاری صاحب نے فرمایا کہ: میں ایک بڑے بزرگ کو اپنے ساتھ لایا ہوں، آج کے اس اجلاس کی صدارت حضرت مولانا بھائی میاں صاحب کی ہوگی، حضرت کی صدارت سے مجھے آپ کے جامعہ زکریا کی ترقی کی امید ہے، قاری صاحب نے حضرت کی صدارت کا اعلان کروادیا، اورالحمدللہ اجلاس بڑا ہی کامیاب رہا،اس اجلاس میں جوانواراور برکات تھےاس کو ہر حاضر باش محسوس کررہا تھا۔

حضرت کی اپنی اولاد کے بارے میں کامیابی کی دعائیں

حضرت اپنی اولاد سے بڑے خوش تھے، جب بھی حضرت کے سامنے ہم خدام تذکرہ کرتے کہ حضرت آپ کے بڑے صاحبزادے مولانا مرغوب احمد صاحب اس وقت فلاں کتاب پر کام کررہے ہیں تو آپ بڑے خوش ہوتے اور دعائیں دیتے کہ اللہ کا شکر ہے کہ اللہ نے میرے دونوں بیٹوں مرغوب احمد اور رشید احمد کو اپنے دین کے کام کے لئے قبول فرمایا ہے۔

حضرت جب بھی مفتی رشید احمد صاحب کا بیان سنتے، بعد میں فرماتے: آج تو رشید احمد نے بڑی کام کی باتیں بتائیں، جس چیز کی آج معاشرہ میں ضرورت ہے، اسی بات کو بڑے اچھے انداز میں پوری طرح کھول کر سمجھایا۔

حضرت کو کتب بینی کا بڑا ذوق تھا، گویا کتب بینی آپ کی غذا بن گئی تھی،، فرماتے: مجھے اردو کتابیں دیکھنے کا بڑا شوق ہے، اور رشید احمد کو عربی کتابوں کے دیکھنے کا شوق ہے اور دعائیں فرماتے کہ اللہ تعالی میری اولاد کو ہمیشہ دینی کام میں لگائے رکھے، اس راہ میں آنے والی ہر رکاوٹ سے اللہ تعالی ان کی حفاظت فرمائے۔

گاؤں میں اکثر گھرانوں میں جب کوئی رشتہ طے ہوتا تو اس میں حضرت کو ضرور مدعو کیا جاتا، جانبین سے حضرت کو فیصل اور حکم بنایا جاتا کہ آپ لین دین کے باب میں جو بھی

فیصلہ فرمائیں گے وہی فیصلہ جانبین کو منظور ہوگا، حضرت دونوں خاندانوں کی رعایت اور فائدہ کو مدنظر رکھتے ہوئے ایسے حکیمانہ انداز میں فیصلہ فرماتے کہ کسی کو ایک حرف بھی کہنے کا موقع نہیں ملتا۔ اخیر میں حضرت دعا فرماتے اور دونوں خاندان والوں کو رشتہ کی مبارک بادی پیش فرماتے۔

حضرت کی ٹوپی کی برکت

فراغت کے بعد اس ناچیز کو اللہ نے جب کتابیں پڑھانے کا موقع عطا فرمایا، پہلے تو ہمت نہیں ہوتی تھی کہ کیسے پڑھاؤں؟ کس طرح پڑھاؤں؟ اللہ نے دل میں بات ڈالی، حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا کہ کتابیں پڑھانے کی ذمہ داری ہے مگر ہمت نہیں ہوتی، کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کس طرح پڑھاؤں؟ حضرت نے حوصلہ افزائی فرمائی کہ ایک مرتبہ ہمت کر کے شروع کر دو پھر خود بخود اللہ کی مدد شامل حال ہوگی اور پڑھانا آسان ہو جائے گا، میں نے عرض کیا: حضرت! آپ دعا بھی فرمائیں اور ساتھ میں اپنی مبارک ٹوپی بھی مجھے عطا فرمائیں، آپ نے دعائیں بھی دی اور ٹوپی بھی عطا فرمائی، جب یہ ناچیز کتابیں دیکھنے کے لئے بیٹھتا تو حضرت کی مبارک ٹوپی سر پر اوڑھ کر مطالعہ کرتا نہ جانے حضرت کی ٹوپی میں کتنی برکت ہے ایسا محسوس ہوتا کہ جو کتابیں سالہا سال پہلے پڑھی تھیں گویا آج ہی پڑھی ہیں، اور الحمد للہ آج بھی یہ ناچیز حضرت کی اس ٹوپی سے برابر برکت حاصل کرتا ہے۔

حضرت کا ایک خاص وصف

حضرت میں یہ بات بڑی عجیب دیکھی کہ ہر آنے والے کو ایک نظر سے دیکھتے، چاہے وہ آشنا ہو یا نا آشنا، سب کے ساتھ ایک ہی محبت بھرا انداز جیسے برسوں پرانہ تعلق ہو، بات کو پوری توجہ سے سننا' مفید وکار آمد مشوروں سے نوازنا' قیمتی نصیحتیں فرمانا' بڑے کریمانہ اخلاق

کے ساتھ اس کو رخصت کرنا یہ سب وہ اوصاف نادر نہیں تو کمیاب ضرور ہیں جو حضرت میں پائے جاتے تھے۔

اکثر مدارس کے سفراء جب چندہ کے لئے تشریف لاتے تو پہلے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے کہ آپ دعا فرمادیں تو کام ہوجائے گا، جب تک آپ سے ملاقات نہ ہوتی وہ چندہ شروع نہیں کرتے، بعد میں واپسی پر پھر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے اور عرض کرتے کہ آپ نے دعا فرمادی اس لئے کام آسان بھی رہا اور بہت اچھا ہوا۔

جب سے حضرت دنیا سے رخصت ہوئے اس ناچیز کو برابر ہر روز اپنی کسی قیمتی چیز کے مفقود ہونے کا احساس ہوتا ہے، اس لئے کہ عصر سے مغرب تک لاجپور کی جامع مسجد میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے کا معمول تھا، آپ کا وہ نورانی چہرہ' فرشتہ صفت صورت' کریمانہ اخلاق' آپ کی زبان سے نکلتی ہوئی وہ موتیوں کی طرح قیمتی باتیں' امت کے حق میں ہدایت کی دعائیں' اہل لاجپور کی دینی اور معاشرتی فکریں' یہ ساری خوبیاں دل ودماغ کو جھنجھوڑتی ہیں کہ اب کہاں ہے وہ امت کا دردمند جس کو ہر وقت امت کی فکریں دامنگیر تھیں، ان باتوں کو لکھتے ہوئے بھی دل درد محسوس کرتا ہے۔

وہ کیسا غمگین وقت ہوگا جب اہل لاجپور نے اپنے اس عظیم محسن اور مربی کو بادل ناخواستہ اپنے ہاتھوں اٹھا کر خاک کے سپرد کیا ہوگا؟ اہل لاجپور کو کیسے غم بھرے ماحول سے گذرنا پڑا ہوگا؟ یہ منظر اہل وطن کے دلوں اور نگاہوں سے برسہابرس اوجھل نہیں ہوسکتا۔

جس دن حضرت کا انتقال ہوا یہ ناچیز برطانیہ ڈیوزبری میں تھا، حضرت مولانا مرغوب صاحب کے پاس تعزیت کیلئے جانا تھا، اس لئے عصر کی نماز مسجد بلال میں پڑھی جہاں حضرت مولانا مرغوب احمد صاحب خطیب وامام ہیں، بغیر کسی اطلاع کے کثیر تعداد میں

لوگ حضرت مولانا مرغوب صاحب کے پاس تعزیت کے لئے پہنچے تھے، نماز کے بعد سورۂ یسین اور سورۂ ملک'' کی تلاوت ہوئی' جو اہل مسجد کا روزانہ کا معمول تھا، تلاوت کے بعد خصوصی طور پر حضرت مولانا بھائی میاں صاحب کے لئے دعاء مغفرت ہوئی ، یہ عاجز رمضان کے اکثر دنوں میں برطانیہ کے مختلف مقامات میں پہنچتا رہا، عصر کی نماز کے بعد کچھ دینی بات کرنے کی ذمہ داری ہوتی جس میں اہتمام سے اخیر میں حضرت کی زندگی کے کچھ اوصاف اہل مجلس کو سنا کر حضرت کے لئے دعاء مغفرت بھی کرتا رہا۔

یہ تو وہ ہستی تھیں جو پوری زندگی ہماری فلاح وکامرانی کی دعائیں کرتی رہیں، جس کی دعاؤں سے ہمارے مسائل حل ہوتے تھے، اب وہ دعائیں دینے والا نہ رہا، مگر اس کی یادیں اس کی بیش بہا قیمتی نصیحتیں آج بھی ہمارے ساتھ ہیں، ایسے محسن ومربی کے دنیا سے رخصت ہوجانے پر اب اس کا ہم پر یہ حق بنتا ہے کہ ان کے درجات عالیہ اور ابدی زندگی کے آباد ہونے کی دعاء مغفرت اور ایصال ثواب کرتے رہے۔

یہ چمن ویراں بھی ہوگا یہ خبر بلبل کو دو تاکہ اپنی زندگی کو سوچ کر قرباں کرے

حضرت کے لئے صدقۂ جاریہ

حضرت کی شفقت بھری تربیت سے تربیت یافتہ آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا مرغوب احمد صاحب جو اس وقت مصنف دوراں ہیں' بڑی تندہی سے قرآن وحدیث کی روشنی میں پریشان حال امت کی رہبری فرمارہے ہیں، تو دوسری طرف آپ کے دوسرے صاحبزادے مفتی رشید احمد صاحب تدریس وتقریر کے ذریعہ قال اللہ اور قال الرسول کا فرمان تشنہ وروں کو پہنچارہے ہیں، اس کے علاوہ آپ کے چالیس سالہ تدریسی خدمات کے نتیجہ میں جو سینکڑوں شاگرد تیار ہوئے وہ بھی آپ کے لئے صدقۂ جاریہ ہیں۔

آپ کی دو تصنیف: (۱): نقوش اکابر، (۲): مناجات اکابر، آپ کی یادگار ہیں، اور آپ کے لئے صدقۂ جاریہ ہیں۔

حضرت سے اس ناچیز کی آخری ملاقات

وہ منظر مجھے برابر یاد رہے گا کہ جس دن ظہر کی نماز کے بعد برطانیہ کے سفر کے لئے روانہ ہونا تھا، صبح دس بجے کے قریب حضرت کی خدمت میں دعا کی غرض سے حاضر ہوا، تا کہ عیادت بھی ہو جائے، جب آپ سے ملاقات ہوئی تو اس ناچیز نے عرض کیا: حضرت آج سفر کے لئے روانہ ہونا ہے، سفر کی آسانی اور مقصد میں کامیابی کے لئے آپ دعا فرمادیں، آپ نے بڑی خوشی کا اظہار فرمایا، خوب دعائیں دیں، وہ مسکراتا چہرہ آج تک نہیں بھول سکا ہوں، یہ حضرت سے میری آخری ملاقات تھی، کس کو پتہ تھا کہ اس مسکراتے ہوئے چہرے کی یہ آخری زیارت ہے، آج کے بعد کبھی اس حسین چہرے کی زیارت نہ ہو سکے گی۔

جس روز آپ کے انتقال کی خبر ملی دل بالکل اداس اور غمگین ہو گیا، جسم میں ایک سکت تھا، ایک ہی تصور تھا کہ حضرت کا وہ حسین چہرہ بار بار آنکھوں کے سامنے آتا، آپ کی اس دائمی جدائیگی اور فرقت پر دل بے چین رہتا تھا، دو دن تک دل پر ایک بوجھ محسوس ہوتا رہا، نہ کہیں جاسکا نہ کوئی کام کر سکا، کیونکہ کسی کام کے کرنے کو دل ہی نہیں چاہتا تھا، یہ حضرت کی شفقت‘ آپ کی پر خلوص محبت‘ آپ کے ساتھ گذرے ہوئے قیمتی لمحات‘ آپ کی دائمی جدائیگی کا غم‘ آپ کی صحبت سے محرومی کا صدمہ جو آج بھی محسوس کر رہا ہوں ۔

تیرے دم سے تھی چمن کی زینت ورعنائیاں
تو نے سینچا ہے لہو سے باغ صوفی ومرغوب کو

ہر نشست و انجمن میں یاد آؤ گے بہت تم سے تھا باقی تبسم تم سے تھا قائم وقار
حامل زہد و ورع تھا ماہر علم وہنر با ادب با ذوق تھا دانا و بینا برد بار
ہر کسی کے درد سے لبریز تھا تیرا ضمیر ہر کسی پر تھا مہرباں ہر کسی کا غمگسار
آسمان تیری لحد پر شبنم افشانی کرے تیری روح پاک پر ہو اس کی رحمت بار بار
ہر کسی کے لب پہ آصف ایک ہی ہے التجا ہو عطا نعم البدل اس کا ہمیں پروردگار

حق تعالی اپنے اس مخلص بندہ کے اخلاص کی قدر دانی فرمائے، اور اس محبوب بندہ کی محبوبیت مقبول ومنظور فرمائے، امت کے حق میں جو درد تھا ہر درد کے بدلہ آخرت کی ابدی نعمتوں سے اس کا خیر مقدم فرمائے، اپنی رضا کا پروانہ عطا فرمائیں، اپنی خصوصی رحمتوں میں جگہ عطا فرمائیں۔

غم کے ان لمحات میں بندہ برابر آپ کا شریک ہے، فقط والسلام مع الاحترام

محمد آصف بلبلیا غفرلہ ولوالدیہ

خادم جامعۃ الکوثر لاجپور

۱۶ر شوال المکرّم ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۳ر اگست ۲۰۱۴ء

مردِ آہن کے مؤمنانہ کردار

مولانا مفتی دبیر عالم صاحب مدظلہم

خادم التدریس جامعۃ القراءات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سرزمین لاجپور ایک تاریخی اہل علم کی بستی ہے، ہر نو وارد اس بستی میں اپنے لئے ایک کشش محسوس کرتا ہے، اور اس بستی کی سیر کرتا ہے، جب جامع مسجد کے بلند و بالا میناروں کو دیکھتا ہے تو ماضی کی بے مثال تاریخ، حال کی امید اور مستقبل کے عزائم اور منصوبے دل میں ابھرنے لگتے ہیں، اجنبیوں میں بھی مانوس الفاظ اسی مسجد کے ایک کونے سے سنائی دیتے ہیں ''السلام علیکم '' کون ہے بھائی؟ کہاں سے تشریف لائے؟ کیا آپ نے کھانا کھایا؟ اپنا کام مکمل کر کے سامنے گھر تشریف لائیں، جب آپ ان کے گھر تشریف لے جائیں تو خوشی کے آثار چہرے سے ہویدا، ماحضر سے یا چائے نوشی سے ضیافت کا آغاز، انداز میں اتنی اپنائیت کے قربان ہونے کو جی چاہے، ایک ایک ادا حیرت واستعجاب کا باعث، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ برسوں کی شناسائی ہے، بھائی یہ کون انسان ہے؟ جن کے اخلاق اتنے اعلی یا انسان کی بستی میں فرشتہ کی آمد، ہاں کسی سے بھی پوچھیں ہر ایک کی زبان پر ایک ہی نام ہمارے اس لاجپور کے مسلم بزرگ ''بھائی میاں'' ہیں۔

بھائی میاں صاحب رحمہ اللہ کا اصل نام اسماعیل ہے، لیکن لفظ ''بھائی میاں'' سے کیوں مشہور ہوئے؟ اس میں ایک تاریخ چھپی ہوئی ہے، ایک باکردار مثالی وفرماں بردار بیٹے کا روپ مستور ہے، اگر اس لفظ ''بھائی میاں'' کو الگ الگ کر کے دیکھیں گے تو ہر ہر حرف میں عظیم نامور مصنف، مفتی، ادیب، مفلوج باپ کی خدمت جھلکے گی ''کَمَا رَبَّیٰنِی صَغِیرًا '' کی تفسیر ملے گی، اور ماں باپ کی خدمت کس طرح کی جاتی ہے؟ اس کا نمونہ بھی ملے گا، فالج کا حملہ بڑا صبر آزما ہوتا ہے، اس بیماری میں آدمی کو کسی کل چین نہیں آتا، ہر وقت مریض بے چین رہتا ہے، نہ اٹھتے بنے نہ بیٹھتے بنے، کبھی اٹھنے کو جی چاہتا

ہے،تو کبھی سونے کو جی چاہتا ہے،اس کرب والم میں ایک دودن نہیں ، ہفتے دو ہفتے نہیں ، مہینے دو مہینے نہیں ،سال دوسال نہیں ،مسلسل ساڑھے چھ سال تک حاضر خدمت رہ کر مریض کے ہرسوال پر چوبیس گھنٹے لبیک کہنا اور ہرضرورت وخواہش کو پورا کرنا، ذرا تصور تو کیجئے ہم اورآپ اس کونبھا سکتے ہیں؟ خصوصا اس ترقی یافتہ دور میں جبکہ ہرطرف آزادی وبے راہ روی کا دوردورہ ہے، ماں باپ کی اطاعت وخدمت تو کجا؟ دل آزاری کے درپے رہنا مرغوب ومحبوب مشغلہ بن چکا ہے، دوستوں کی ہر ادا پسند مگر ماں باپ کی پیار بھری آواز کانوں سے سننے کو تیار نہیں، ایسے وقت میں بھائی میاں صاحب رحمہ اللہ کا کردار ابھر کر سامنے آتا ہے، مفتئ اعظم برما حضرت مفتی مرغوب احمد صاحب رحمہ اللہ کی رنگون سے واپسی کے کچھ سالوں بعد ان پر فالج کا حملہ ہوتا ہے، ایک گونہ لاچاری ہوجاتی ہے، علاج بسیار کے باوجود مصلحت خداوندی ! افاقہ نہیں ہوتا ہے، بیٹا باپ کی چارپائی کے بغل میں اپنی چارپائی ڈال دیتا ہے، آمدورفت بھی ختم تعلیم کا سلسلہ بھی موقوف، بس ایک ہی مشغلہ ’’باپ کی خدمت‘‘ ادھر باپ نے آواز دی بھائی میاں ! ادھر لبیک کی صدا فوراً بلند، دن ہو یارات کیا مجال کے ایک منٹ کے لئے بھی تاخیر ہوجائے؟ کبھی یہ آواز کہ بھائی میاں اٹھاؤ ! اٹھا دیا، بٹھاؤ ! بٹھا دیا، سلاؤ ! تو سلا دیا، دل کی ہر خواہش باپ پر قربان، ہر چاہت خدمت پر نچھاور، اس شان کے ساتھ بھائی میاں صاحب نے اپنے باپ کی خدمت کی، ان ایام میں نہ معلوم کتنی مرتبہ والد محترم نے بھائی میاں کا نام لیا ہوگا، کبھی خودی میں ، کبھی بے خودی میں ، کبھی رنج والم میں ، تو کبھی راحت میں ، کبھی ضرورت میں ، تو کبھی دعا میں ، پھر اس لفظ بھائی میاں میں اثر محبوبیت کیوں پیدا نہ ہو؟ معنویت سے یہ لفظ کیوں کر خالی رہے؟ حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ کو ماں کی خدمت کے نتیجے میں مستجاب الدعا کا تحفہ

ملا تو بعد میں آپ ﷺ کا امتی اس سے کیسے محروم رہ سکتا ہے؟ چنانچہ زمانہ نے دیکھا بھائی میاں صاحب کا اصل نام مستور ہوگیا، اور باپ کا دیا ہوا لقب زبان زد ہوگیا، کیا عوام کیا خواص؟ ہر ایک کی زبان پر یہی لفظ۔

اور محبوبیت کا یہ عالم کہ در ہو یا گھر، اسکول ہو یا ہسپتال، مکتب ہو یا مدرسہ، عبادت خانہ ہو یا جامع مسجد ہر ایک کے افتتاح وسنگ بنیاد کے موقع پر دعا کے لئے نظر انتخاب آپ ہی پر، اور یہ اللہ کا بندہ بھی کسی کو کیوں منع کرے؟ حالانکہ جسم نڈھال، مجموعہ امراض، بینائی کمزور، صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ، لیکن جب توجہ دلائی جائے تو ایک ہی جواب ”بے چارہ امید لیکر آیا ہے کیسے انکار کروں، دل آزاری ہوگی“ گویا فنائیت کے مقام پر، اسی وجہ سے ایک صاحب دل صاحب بصیرت اس کوچہ کو پار کرنے والے، میری مراد عارف باللہ حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب صوفی لاجپوری دامت برکاتہم ایک مرتبہ جب اپنے والد مرحوم کی خدمت کے لئے برطانیہ سے لاجپور تشریف لائے ہوئے تھے، ایک روز بعد نماز عصر بھائی میاں صاحب کے گھر جس مجلس میں خواص موجود تھے، مولانا نے فرمایا: حضرت مولانا ابرار صاحب دھلیوی رحمہ اللہ نے مجھے ایک خط لکھا کہ بھائی میاں ”قطب تکوین“ ہیں، اور خط میں یہ بھی تفصیل لکھی کہ اس کے کئی شواہد میرے پاس موجود ہیں، لیکن حاضرین کے سامنے بھائی میاں صاحب اس طرح کی باتوں میں مشغول ومنہمک رہے، گویا کوئی معتد بہ بات کا تذکرہ ہی نہیں ہوا۔

ایک مرتبہ لاجپور میں ایک جلسہ کے موقع پر اس حقیر نے صدارت کے لئے بھائی میاں کے نام کا اعلان کرتے ہوئے اس واقعہ کا تذکرہ کردیا پھر کیا تھا، اختتام جلسہ پر ملاقات کے دوران فرمایا ”کیوں مجھے رسوا فرمارہے ہو“ اس وقت تو سمجھ میں نہیں آرہا تھا، مگر ان

کے انتقال کے بعد جب نادر الوجود و محیر العقول واقعات سامنے آئے تو لوگ یقین کرنے پر مجبور ہو گئے کہ واقعۃً وہ قطب تھے۔

آج چاہنے والے بھائی میاں صاحب کو مختلف زاویوں سے دیکھ کر پرکھ کر مخفی گوشوں کو اجاگر کر رہے ہیں، لیکن اس میں غور کرنے کی ضرورت ہے کہ بیمار باپ کی خدمت کے زمانے میں جس شخص نے دنیا کی برائی نہ دیکھی ہو، ساڑھے چھ سال تک جن کے سامنے دین ہی دین ہو، باپ کے اخلاق ہوں، اطوار ہوں، دعا ہو، عبادت ہو، خلوت ہو، جلوت ہو، اللہ اللہ کی آواز ہو، مصائب پر صبر کا طریقہ ہو، شکر کے الفاظ ہوں، ان کے سامنے فانی دنیا کی کیا حیثیت؟ جو کام بھی وہ کریں گے وہ بقائے آخرت ہی کے لئے کریں گے، ان کا جو بھی عمل ہوگا وہ رضائے الٰہی کے لئے ہوگا، مخلوق کی جو بھی خدمت ہوگی وہ صدقۂ جاریہ کے لئے ہوگی۔

اور دنیا والوں نے دیکھا ایک ایسا انسان اٹھ گیا جو مجموعۂ کمالات تھا، جن کا محبوب مشغلہ تلاوت قرآن تھا، جن کا ذوق کثرت مطالعہ تھا، جن کی فطرت خدمت خلق تھی، جو ہر وقت اس طرح ہشاش بشاش کہ جیسے کسی کی آمد کا انتظار ہو، آج اس ایک کے جانے سے اہل خانہ ہی یتیم نہیں ہوئے بلکہ اہل لاجپور یتیم ہو گئے، عوام یتیم ہو گئی، خواص یتیم ہو گئے، لیکن اس فانی دنیا میں جب کوئی گھر تعمیر کرتا ہے تو کئی پشتیں آرام کر لیتی ہیں، تو کیا خیال ہے ان نسلوں کے بارے میں جن کی تخلیق ہوئی ہو دعاؤں کے ساتھ، سعادتوں کے ساتھ، علم کے غلغلے اور نور و نکہت کے زمزموں کے ساتھ، یہ گھر آباد رہے گا، نسلیں سدا بہار رہیں گی، اور علم و ادب، اخلاق و کردار، جامعیت و محبوبیت، مرکزیت و مرجعیت کے سوتے یوں ہی پھوٹتے اور ابلتے رہیں گے، انشاء اللہ۔

آج بھی دل ماننے کو تیار نہیں

مولانا محمد صدیق ہتھوڑوی

خادم التدریس بجامعۃ القراءات

حامدًا و مصلیًا و مسلمًا ! امّا بعد، قال اللہ تعالیٰ: ﴿کلُّ مَن علیہا فان﴾

سنے کون ہائے صدائے دل ہائے کس کو ملے گی شفاءِ دل

وہ جو بانٹتے تھے دوائے دل وہ دکان اپنی بڑھا گئے

اللہ تعالیٰ نے سرزمین لاجپور کو ظاہری، باطنی، علمی، روحانی نعمتوں سے مالا مال فرمایا ہے، یہاں ہر دور میں علماء کبار، اولیاء کرام اور مشائخ دین پیدا ہوئے، اور پوری دنیا میں اپنے فیوض و برکات کو پھیلا گئے، اور ہزاروں لاکھوں قلوب پر گہرے اور دیرپا نقوش قائم کر گئے، مگر بفحوائے امر خداوندی اس فانی جہاں میں کسی چیز کو دوام و بقاء نہیں، ہر شخص کی موت کا وقت متعین و مقرر ہے، جو بھی آیا وہ جانے کے لئے ہی آیا ہے ﴿کلُّ مَن علیہا فان ویبقیٰ وجہُ ربک ذُو الجلال والاکرام﴾۔

انہی شخصیات عظیمہ میں حال ہی میں ہمارے روحانی پیشوا، عوام و خواص میں انتہائی مقبول، زبدۃ العارفین، ایک تابندہ ستارہ الحاج جناب اسماعیل صاحب عرف ''بھائی میاں'' بن مفتی گجرات حضرت مولانا مفتی مرغوب صاحب نور اللہ مرقدہما و برد اللہ مضجعہما کا انتقال پرملال و سانحۂ ارتحال ہے، انا للہ و انا الیہ راجعون۔

حضرت مرحوم کی شخصیت اس دور قحط الرجال میں سرمۂ بصیرت تھی، وہ علم و عمل کا سنگم تھے۔ حضرت مرحوم کے ساتھ بندۂ ناکارہ کے تعلقات ایسے تھے کہ اس کی نوعیت متعین کرنا دشوار ہے، وہ باقاعدہ میرے استاذ تو نہیں تھے، مگر میرے دل میں استاذ الاساتذہ کا سا احترام جاگزیں تھا، بیعت و ارادت کا تعلق نہیں تھا مگر ان کے پاس بیٹھنے سے ایک طرح کا قلبی سکون اور روحانی سرور نصیب ہوتا تھا، بندہ کو مرحوم سے کوئی نسبی قرابت نہیں تھی، مگر میرے ساتھ معاملہ کسی قریب ترین عزیز سے کم نہ تھا۔ آہ! آج میرے لئے نیک دعائیں

کرنے والا رخصت ہو گیا۔

حضرت مرحوم گوناگوں اوصاف حمیدہ سے متصف تھے، وجیہ چہرہ، طبیعت متانت ووقار کا مجسمہ، باتوں میں بھولا پن، مزاج کے نرم، طبیعت میں خودداری اور استغناء، ہر ایک کے بہی خواہ، ہمدرد، رنج وراحت میں شریک، دنیا سے بے تعلق مگر دنیا بھر کے مسلمانوں کے غم میں گھلنے والے، انتہائی خوش طبع، کبر وحسد خودستائی، ریاکاری سے بہت دور، علماء وطلباء کے گرویدہ، اکابر کے احترام میں حد سے زیادہ پیش پیش نظر آتے تھے۔ اکابر کے احترام کے سلسلہ میں آپ کی جمع کردہ یادداشت کاپی جو مناجات اکابر اور اسی طرح نقوش اکابر کے نام سے شائع ہو چکی ہے، یہ اکابر کے ساتھ قلبی تعلق کی بین دلیل ہے۔

آہ! ان کی جدائی کا صدمہ آج تک اپنے اندر برابر محسوس کرتا ہوں، بلکہ بار بار یہ خیال ہوتا ہے کہ مرحوم ابھی بھی ہم میں موجود ہیں، زندہ بخیر ہیں۔ کسی نے سچ کہا ہے ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

وما أحسن قول القائل:

موت التقی حیوٰۃ لا نفاد لها قد مات قوم وهم فی الناس أحياء

اور کہنے والے ہی کی خوبیاں ہے

شہیدان محبت کو کبھی مرتے نہیں دیکھا حیات جاویدانی ملتی ہے ان کو تو فنا ہو کر

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ((ان المؤمن ليدرك بحسن خلقه درجة الصائم القائم))۔ (ابوداؤد)

حضرت مرحوم واقعی اس حدیث کے مصداق تھے۔ موصوف کے حسن اخلاق کا تو ہر کس وناکس، اپنے وپرائے معترف ہیں، اور بہت سارے واقعات اس کے شواہد عدل ہیں۔

اورفرمان نبوی ﷺ:((من حفظ سنتی أکرمه الله تعالیٰ بأربع خصال: المحبةُ فی قلوب البررة، والهیبةُ فی قلوب الفجرة، والسعةُ فی الرزق، والثقةُ فی الدین)) کے بھی مصداق تھے۔اورفرمان نبوی ﷺ:((المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده)) کے مطابق اپنی زندگی کو پابند بنائے ہوئے تھے۔

حضرت مرحوم ومغفور سے متعلقین علماء وصلحاء اوردین داروں کی بے شمار تعداد اوران کے حادثۂ فاجعہ پرغم والم میں ڈوب جانے والوں کی کثیر تعداد بذات خودانشاءاللہ حضرت مرحوم کی مقبولیت عنداللہ اورمغفرت کاملہ کاقوی ترین قرینہ ہے۔

آہ! جانے والاتو اپنی عبادت، ذکرواذکار، بزرگوں کی صحبت، اپنی نیک دعاؤں، دینی وملی خدمات صلاح واصلاح اورمخلصانہ عمل کی وجہ سے انشاءاللہ آخرت میں بلندمرتبوں کوپہنچ چکا ہوگا،مگر وہ تمام متوسلین، دوست واحباب، اساتذہ، طلبۂ اعزہ واقارب سب ہمیشہ کے لئے ان کے دیداران کی مجالس اورپاکیزہ نصیحتوں سے محروم ہوگئے۔

ہم نے تو چاہا کہ نہ ہومگرہوئی صبح فراق   موت کاوقت جب آتاہےتو ٹلتانہیں

مصرعہ:

کیاگئےتم آنکھ دنیا کی ترستی رہ گئی

حقیقت حال یہ ہے کہ حضرت کے وصال کی خبر سنتے ہی صرف رشتہ دارواقارب ہی نہیں، بلکہ ہرآنے والااپنی آنکھوں سے آنسو بہارہاتھااوربستی لاجپور کےنوجوانوں کوتو میں نے خوداپنی نگاہوں سے اس طرح روتااورسسکیاں لیتے ہوئے دیکھا کہ ایسا معلوم ہورہاتھا کہ ان کے والدحقیقی کا انتقال ہوگیا ہےاور جب مرحوم کواپنی آرام گاہ میں رکھ دیا گیااس وقت قبرستان میں جوگریہ وبکا کا عالم دیکھا گیااس کو میں اپنے الفاظ میں بیان نہیں کرسکتا

،اور کیوں نہ ہو اللہ تعالی نے اپنے کلام میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿فما بکت علیهم السماء والارض وما کانوا منظرین﴾(الدخان)۔

اس آیت کی تفسیر میں صاحب جلالین فرماتے ہیں:

’’بخلاف المؤمنین یبکی علیهم بموتهم مصلاهم من الارض ومصعد عملهم من السماء‘‘۔

اور محشی جلالین حاشیہ میں رقم طراز ہیں:

’’عن انس رضی اللہ عنہ مرفوعا: ما من عبد الا وله فی السماء بابان: باب یدخل فیه عمله وکلامه، وباب یخرج منه رزقه، فاذا مات فقداهٗ وبکیا علیه وتلا هذه الآیة، وروی ابن جریر عن شریح بن عبد الحضرمی: اذا مات مؤمن غابت عنه فیها بواکیه الا بکت علیه السماء والارض، وقال السدی: لما قتل الحسین بن علی رضی اللہ عنهما بکت علیه السماء وبکائها حزنها ، قال علی رضی اللہ عنه: ان المؤمن اذا مات بکیٰ علیه مصلاه من الارض ومصعد عمله من السماء کما فی الخطیب وغیره‘‘۔(جلالین حاشیہ ۲۷)

حضرت انس رضی اللہ عنہ خادم رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ: جب مرد مؤمن کا انتقال ہوجاتا ہے تو زمین میں اس کی عبادت کرنے کی جگہیں اور آسمان میں اس کے اعمال صالحہ لے جانے والے فرشتے اور اعمال صالحہ کے پہنچنے کے راستے اس پر روتے ہیں۔

جامع مسجد لاجپور کا داہنی طرف کا وہ حصہ آج بھی ماتم کناں ہوگا جس جگہ تشریف فرماتے ہوئے حضرت نے کئی سو قرآن کریم ختم فرمائے ہیں۔

بہرحال آنکھیں اشک بار ہیں اور دل محزون ہے، لیکن معًا دل میں یہ حدیث قدسی دل

کو تسلی کا سامان پہنچا رہی ہے:((من لم یرض بقضائی، ولم یصبر علیٰ بلائی، فلیطلب ربًا سوائی، ولیخرج من تحت سمائی))۔

بس اخیر میں رفیق محترم مفتی صاحب دام ظلہ اور آپ کے جملہ اہل خانہ کی خدمت میں تعزیت مسنونہ بایں الفاظ پیش کرتا ہوں ''ان للہ ما أخذ ولہٗ ما اعطی وکل شیء عندہ باجل مسمّٰی فلتصبر ولتحتسب اعظم اللہ لک الاجر والھمک الشکر ورزقک الصبر''۔

حقیقت یہ ہے کہ آج بھی دل ماننے کو تیار نہیں کہ بھائی میاں مرحوم رحمۃ اللہ علیہ آج ہمارے درمیان موجود نہیں۔ موصوف کیا گئے کہ ایک عالم کو تڑپتا چھوڑ گئے، سچ کہا ہے کسی نے کہ انسان کو موت کا آنا یقینی ہے لیکن وہ انسان جو اخلاق حسنہ سے متصف ہو وہ کبھی نہیں مرتا بلکہ وہ زندہ رہتا ہے دلوں میں، لفظوں میں، دعاؤں میں! اخیر میں اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دست بدعاء ہوں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت فرمائے، ترقی درجات سے مالا مال فرمائیں، جنت الفردوس میں اعلیٰ درجہ نصیب فرمائے۔

آسماں اس کی لحد پر شبنم افشانی کرے ‏ ‏ ‏ سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

اللھم اغفر لہ وارحمہ واکرم نزلہ ووسع مدخلہ، واغسلہ بالماء والثلج والبرد، ونقہ من الخطایا کما ینقی الثوب الابیض من الدنس، اللھم اجعل قبرہ روضةً من ریاض الجنة، اللھم لاتحرمنا اجرہ، ولا تفتنا بعدہ وبلغہ الدرجات العلیٰ من الجنة۔

ایں دعاء از من واز جملہ جہاں آمین باد

اکیلا کون کہتا ہے لحد میں نعش بھائی میاں کو

ہزاروں حسرتیں مدفون ہیں اس دریا کے پہلو میں

خدا یاد آئے جن کو دیکھ کر وہ نور کے پتلے

مولانا عبدالسلام صاحب لاجپوری مدظلہ وسلمہ

خدایا د آئے جن کو دیکھ کر وہ نور کے پتلے

باسمہ تعالی

محترم ومکرم حضرت مولانا مرغوب احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ، اللہ تعالی کی ذاتِ عالی سے امید اور دعا گو ہوں کہ آپ مع اہل خانہ خیر وعافیت سے ہوں گے۔ بندہ بھی الحمدللہ خیر وعافیت سے ہے۔

آپ کے والد صاحب کا رمضان المبارک میں (جس کی ہر مسلمان کو خواہش ہوتی ہے) انتقال ہوا، بندہ اس وقت کچھ دینی مصروفیات کی وجہ سے آپ سے رابطہ نہ کر سکا، اب آج رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کے پیش نظر جس میں حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ: ''اذکروا محاسن موتاکم'' (رواہ ابوداؤد)۔ کچھ باتیں جو میں نے حضرت والد مرحوم میں دیکھی وہ لکھ رہا ہوں۔

اللہ تعالی نے قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے کہ ﴿یاایھا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ﴾ اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔ اللہ تعالی یہ چاہتا ہے کہ ہر مسلمان پورے اسلام پر عمل پیرا ہو جائے، مگر بد قسمتی سے آج مسلمانوں کی اکثریت کی اس طرف توجہ نہیں ہے، اگر کوئی کسی طرف متوجہ ہوتا بھی ہے تو وہ صرف عبادت کا شعبہ ہے، حالانکہ اسلام کے کل پانچ شعبے ہیں:

(۱): ایمانیات، (۲): عبادات، (۳): معاملات، (۴): اخلاقیات، (۵): معاشرت۔

مگر حضرت والد صاحب کو میں نے دیکھا کہ حضرت نے اسلام کے ہر شعبے کے اندر اپنے آپ کو پورا ڈھال دیا تھا، میں ہر ایک کی ایک مثال مشتے نمونہ از خروارے پیش کرتا ہوں:

ایمانیات:......ایمان نام ہے اللہ تعالی پر مکمل یقین کا، لاچپور کی جامع مسجد میں چیونٹیاں نکل آئی تھیں، نماز پڑھنی تھی، اب جولوگ وہاں موجود تھے وہ سوچ رہے تھے کہ چیونٹیوں کا کیا کیا جائے؟ اتنے میں حضرت والد صاحب تشریف لائے، صورتِ حال دیکھ کر مسجد سے باہر تشریف لے گئے اور تھوڑا سا پانی لیکر مسجد میں واپس آئے اور کچھ پڑھ کر دم کیا اور پانی کو اس جگہ پر چھڑک دیا جہاں چیونٹیاں جمع تھیں، کچھ ہی دیر میں ساری چیونٹیاں بھاگ گئیں، حاضرین میں سے کسی نے حضرت سے پوچھا کہ حضرت! آپ نے یہ کیا عمل کیا کہ ساری چیونٹیاں بھاگ گئیں؟ فرمایا کہ: میں نے سورۂ نمل کی یہ آیت کریمہ پڑھ کر دم کیا تھا:

﴿ یاایھا النمل ادخلوا مسکنکم لایحطمنکم سلیمان وجنودہ وھم لا یشعرون ﴾

عبادات:......حضرت والد صاحبؒ صاحب ترتیب تھے، اور آپ کا ہمیشہ نماز باجماعت پڑھنے کا پابندی سے اہتمام رہا، یہی نہیں بلکہ پہلی صف میں نماز پڑھنے کا اہتمام رہا، اور یہی نہیں تکبیر اولی کے ساتھ نماز ادا کرنے کا اہتمام رہا، اور صرف فرائض ہی نہیں بلکہ نوافل کا بھی پابندی سے اہتمام رہا، اور اکثر و بیشتر اذان سے کچھ دیر پہلے یا اذان کے فوراً یا کچھ دیر بعد مسجد میں موجود ہوتے تھے۔

اسی طرح رمضان المبارک میں برسوں آخری عشرہ کے سنت موکدہ اعتکاف کا اہتمام رہا۔

معاملات:......حضرت والد صاحب نے جب مدرسہ اسلامیہ سے مدرسی کا تعلق ختم کیا تو متولی صاحب رمضان المبارک کی تعطیل کی تنخواہ دینے کے لئے حضرت والد صاحب کے پاس تشریف لائے اور دو مہینوں کی تنخواہ پیش کی، تو حضرت نے یہ کہہ کر رقم واپس کر دی کہ اب میں مدرس نہیں رہا، لہذا یہ رقم لینا میرے لئے جائز نہیں ہے۔

اخلاقیات:......علماء نے لکھا ہے کہ: اخلاق یہ نہیں ہے کہ دوسرے کی تکلیف پر صبر کیا جائے بلکہ اخلاق یہ ہے کہ دوسرے کو تکلیف سے بچایا جائے، اس پر حضرت کا پوری زندگی عمل رہا۔

معاشرت:......حضرت والد صاحب اگر چہ خود مریض تھے، مگر اس کے باوجود گاؤں میں کسی کے متعلق یہ معلوم ہوجاتا کہ وہ بیمار ہے تو اس کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے۔ اور چھوٹا ہو یا بڑا ہر ایک کو سلام میں پہل کرتے۔ غریب ہو یا امیر ان دونوں طبقوں میں سے کسی کا بھی انتقال ہوجاتا اس کے جنازہ میں شرکت فرماتے۔ جو بھی دعوت پیش کرتا اس کی دعوت کو قبول فرماتے اور اس میں شرکت بھی فرماتے۔

میرے پڑوس میں اشرف بھائی کا بیٹا حافظ قرآن ہوا اور اس خوشی میں انہوں نے لوگوں کو کھانے پر مدعو کیا، اس میں حضرت والد صاحب بھی شریک تھے، اور کھانے میں من جملہ اور چیزوں کے زردہ بھی تھا، اور والد صاحب حالانکہ شکر کے مریض تھے اس کے باوجود دعوت میں شرکت فرمائی اور زردہ کھانے لگے، ایک صاحب نے عرض کیا: حضرت! آپ شکر کے مریض ہیں اور اس میں خوب شوگر ہے، آپ کو اس کے استعمال سے نقصان ہوگا، اس کے جواب میں حضرت نے فرمایا کہ: میری شرکت کی وجہ سے اگر کسی کا دل خوش ہوجاتا ہے اور اس بات سے مجھے بھی خوش کرتی ہے۔

اور ان میں ایک خوبی یہ تھی کہ وہ ہمیشہ دوسرے کی مدد کرنے کے لئے تیار رہتے تھے، چاہے پھر وہ مالی مدد ہو یا تعویذ کی لائن سے ہو یا کوئی اور خدمت۔

مجھے خوب یاد ہے میں ’’جامعہ اسلامیہ ڈابھیل‘‘ میں جب تعلیم حاصل کر رہا تھا، تو اس دوران غیر حاضری کی وجہ سے مہتمم صاحب نے مدرسہ سے میرا اخراج کر دیا، والد صاحب

مجھ کو آپ کے والد صاحب کے پاس لے گئے، اور کہا کہ اس کو مہتمم صاحب نے مدرسہ سے نکال دیا ہے اس کو چھوڑنے جانا ہے، آپ ساتھ چلیں گے؟ تو والد صاحب نے اس کے جواب میں فرمایا کہ: ابراہیم بھائی! آپ گھر چلے جائیے میں خود اس کو مدرسہ چھوڑ آؤں گا، اور والد صاحب مجھے رکشہ میں بٹھا کر چھوڑ آئے، اور رکشہ کا کرایہ بھی خود اپنی جیب خاص سے ادا کیا (چونکہ میرے والد صاحب کی مالی حالت کمزور تھی اور اس کو حضرت رحمہ اللہ بہت اچھی طرح جانتے تھے)۔

میں مدرسہ ''مفتاح العلوم تراج'' میں پڑھ رہا تھا، اس دوران ایک طالب علم حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کے خطبات چار جلدوں میں بیچنے کے لئے لایا، کئی طلباء نے اس کو خریدا، میں نے بھی والد صاحب سے اس کے خریدنے کی خواہش ظاہر کی، مگر والد صاحب کے لئے مالی حالت کمزور ہوتے ہوئے میری اس خواہش کو پورا کرنا مشکل تھا، چنانچہ والد صاحب مجھے آپ کے والد صاحب کے پاس لے گئے، اور صورت حال بیان کی، چنانچہ حضرت والد صاحب نے اس کی قیمت معلوم کر کے وہ رقم مجھے دیدی، اور اس طرح میں نے اپنی زندگی کی پہلی ذاتی کتاب خریدی۔

حضرت کی شفقت کا سلسلہ یہیں پر بس نہیں ہوا، حضرت والد صاحب نے جب ''مدرسہ اسلامیہ لاجپور'' سے اپنا مدرسی کا تعلق (درازئ عمر کی وجہ سے) ختم کیا، تو اس موقعہ پر والد صاحب کو ایک جوڑا ہدیہ میں دیا گیا، حضرت نے وہ مجھے ہدیہ کر دیا۔

میں ''لطائف سورۂ یوسف'' پر کام کر رہا تھا، کسی وجہ سے یہ کام کچھ مدت کے لئے رک گیا، تو حضرت والد صاحب نے ایک صاحب کے واسطہ سے یہ پیغام بھیجوایا کہ کام کہاں تک پہنچا؟ میں نے اس کے جواب میں کہلوایا کہ حضرت یوسف علیہ السلام ابھی کنویں میں

ہیں،(مطلب یہ تھا کہ ابھی کام وہاں آکر رکا ہوا ہے،جس میں حضرت یوسف علیہ السلام کے کنویں میں ڈالنے کا ذکر ہے) حضرت والد صاحب نے اس کے جواب میں فرمایا کہ: عبدالسلام سے کہو کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو تو اللہ تعالی نے بہت جلد کنویں سے نکال لیا تھا،تو نے ابھی تک کیوں ان کو کنویں میں رکھ چھوڑا ہے؟ (ان کا مطلب یہ تھا کہ جلدی سے کام پورا کرو)۔

اور حضرت والد صاحب کی شخصیت ایسی تھی کہ جو بھی ان سے ملتا تھا وہ یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا تھا کہ ؎

کتنے حسین لوگ تھے مل کر کے ایک بار آنکھوں میں بس گئے دل وجاں میں سما گئے

اور میرا احساس یہ ہے کہ حضرت کی رحلت پر ان کے چاہنے والے یہی کہہ رہے ہوں گے کہ ؎

آتی ہی رہے گی ترے انفاس کی خوشبو گلشن تیری یادوں کا مہکتا ہی رہے گا

اور اخیر میں میں بس یہی کہوں گا کہ ؎

بچھڑا اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی اک شخص سارے لاجپور کو سوگوار کر گیا

زمانہ روئے گا برسوں تم کو یاد کر کے گنیں گے سب تمہاری خوبیاں یاد کر کر کے

یہ فخر کیا کم ہے برے ہیں کہ بھلے ہیں دو چار قدم ہم بھی آپ کے ساتھ چلے ہیں

بھیڑ میں دنیا کی جانے وہ کہاں گم ہو گئے کچھ فرشتے بھی رہا کرتے تھے انسانوں میں

محتاجِ دعا: عبدالسلام ابراھیم مارویالاجپوری

خادم مسجدِ قبا، اسٹامفورڈ ہل، لندن

۲۳ ذیقعدہ ۱۴۳۶ھ

باتیں ان کی یاد رہیں گی

مفتی اسماعیل سعید لاجپوری سلمہ

باتیں ان کی یادرہیں گی

باسمہ سبحانہ وتعالی

واجب الاحترام حضرت اقدس مولانا مرغوب احمد صاحب دام ظلکم العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید کہ مزاج گرامی بعافیت ہوں گے۔

حضرت الاستاذ بھائی میاں صاحب کے انتقال کے موقع پر جامع مسجد لاجپور میں تعزیتی اجلاس منعقد ہوا ،جس میں اس ناچیز کو بھی کچھ عرض کرنے کا موقع ملا، انہیں باتوں کو مع شئی زائد مرتب کرکے خدمت میں روانہ کرنے کی جسارت کررہاہوں، امید کہ قبول فرماکر غلطیوں کی اصلاح فرمائیں گے۔

حدیث پاک میں آپ ﷺ نے فرمایا: موت مؤمن کے لئے تحفہ ہے،

عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ: صلی اللہ علیہ وسلم ((تحفۃ المؤمن الموت)) رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔(مشکوۃ المصابیح:ص۱۴۰)

اسی کو کسی شاعر نے اس انداز میں بہت ہی خوب فرمایا کہ ؎

کون کہتا ہے کہ مؤمن مرگیا وہ تو دنیا چھوڑ کر اپنے گھر گیا

یقیناً حضرت الاستاذ بھائی میاں صاحب جن کو کل تک ہم ''دامت برکاتہم'' کہا کرتے تھے،آج ہم ان کو''نوراللہ مرقدہ'' کہنے پر مجبور ہیں، یقیناً وہ دار فانی کو چھوڑ کر دار بقاء اپنے گھر چلے گئے ہیں۔

الحمدللہ ثم الحمدللہ قصبۂ لاجپور کی بابرکت ہستی حضرت الاستاذ بھائی میاں صاحب کے

پاس گھنٹوں تک بیٹھنے کی سعادت نصیب ہوئی، اور بیٹھ کرا کابر لاجپور و دیگر اکابر کے بہت سارے واقعات سنے، کاش میں اسے تحریر کر لیتا تو وہ یقیناً سو صفحات سے زائد ہوتے۔ تقریباً پچھلے آٹھ سال سے یہ معمول رہا کہ ہفتہ میں ایک دن ملاقات کرنی ہے، اور بحمد اللہ آٹھ سال سے تادم حیات یہ سلسلہ جاری رہا، اور اس سے زیادہ خوشی اس بات کی ہے کہ کبھی ہفتہ میں ملاقات نہ ہوتی یعنی دس بارہ دن ہوجاتے تو حضرت خود یاد فرما لیتے تھے، کسی کو بلانے بھیج دیتے تھے، اور جیسے ہی آ کر ملاقات کرتا تو کہتے کہ: کہاں چلا گیا تھا؟ یہ چھوٹوں پر ان کی شفقت تھی۔

ہم ایک طرف آپ ﷺ کے فرمان کو دیکھتے ہیں اور دوسری طرف حضرت کی زندگی کو دیکھتے ہیں، تو آپ کا ایک ایک فرمان آپ کی زندگی میں نظر آتا ہے، جیسے کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے: چھوٹوں کے ساتھ شفقت کا معاملہ کرو، تو ہم جیسے چھوٹوں کے ساتھ حضرت کا یہ شفقت کا معاملہ تھا، اور بڑوں کا اکرام کرو، تو بارہا ہم نے دیکھا ہے کہ حضرت بڑوں کا بہت ہی زیادہ اکرام فرماتے تھے، بلکہ جوان سے عمر اور عمل میں بھی چھوٹے ہوتے تھے ان کو بھی خود اپنے سے بڑا سمجھ کر بہت ہی زیادہ اکرام کا معاملہ فرماتے تھے۔

حضرت قاری اسماعیل بسم اللہ صاحب دامت برکاتہم بانی و مہتمم جامعۃ القراءات کفلیتہ فرماتے ہیں کہ: بچپن ہی سے والد مرحوم حافظ داؤد بسم اللہ ہمیں لاجپور لایا کرتے تھے اور بھائی میاں صاحب سے ملاقات کرایا کرتے تھے، اور کہا کرتے تھے کہ: یہ جنتی آدمی ہے، ان کی ملاقات کر کے ان سے دعائیں لیتے رہنا، اس لئے کہ یہ جب دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہیں تو میرا یقین ہے کہ اللہ تبارک وتعالی ان کی دعا کو قبول فرماتے ہیں، یہ اس بناء پر فرماتے تھے کہ ان کے سامنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی اور آپ ﷺ کے فرمان

تھے، جیسے حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ نے آپ کی خدمت میں حاضری کی درخواست کی کہ میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہونا چاہتا ہوں، مگر ساتھ میں فرمایا کہ: میری والدہ بیمار ہے تو کیا میں والدہ کی خدمت کروں یا آپ کی ملاقات کے لئے آؤں؟ تو آپ ﷺ نے منع فرما دیا کہ میرے پاس آنے کی ضرورت نہیں، اپنی والدہ کی خدمت کرو۔ ایک طرف صحابی ہونے کا وہ شرف جو اس روئے زمین کے اوپر نبی ہونے کے بعد سب سے بڑا شرف ہے کہ صحابی بن جائیں، مگر آپ ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے آپ کی ملاقات کے لئے تشریف نہیں لائے اور اپنی والدہ کی خدمت کرتے رہے، تو ان کے متعلق آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ: اے عمر! آپ کے زمانہ میں قرن سے ایک آدمی آئے گا، اس کا نام اویس ہوگا، ان کا یہ حلیہ ہوگا، جب وہ آئیں اور آپ کی ان سے ملاقات ہو تو ان کے پاس دعا کروانا، اس لئے کہ انہوں نے اپنی والدہ کی ایسی خدمت کی ہے کہ جب وہ اللہ کے سامنے ہاتھ اٹھاتے ہیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ کو اس ہاتھ کے خالی لوٹانے میں شرم آتی ہے۔ یہی بات تھی حضرت بھائی میاں صاحب کے اندر کہ ان کے والد مرحوم حضرت مولانا مفتی مرغوب احمد صاحب ساڑھے چھ سال تک جب صاحب فراش رہے تو ایسی خدمت کی کہ ہر وقت آپ کے سامنے رہتے، یعنی چوبیس گھنٹہ آپ کی خدمت میں حاضر، بلکہ رات میں بھی اگر والد مرحوم نے کہا: بھائی میاں! تو فوراً لبیک کہتے ہوئے حاضر، ایک منٹ کی بھی تاخیر گوارہ نہیں، اسی عمل کو جب ہمارے بزرگوں نے دیکھا کہ اس آدمی نے اپنے والد مرحوم کی ایسی خدمت کی اسی بناء پر فرمایا کرتے تھے کہ آپ کو دنیا میں جنتی آدمی کو دیکھنا ہو تو حضرت بھائی میاں صاحب کو دیکھ لیں، یہ جنتی آدمی ہے۔

اور اس خدمت کو ہمارے اکابر علماء نے بھی سراہا ہے ''تذکرۃ المرغوب'' جو مولانا

مرغوب صاحب مدظلہ نے اپنے دادا کی سوانح لکھی ہے، اس میں اس بات کو تحریر کیا ہے کہ: جب دادا جان کا انتقال ہو گیا تو اس وقت جو اکابر کے تعزیتی خطوط آئے، ان میں سے حضرت شیخ اجمیری صاحب نور اللہ مرقدہ، حضرت مولانا عبدالحنان صاحب، اور حضرت مولانا سعید صاحب راندیری ان سب بزرگوں نے اس بات کو لکھا ہے کہ: آپ نے اپنے والد کی ایسی خدمت کی ہے کہ خدمت کا حق ادا کر دیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو اس کا بہترین بدلہ نصیب فرمائے۔

حضرت بھائی میاں صاحب کی مہمان نوازی تو کہنا ہی کیا، بہت سارے میزبان ایسے ہوتے ہیں جو مہمان کو دیکھ کر بھاگ جاتے ہیں، مگر آپ تو ایسے میزبان تھے کہ جن کو دیکھ کر مہمان بھاگتے تھے، یہ ان کی مہمان نوازی کا عالم تھا۔

شرم وحیاء تو ایسی تھی کہ ابھی دو تین سال پہلے جب پاؤں میں زخم ہوا، اور آپ کو رحیمیہ ہسپتال میں داخل کیا گیا، اس وقت انجکشن رکھنے کے لئے ایک لیڈی ڈاکٹر آئی، اور وہ انجکشن رکھنا چاہتی تھی، عینی شاہدین نے ہمیں سنایا کہ: جب وہ لیڈی ڈاکٹر انجکشن رکھنے آئی تو منع کر دیا کہ کسی مرد ڈاکٹر کو بھیجیں، وہ اندر جا کر واپس آئی، اور آکر کہا مجھے ہی رکھنا پڑیگا، تو فوراً اپنے منہ پر چادر رکھ دی، اور اپنے ہاتھ کو اس طرح دے دیا اور استغفار پڑھتے رہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے آپ ﷺ کا فرمان ہے: جب آدمی دنیا سے انتقال کر جاتا ہے تو اس کا نامۂ اعمال بند ہو جاتا ہے، مگر تین چیزیں ایسی ہیں کہ جان کا ثواب بعد میں بھی جاری رہتا ہے:

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:((اذا مات الانسان انقطع عنہ عملہ الا من ثلٰثۃ: الا من صدقۃ جاریۃ، او علم ینتفع بہ، او

ولد صالح یدعو له))۔(مشکوۃ المصابیح:ص۳۲)

ایک صدقۂ جاریہ یہ ہے کہ: حضرت بھائی میاں صاحب نے چالیس سال تک ’’مدرسہ اسلامیہ لاجپور‘‘ میں تدریسی خدمات انجام دی، اور ظاہر سی بات ہے جس آدمی نے چالیس سال تک پڑھایا ہوان کے کتنے شاگرد ہوں گے۔ ایک مرتبہ جب اس سلسلہ میں بات چلی تو حضرت نے فرمایا کہ: لاجپور میں بہت سارے گھرانے ایسے ہیں جن کی دو دو نسلوں نے میرے پاس تعلیم حاصل کی ہے، مثال کے طور پر فرمایا کہ: تونے خود پڑھا ہے اور تیرے والد نے بھی میرے پاس پڑھا ہے، اسی طرح دو تین گھرانے کے نام لئے، اور چالیس سال کی خدمات کے بعد مدرسہ اسلامیہ سے علاحدہ ہوئے تو مدرسہ اسلامیہ کے ذمہ دار حضرات نے آپ کی چالیس سالہ کی خدمات کو دیکھتے ہوئے کہا کہ: حضرت آپ کو ہر ماہ دو ہزار روپے دینا طے کیا گیا ہے، تو بھائی میاں صاحب نے فرمایا کہ: میرے لئے لینا جائز نہیں ہے، اور فرمایا کہ: اگر آپ دو ہزار روپے دیں گے تو کیا اس سے میرے گھر کے اخراجات پورے ہو جائیں گے، دو ہزار روپے کی تو میرے گھر پر مہمانوں کی صرف چائی بنتی ہے، جب یہ بات میں نے استاذ محترم مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم سے کہیں تو آپ نے مزید وضاحت فرمائی کہ جس وقت مدرسہ اسلامیہ سے علاحدہ ہوئے اس وقت مدرسہ کے اہم ذمہ دار مرحوم حبیب بھائی تھے، تو وہ شعبان اور رمضان کی تنخواہ لیکر آئے اور کہا: حضرت یہ شعبان اور رمضان کی تنخواہ ہے، تو فرمایا کہ: میں آئندہ پڑھانے والا نہیں ہوں، اس لئے میرے لئے اس تنخواہ کو لینا جائز نہیں ہے، یہ آپ کے معاملات تھے۔

دوسرے نمبر پر ایسا علم جس سے مخلوق فائدہ اٹھائیں، تو حضرت کی ذات سے عوام وخواص سب لوگوں نے بہت زیادہ فائدہ اٹھایا ہے جو اظہر من الشّمس ہے۔

تیسرے نمبر پر ولد صالح جوان کے لئے دعا کرتے رہیں، تو اللہ تبارک وتعالی نے آپ کو ایسی اولاد عطا فرمائی ہے، جو مثل آفتاب ومہتاب کے ہیں، جس کی روشنی وٹھنڈک سے ہر امیر وغریب' قریب وبعید' عوام وخواص فیض یاب ہو رہے ہیں۔

درمیان میں ایک بات عرض کردوں کہ حضرت الاستاذ کو مصنفین ومقررین اور قاریٔ قرآن سے بے حد محبت تھی، جس سال میں جامعہ اشرفیہ کے شعبۂ افتاء میں زیر تعلیم تھا، اس سال آپ نے تقریبا ہر ہفتہ حضرت قاری رشید احمد صاحب اجمیری دامت برکاتہم اور حضرت الاستاذ مفتی کلیم صاحب دامت برکاتہم کو یہ پیغام بھیجا تھا کہ آپ کی دوسری کتابیں کب چھپ کر آئیں گی؟

اور اسی طرح جب بھی یہ حقیر ''فتاوی بسم اللہ'' سے شغف کی بنیاد پر اس کی تکمیل کے لئے دعا کی درخواست کرتا تو فرماتے: تصنیفی وتالیفی کام کرنے والوں کے لئے میری ہر دعا میں حصہ ہے۔ اسی طرح مقررین وواعظین سے بھی بے حد محبت کرتے تھے، جب بھی کسی کا بھی بیان ہوتا اس میں ضرور شرکت فرماتے، اللہ تبارک وتعالی نے اس کا صلہ یہ دیا کہ آپ کے بڑے صاحبزادے مولانا مرغوب احمد صاحب جو برطانیہ میں رہ کر بھی اتنی کتابیں تصنیف فرمارہے ہیں کہ ہر سال الحمدللہ دو تین کتابیں منظر عام پر آجاتی ہیں، کتاب کا مطالعہ کرنے والے علماء کو تعجب ہے کہ یہ شخص مصروف زندگی کے باوجود تصنیفی کتنا کام کرتا ہے؟ اللہ تبارک وتعالی عالمی پیمانے پر ان سے کام لے رہے ہیں۔

اسی طرح استاذ محترم مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم کو اللہ نے زبان وبیان کا وہ ملکہ عنایت فرمایا ہے کہ عوام تو عوام خواص بھی ان کے مداح ہیں، جامعۃ القراءات کفلیتہ کی تدریس بخاری کے ساتھ ساتھ اہل لاجپور کے لئے رشد وہدایت کے چراغ کی لوکو بڑھا کر

منظر عام پر رکھ دیا ہے، اللہ تعالی حضرت الاستاذ کو نظر بد سے حفاظت فرماتے ہوئے صحت وتندرستی عطا فرمائے، اور ان کے علوم وفیوض کو عام وتام فرمائے۔

تیسرے نمبر پر آپ کے چھوٹے صاحبزادے حافظ خلیل احمد صاحب مدظلہ تو واقعی خلیل احمد ہیں، خلت ودوستی آپ کے اندر منجانب اللہ ودیعت ہے، جب ہم آپ سے ملاقات کریں گے تو بہت سارے وہ اوصاف جو حضرت بھائی میاں صاحب میں تھے، وہ ان میں موجود پائیں گے، قیام لاجپور کے زمانہ میں تو بہت زیادہ ملاقات نہیں ہوئی، مگر جب ۲۰۰۸ء میں پہلی مرتبہ برطانیہ جانا ہوا تو وہاں پر برادر مکرم حافظ خلیل احمد سے ملاقات ہوئی تو ایسی ملاقات کی جیسے پرانے اور پکے دوست آپس میں ملتے ہیں، اور گھنٹوں تک باتیں کرتے رہے، اور صرف بات کرنے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنے یہاں مدعو فرما کر شاندار ضیافت فرمائی، جو ان کے والد صاحب کی خاص صفت تھی مہمانوں کی مہمان نوازی کرنا۔الغرض اللہ تبارک وتعالی نے آپ کو ایسی اولاد عطا کی ہے جو یقیناً آپ کے لئے صدقۂ جاریہ بھی ہیں اور آپ کے لئے دعا بھی کرتے رہیں گے، انشاءاللہ۔

حضرت الاستاذ اکثر خواب کا تذکرہ فرماتے، بارہا تذکرہ فرمایا کہ تمہارے والد صاحب کو خواب میں دیکھا، اللہ تبارک وتعالی نے ان کی مغفرت کردی، اسی طرح اگر کسی کا انتقال ہوجاتا تقریباً ہفتہ کے اندر اندر اس کے متعلق فرماتے کہ میں نے ان کو خواب میں بہت ہی اچھی حالت میں دیکھا ہے۔ایک مرتبہ فرمانے لگے کہ: حضرت مفتی عباس بسم اللہ صاحب کو کہنا کہ میں نے خواب دیکھا کہ میں آپ کے گھر آیا ہوں، اور آپ کے والد مرحوم حافظ داؤد بسم اللہ سے ملاقات کی اس کے بعد آپ کے والد صاحب نے فرمایا کہ: چلو میرے ساتھ میں آپ کو اپنا محل دکھاتا ہوں، پھر مجھے لے گئے اور گھر کے سامنے جو تالاب

ہے اس جگہ پر سفید پتھر کا ایک محل بنا ہوا تھا، مجھے فرمایا کہ: یہ میرا محل ہے، ہم نے وہ محل دیکھا۔

آخری بات یہ ہے کہ حضرت بھائی میاں صاحب کی جو سب سے بڑی خوبی تھی کہ ہر ملنے والے سے اس طرح ملتے تھے کہ جس سے ہر ملنے والا یہی سمجھتا تھا کہ حضرت سب سے زیادہ مجھ سے محبت کرتے ہیں، تو یہ بھی آپ ﷺ کی سنت ہے کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملتے تھے، تو ہر صحابی یہی سمجھتا تھا کہ سب سے زیادہ مجھ سے ہی محبت کرتے ہیں، تو آپ کی زندگی بھی اسی طرح تھی کہ آپ سے ہر ملنے والا چاہے لاجپور کا ہو یا کہیں اور کا ملاقات کے بعد یہی محسوس کرتا تھا کہ حضرت بھائی میاں صاحب سب سے زیادہ محبت مجھ ہی سے کرتے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالی حضرت کی خدمات جلیلہ کو قبول فرمائے ،اور درجات کو بلند فرمائے، اور جنت الفردوس میں اعلی مقام نصیب فرمائے، اور ہمیں بھی اس طرح زندگی گزارنے کی توفیق نصیب فرمائے، آمین۔

ایک دھوپ تھی جو ساتھ گئی آفتاب کے

اسماعیل سعید لاجپوری

۸/ذیقعدہ ۱۴۳۵ھ مطابق ۴/ستمبر ۲۰۱۴ء

آہ! بدرِ کامل غروب ہوگیا

مولانا اسماعیل صالح جی لاجپوری
خادم جامعہ دعوۃُ الایمان ٹکولی

قصبہ لاجپور ضلع سورت بلکہ پورے گجرات کے بزرگوں کی یادگار رہے، گجرات کے معروف ومشہور فقیہ حضرت مولانا مفتی مرغوب احمد صاحب لاجپوری رحمہ اللہ کے صاحبزادہ محترم حضرت الحاج اسماعیل صاحب معروف بھائی میاں جو عشرۂ مغفرت میں ۱۷؍رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۶ جولائی ۲۰۱۴ء کو رحمت خداوندی کے آغوش میں بلا لئے گئے۔

یہ دنیا فانی ہے جو آیا ہے اسے جلد یا بدیر جانا ہی پڑتا ہے، اس لئے حضرت بھی اپنے مولا کو پیارے ہو گئے، لیکن بعض افراد کی موت طبعی ہونے کے باوجود اس قدر اندوہ ناک ہوتی ہے کہ اس کا اثر مرنے والے کی چہار دیواری سے نکل کر محلّہ، حلقہ، گاؤں، شہر اور پوری اسلامی دنیا پر پڑتا ہے، یہی وجہ تھی کہ موت کی خبر سنتے ہی سارا گاؤں ماتم کدہ بن گیا، غم ورنج کی گھٹا چھا گئی، لاجپور اور اہل لاجپور نے سینکڑوں جنازے دیکھے ہوں گے، مگر جو امتیازی شان حضرت کے جنازے کی تھی وہ شاید ہی کسی خوش نصیب کے حصہ میں آئی ہو۔ تقریباً سات ہزار افراد جن میں عوام وخواص، مسلم غیر مسلم سب شریک تھے، اللہ کے بندے کاندھوں پر جنازہ لادے ہوئے تھے اور آگے پیچھے دائیں بائیں جاں نثار ٹوٹے پڑ رہے تھے اور ہر شخص جنازے کے قریب پہنچنے اور کاندھا دینے کے لئے مرمٹ رہا تھا، آسانی کے لئے جنازہ پر لمبے لمبے بانس بلّیاں باندھی گئی تھیں، اسی حال میں حضرت کا جنازہ لاجپور کی پرانی قبرستان میں لے جایا گیا۔

چھپ گیا ماہِ علم زیر زمین   گل ہوا آہ چراغ دین

ولادت:……آپ کی ولادت ۱۲؍دسمبر ۱۹۴۰ء رنگون (برما) میں ہوئی، ابھی تقریباً سال بھر کے تھے کہ وطن لاجپور والد محترم کے ہمراہ آگئے۔

تعلیم:……ابتدائی تعلیم لاجپور میں ہوئی، اور کچھ زمانہ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں بغرض

حصولِ تعلیم گزارا، جس میں عربی سوم تک تعلیم حاصل کی، پھر والد محترم کے بیماری کے سبب تعلیمی سلسلہ بھی منقطع کرنا پڑا۔

اساتذہ:......آپ نے جن اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا وہ مندرجۂ ذیل ہیں:

(۱)......مولانا عبدالقدوس صاحب دیوان رحمہ اللہ۔

(۲)......مولانا عبدالحی صاحب کاسوجی رحمہ اللہ۔

(۳)......مولانا عبدالحی صاحب گھڑدار رحمہ اللہ۔

(۴)......مولانا محمد صاحب سیدات مدظلہم۔

(۵)......مولانا محمد حنیف صاحب ملیکپوری رحمہ اللہ۔

(۶)......مولانا محمد حسن صاحب داحودی رحمہ اللہ۔

بیعت وسلوک:......اولاً حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ، بعدہ حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ، بعدہ حضرت مولانا معین الدین صاحب مرادآبادی سے۔

اوصاف وکمالات:......اللہ تعالی نے حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ وبرد مضجعہ کو جن اوصاف وکمالات سے آراستہ کیا تھا ان کا ادراک ہم جیسے کوتاہ نظروں کے لئے بہت ہی مشکل ہے، تاہم حضرت کے بعض اوصاف ایسے نمایاں تھے کہ کوتاہ سے کوتاہ نظر انسان بھی ان کا ادراک کئے بغیر نہیں رہ سکتا، مثلاً اتباع سنت حضرت کی زندگی کے ہر شعبہ میں بے حد نمایاں تھا، آپ ''الولد سر لابیہ'' کے صحیح مصداق تھے، مہمان نوازی، تواضع، عبدیت، اخلاص وللّٰہیت، حسن اخلاق کے پیکر، دین کی اشاعت وتبلیغ کے دلدادہ، کتب دینیہ کے مطالعہ کے خوب ذائق وشائق اور تلاوت قرآن مجید کے سچے عاشق تھے، حالت مرض میں بھی قرآن کریم پڑھتے اور طاقت نہ ہونے پر دوسرے سے قرآن سنتے تھے۔ ڈاکٹر کے منع کرنے

کے باوجود بیٹھ کر ہی قرآن سنتے تھے اور فرماتے تھے یہی قرآن کا ادب ہے۔تقوی و طہارت کی وجہ سے اہل علم تک آپ کے مداح وقدرداں تھے۔حضرت خود بھی اہل علم کے بڑے قدرداں تھے،جس کا اندازہ حضرت کا مؤلّف رسالہ’’ نقوش اکابر‘‘ سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ہرسال رمضان المبارک میں اعتکاف کا معمول برسوں سے ناغہ نہیں ہوا۔تین مرتبہ حج بیت اللہ کی دولت سے مالامال ہوئے۔ایک مرتبہ پورا رمضان المبارک بھی حرمین شریفین میں گزارا،وہاں بھی آپ کی عبادت اور مجاہدہ قابل رشک تھا،تقریباً صبح گیارہ بجے وضوفرما کرحرم شریف تشریف لے جاتے اوراسی وضو سے عشاء وتراویح ادا فرما کر واپس تشریف لاتے ،اس درمیان ایک لمحہ کے لئے بھی سوتے نہیں دیکھا گیا،برابر بیٹھے بیٹھے تلاوت،تسبیح اور دعاء میں مصروف رہتے ،باوجود یہ کہ آپ شوگر کے مریض تھے۔حضرت نفلی روزوں کا بڑا اہتمام فرماتے تھے چوہتر سال کی عمراور کمزوری کے باوجود مجاہدہ کا یہ عالم تھا کہ کبھی نماز باجماعت کوترک نہ کیا،سوائے اخیر کے چند دنوں کے،اکثر کھڑے ہوکر ہی نماز پڑھتے تھے۔حضرت نے مدرسہ اسلامیہ لاجپور میں تقریباً چالیس سال تک تدریسی خدمات انجام دیں۔حضرت کے سلسلہ میں ایک تعزیتی جلسہ بھی جامع مسجد میں رمضان کو منعقد کیا گیا ،جس میں کثیر تعداد میں لوگ شریک تھے۔حضرات علمائے کرام نے اپنے اپنے تأثرات بچشم نم پیش کئے،اخیر میں حضرت مولانا مفتی عباس بسم اللہ صاحب دامت برکاتہم کی دعاء پر رات سوا دو بجے مجلس کا اختتام ہوا۔خداوند کریم حضرت مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے سرفراز فرمائے،صدیقین،شہداء،اتقیاء،صالحین کے زمرہ میں شامل فرماویں،آمین یارب العالمین۔

آتی ہی رہے گی تیرے انفاس کی خوشبو گلشن تیری یادوں کا مہکتا ہی رہے گا

تعزیتی مکتوبات

(۱)......حضرت مولانا احمد بزرگ صاحب مدظلہ

(۲)......حضرت مولانا یوسف (ماما) صاحب کفلیتوی مدظلہ

(۳)......مولانا نسیم اختر شاہ قیصر صاحب مدظلہم

(۴)......حضرت قاری اسماعیل بسم اللہ صاحب مدظلہ

(۵)......حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب راجکوٹی مدظلہ

(۶)......مولانا محمد امجد بیمات صاحب مدظلہم

(۷)......حضرت مولانا عبدالستار اسلام پوری صاحب مدظلہ

(۸)......مولانا عبدالمنان صاحب مدظلہ، آگرہ

(۹)......از: شوری دارالعلوم ہدایت الاسلام، عالی پور، گجرات

(۱۰)......مولانا یوسف بھولا کفلیتوی صاحب مدظلہ، امریکہ

(۱۱)......مولانا محمد نسیم فلاحی اونوی

تعزیت نامہ از: جامعہ اسلامیہ ڈابھیل

حضرت مولانا احمد بزرگ صاحب مدظلہم، مہتمم جامعہ

باسمہ تعالیٰ

محترم ومکرم مولانا مرغوب احمد صاحب اور مفتی رشید احمد صاحب زید مجدکما وسلمکما،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آں محترم کے والد ماجد کے انتقال کی خبر موصول ہوئی ''ان للّٰہ ما اخذ ولہ ما اعطی وکل شیء عندہ باجل مسمی، ولتحتسب ''اس حادثہ سے قلق ہوا، ان کا انتقال صرف جامعہ کے لئے نہیں، بلکہ اہل گجرات کے لئے بڑا خسارہ ہے، خاندان مرغوبیہ ہذا کے جامعہ کے ساتھ روز تاسیس ہی سے بڑا گہرا تعلق رہا ہے۔

بانئ ادارہ حضرت مولانا احمد حسن بھام صاحب سملکی رحمہ اللہ کے دور میں آپ کے دادا محترم (حضرت مولانا مرغوب احمد صاحب رحمہ اللہ) برابر آتے رہے، اور اپنے قیمتی مشوروں سے ادارہ کی ترقی میں تعاون فرماتے تھے، ان کے مخلصانہ معائنہ جات آج بھی تاریخ جامعہ کی زینت بنے ہوئے ہیں، وہ جب رنگون میں تھے اس وقت بھی جامعہ کا برابر خیال رکھتے تھے، میرے دادا رحمہ اللہ (حضرت مولانا احمد بزرگ صاحب رحمہ اللہ) نے حصول چندہ کے لئے رنگون کا سفر کیا تو ان کا اس موقع پر بھی ہاتھ بٹایا، جامعہ کے لئے قیمتی کتابیں وقف کیں، آڑے وقت میں جامعہ کے ہمدرد ثابت ہوئے، اہل حدیث کی طرف سے کوئی مسئلہ اٹھتا تو اس کی جواب دہی اور بیخ کنی میں اکابر جامعہ کے دوش بدوش کھڑے رہتے اور ڈٹ کر مقابلہ کرتے، کسی تنازع میں کوئی شرعی فیصلہ کرنا ہوتا تو اس میں بھی جامعہ کا ساتھ دیتے، بڑے نازک حالات میں جامعہ کا اہتمام سنبھال کر حالات کا مقابلہ کیا اور

جامعہ کے ہمدرد ثابت ہوئے، ان کا دولت کدہ اکابر جامعہ کا خاص مسکن رہا، ان کے وصال پر میرے والد ماجد نے لکھا تھا کہ:

’’جامعہ کے ساتھ آپ کا خصوصی تعلق تھا، آپ نے جامعہ کے صدر مہتمم کی حیثیت سے خدمت بھی کی، نیز جامعہ کے کاموں میں خلوص دل سے حصہ لیا کرتے تھے‘‘۔

ایک خط سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے خاندان کے ساتھ بھی بڑا مخلصانہ ربط تھا، ان کا یہ یادگار گرامی نامہ میرے والد ماجد کی سوانح میں موجود ہے۔

کہتے ہیں کہ: خاندانی وموروثی اثرات بڑے طاقت ور ہوتے ہیں، وہ نسل درنسل منتقل ہوتے رہتے ہیں، پسماندگان میں وہ اثرات کم وبیش پائے جاتے ہیں، خاندان مرغوبیہ نے بھی ان اثرات کا حظ وافر پایا۔

جامعہ کے ساتھ جو ہمدردی اور تعلق خاطر حضرت مولانا مرغوب احمد صاحب رحمہ اللہ کو تھا اس کا پاس ولحاظ ان کی اولاد نے بھی خوب کیا، حضرت بھائی میاں رحمہ اللہ نے جامعہ ڈابھیل میں عربی اول تک تعلیم حاصل کی، بعد میں تعلیمی سلسلہ گھریلو حالات کی وجہ سے منقطع کرنا پڑا، مگر ان کا قلبی تعلق اور مخلصانہ تعاون تادم آخر رہا، سالہا سال تک لوجہ اللہ لاجپور میں جامعہ کے لئے چندہ کیا، اساتذۂ جامعہ جب غلہ کے چندہ کے لئے پہنچتے تو در بدر ان کے ساتھ گھومتے، اور ان کی شاندار دعوت کرتے، جامعہ کے سالانہ اجلاس میں پابندی سے شرکت فرماتے، صحت خراب ہوتی تو کسی کے ساتھ تشریف لاتے، مگر اجلاس کی شرکت کبھی ناغہ نہ کرتے، جامعہ کے اجلاس کی تاریخ پہلے سے معلوم کر لیتے اور اس دن لاجپور میں اجلاسی شرکت کے خاطر مکتب میں تعطیل کرواتے، ایک موقع پر ذمہ داران مکتب میں ردوبدل ہوا، بعض نئے ذمہ دار اس میں حارج بنے تو ان سے بحث ومباحثہ کیا اور ان کو

منوا کر رہے، اور حسب دستور تعطیل کروائی، سالانہ اجلاس کے علاوہ ختم بخاری شریف' اسی طرح درمیان سال میں کوئی اہم پروگرام ہوتا تو ان کی شرکت ضرور ہوتی، ضعف ونقاہت کے دور میں کسی اور کے سہارے شرکت فرما کر اجلاس کی رونق دوبالا کرتے۔

خاندانی روایت کو باقی رکھتے ہوئے اپنے دونوں صاحبزادوں کو جامعہ میں تعلیم دلوائی اور دونوں نے جامعہ سے فراغت حاصل کی۔ جیسا کہ سطور بالا میں لکھا کہ خاندانی اثرات موروثی ہوتے ہیں اسی کا اثر کہنا چاہئے کہ جس طرح حضرت مولانا مرغوب احمد صاحب رحمہ اللہ نے اکابر جامعہ کی خدمات پر مضامین لکھے اسی طرح ان کے ہم نام نبیرہ نے جامعہ کے کئی اساتذہ کو اپنی خدمت کا موضوع بنایا' جو ان کی کتاب ''ذکر صالحین'' میں مذکور ہے۔

خود بھائی میاں رحمہ اللہ کو اکابر جامعہ کی سوانح حیات اور تاریخ جامعہ سے بڑی گہری دلچسپی تھی، اور بڑی شدت سے جدید تاریخ جامعہ کے منتظر تھے، اس سلسلہ میں وہ برابر معلوم کرتے اور دعا کرتے رہتے۔ اللہ تعالی ان کو اس کا بہترین اجر مرحمت فرمائے، آمین۔

ان کا کتب بینی کا ذوق' ذوق سے بڑھ کر لت اور بیماری کی حد تک پہنچ گیا تھا، کوئی چھپی ہوئی چیز سامنے آجائے تو اس کو پڑھے بغیر نہیں چھوڑتے تھے، بینائی کمزور ہونے کے زمانہ میں محدَب کانچ کی مدد سے مطالعہ فرما کر تسکین حاصل کرتے، جامعہ کے متعلق کوئی اہم بات ہوتی تو اہل جامعہ کو مطلع کرتے، ان کے اور ان کی اولاد کے اسی ذوق کی وجہ سے جامعہ کو گم شدہ اور قدیم تاریخی معلومات حاصل ہوئیں، اس لئے بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ تاریخ جامعہ میں خاندان مرغوبیہ کا بڑا حصہ ہے، جامعہ کی تاریخ کی بہت اہم کڑیاں ہمیں ان کے خاندان کے نوادرات سے دستیاب ہوئیں، فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

ہمارے گمان کے مطابق بھائی میاں رحمہ اللہ کا اٹھ جانا گجرات کے ایک نیک وصالح

بزرگ کا اٹھ جانا ہے، جن کے وجود سے برکت کا تسلسل رہتا ہے، فتنے دبے رہتے ہیں، **اللهم لا تفتنا بعده۔**

اللہ تعالی مرحوم کی بھرپور مغفرت فرمائے اوران کی جملہ دینی خدمات کوشرف قبولیت سے نوازے، ان کی بال بال مغفرت فرمائے، اور کروٹ کروٹ جنت کی راحت وآرام نصیب فرمائے کہ اچھی زندگی گذاری، اچھی موت پائی اوراچھانام چھوڑا۔

ہرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق

ثبت است برجریدہ لاجپوردوام ما

طالب دعاودعاگو

احمد بزرگ عفی عنہ سملکی

خادم جامعہ اسلامیہ، ڈابھیل

مکتوب گرامی از: حضرت مولانا یوسف (ماما) صاحب کفلیتوی مدظلہ

باسمہ سبحانہ وتعالی

عزیزم ومحترمم واجب الاحترام جناب مولانا مفتی رشید احمد لاجپوری صاحب دامت برکاتہم العالیہ (استاذ حدیث وفقہ جامعۃ القراءات کفلیتہ ضلع سورت)

وعزیزم ومحترم واجب الاحترام جناب مولانا مرغوب احمد لاجپوری صاحب دامت برکاتہم (معلم وخطیب اورروح رواں مدرسہ.....تھورن ہل، ڈیوز بری)

نیز برادرم جناب حافظ خلیل احمد صاحب لاجپوری (حفظہ اللہ) مع دیگر متعلقین و منتسبین واہل خانہ (حفظہم اللہ) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد سلام مسنون: آپ سب کی بابرکت خدمت میں گذارش ہے کہ والد بزرگوار محترم جناب (مولانا) اسماعیل بن مولانا مفتی مرغوب صاحب لاجپوری المعروف بہ ''بھائی میاں'' صاحب (نور اللہ مرقدہ و رفع اللہ درجاتہ) کا انتقال تقریباً مہینہ ڈیڑھ مہینہ پہلے ہوا ''انا للہ وانا الیہ راجعون''۔

اللہ کے ایک مخلص بندے کا ہم سے بچھڑ جانا واقعی بہت ساروں کے دلوں کو صدمہ پہنچا گیا اور قلبوں کو زخمی کر گیا۔ اس کائنات میں جو بھی تخلیقی شکل میں آیا ان کا مٹی میں تحلیل ہو جانا لابدی امر ہے۔ ہم خود مخلوق ہیں ہم کیا کر سکتے ہیں؟ ضعیف اور کمزور بندوں کی کیا حیثیت؟ ہر حال میں اللہ کا امر ﴿کل نفس ذائقۃ الموت﴾ ہی فاتح اور غالب رہتا ہے، ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ بہر حال! اللہ جل مجدہ مرحوم کو جنت الفردوس میں اور اپنے سایۂ عاطفت میں جگہ عنایت فرمائے، ان کی قبر پر رحمت کی بارش نازل فرمائے، آمین۔

مرحوم کے جملہ متعلقین کو صبر بلکہ صبر جمیل کی توفیق عنایت فرمائے اور پسماندگاں کو

خصوصی طور پر اہل خانہ کو صبر کی توفیق عنایت فرمائے۔میں خود بھی اور ہمارے گھر کے سب چھوٹے بڑے آپ حضرات کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

مرحوم خدا کی برگذیدہ شخصیت تھی، ابن صالح تھے، نیک عمل کے نمونہ تھے، اللہ جل مجدہ نے بہت سی صفاتوں سے نوازا تھا، اور صالح صفات واخلاق حسنہ وطیبہ ان کے دل میں اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔خبر کا سننا تھا کہ دل ہل گیا۔ان کی مقبولیت کی علامت یہی تھی کہ جس نے بھی والد بزرگوار کے انتقال کی خبر سنی ان کا دل پسیج گیا، ان کے چہرے پر رنج و ملال اور حزن وغم کے آثار نمایاں ہوئے۔خدا مغفرت کرے۔ان کے جنازہ میں ایک جم غفیر کی حاضری' شاید لاجپور والوں نے کبھی نہ دیکھی ہو، اور دعائے مغفرت میں ان کی شرکت والد صاحب کی مقبولیت کی عنداللہ ایک اور مزید علامت ہے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

آپ سب حضرات عالم دین ہیں بلکہ ایک تاریخ ساز علمی شخصیات ہیں، علوم دینی کا کافی ووافی حصہ آپ کے پاس ہے جو آپ کو ملا ہے، اور دین کی خدمت میں آپ سب حضرات مشغول اور مصروف ہیں۔آپ حضرات کو نصیحت کی باتیں بتلانا یا تعزیتی کلمات پیش کرنا سورج کی طرف اشارہ کرکے بتلانا ہے کہ دیکھو یہ سورج ہے۔خیر! جب بھی دعائیں کریں مرحوم کے لئے دعاء مغفرت کرکے اپنے دل وقلب کو مطمئن کریں، اللہ جل مجدہٗ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے، آمین۔

''جملہ معترضہ کے طور پر:...... جب حضرت مولانا علی محمد تراجوی رحمہ اللہ علیہ کا انتقال ہوا اور لوگ تعزیت کے لئے ان کے صاحبزادوں کے پاس آتے تھے، اس وقت کا ایک واقعہ مجھے یاد پڑتا ہے کہ ڈابھیل جامعہ کی ایک شخصیت (جن کا نام اس وقت یاد نہیں) نے ارشاد

فرمایا: مولانا مرحوم ایسے درجہ پر فائز تھے کہ ہم ان کے لئے کیا دعاء مغفرت کریں بلکہ ہمیں ان کے صدقے اور وسیلے سے اپنے لئے دعاء مغفرت کرنی چاہئے‘‘۔

آپ کے والد صاحب بھی نیکی کا ایسا مجسمہ تھے کہ ہم سب کو ان کے وسیلہ سے اور صدقہ سے اپنے لئے دعاء مغفرت کرنی چاہئے۔مرحوم کافی عرصہ مریض بھی رہے اور بیمار بھی ،اور مرض نے ان کا ساتھ نہ چھوڑا ، بلکہ مرض ان کے ساتھ داعیٔ اجل کے آنے تک ساتھ رہا اور انتقال کے ساتھ ہی ان کا ساتھ چھوڑا۔ پھر بھی صابر وشاکر بن کر زندگی گذاری‘ یہی تو علامت ہے برگذیدہ بندہ ہونے کی ،اللھم اغفرہ وارحمہ وسکّنہ فی الجنۃ،اللھم لا تحرمنا اجرہ ولا تفتنا بعدہ‘ یرزقکم اللہ صبرا جمیلا وعلی من فقدتم اجرا عظیما وجزیلا۔

میرے ان سے ذاتی تعلقات تو ہم عصر وہم سبق اور ہمراہی ہونے کی وجہ سے معمولی سے تھے۔ہم نے تقریبا:۱۹۵۷ء میں فارسی اول ساتھ ہی پڑھا۔جمعرات کا سفر اکثر ساتھ ہوتا تھا،اپنے اپنے گھر آنے کے لئے ،طلباء‘ طلباء ہوتے ہیں مگر ہم نے کبھی ان کو شرارت یا کسی اور مصروفیت یا مشغولیت میں نہیں دیکھا،اپنے کام سے کام رکھتے تھے،مگر چونکہ اتفاقا میں نے ایک سال بعد جامعہ چھوڑ دیا لہٰذا یہ سلسلہ بھی منقطع ہوگیا ، بعد میں ان سے کافی رابطہ رہا۔لاجپور جمعہ یا عید کی نماز کی وجہ سے آنا جانا ہوجاتا تھا،اور میرے تراج کے قیام کے دوران بھی آمد ورفت رہتی تھی ،اور کبھی عید کی نماز کی وجہ سے آگئے تو ملاقات ہوجاتی تھی

پینتیس سال بعد جب میرا انڈیا جانا ہوا،اس وقت ملاقات ہوئی ، پہچان لیا۔مہمان کا مہمانی سے اکرام کیا گیا ، اللہ جزائے خیر فرمائے ۔ وقت کی قلت کے پیش نظر دوسری مرتبہ جانا نہ ہوا جس کا افسوس رہا۔

والد صاحب کے بارے میں غائبانہ بہت کچھ سنا، سب نے اچھے کلمات کہے، بہترین الفاظوں کے ذریعہ ان کی زندگی کا نقشہ کھینچا، ان کی نیکی اور نیکی کی صلاحیت کے بارے میں بھی بہت کچھ سنا، عالم نہیں تھے بلکہ عالموں سے بھی زیادہ علم رکھتے تھے، علمی وفکری لحاظ سے، یہ چیزیں ان کے مطالعہ سے اور علماء کرام وصلحاء امت کی صحبت سے ان کو ملی بلکہ میں تو کہوں گا وراثت میں ان کو علمی سرمایہ کے ساتھ ساتھ درد وفکر اور علم وعمل کا کافی ووافی حصہ ملا ۔ان کی خدمت میں ماہناموں اور ہفتہ واری رسائل کافی تعداد میں آتے تھے اور ان سے شغف بھی تھا، مطالعہ میں انہماک ان کی زندگی کا عام مشغلہ تھا۔ کتابوں سے دوستی کیا خوب! امام مالک (رحمہ اللہ) نے کیا بہترین باتیں کہیں: ''خیر الجلیس فی الزمان کتاب '' یہ کتابیں کسی کی غیبت نہیں کرتی، بلکہ کتاب اچھی ہے جو بہترین رہنمائی کرے گی، اور بہترین ساتھی اور دوست بنے گی۔

مذکورہ بالا باتیں دوستوں اور بزرگوں سے سنی ہوئی تھیں جو تذکرہ کر دی گئی ہیں۔ اللہ جل مجدہ ان کی نیکیوں کو قبول فرمائے اور علماء کرام اور عام مہمانوں کا جو اکرام کرتے تھے ان کے صدقہ میں ان کو خوب خوب آخرت کی ترقیات سے نوازے، آمین۔

مزید کیا تحریر کروں! وقتی طور پر جب قلم سنبھالا، یاد آتا گیا لکھتا گیا، مختصر سا لکھا گیا ہے۔ امید ہے کہ قبول فرما کر شرف قبولیت سے نوازتے ہوئے ممنون فرمائیں گے۔

اور آخر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا واقعہ تحریر کرتا چلوں جو آپ ہی کی زبان مبارک سے بارہا سنا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے علمی مرتبہ سے ہم سب حضرات واقف ہیں۔ خود فرماتے ہیں کہ والد محترم حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو لوگوں نے مختلف دعائیں دیں اور تعزیتیں پیش کیں، مگر ایک اعرابی نے تعزیت کے طور پر جو اشعار

پیش کئے ان سے مجھے جو تسلی اور اطمینان ہوا وہ کسی اور چیز سے حاصل نہیں ہوا۔اس وقت میں بھی یہی دو اشعار آپ کی خدمت میں پیش کر کے تعزیت بھی کرتا ہوں اور مرحوم والد صاحب کے لئے دعا گو بھی ہوں ؎

اصبر نكن بك صابرين فانما　　صبر الرعية بعد صبر الرأس

خير من العباس اجرك بعده　　والله خير منك للعباس

ہر ایک کے لئے والد صاحب کا سایہ ایک سایہ دار درخت کی طرح ہوتا ہے،اوران کی وجہ سے ہمارے خاندان میں،بستی میں اور عوام میں ہماری ایک پہچان اور ہمارا ایک تعارف ہوتا ہے،اور بہت ساری آنے والی مصائب بھی ان کی وجہ سے دور ہو جاتی ہیں،اور اس سایہ میں جو لطافت اور زندگی کا مزہ اور بے فکری ہوتی ہے یہ سب ان کی شفقت،مہربانی اور دلداری کا بہترین نمونہ ہوتی ہے،یہ ہمیں جب معلوم ہوتا ہے اور پتہ چلتا ہے جب ہم اس سے محروم ہو جاتے ہیں،لیکن اللہ کے امر ﴿كل نفس ذائقة الموت﴾ کے سامنے ہم بے بس ہیں۔خیر!اللہ مغفرت کرے،نیک اور صالح شخصیت تھی۔اب پتہ نہیں،ایسی شخصیت آنکھوں کو دیکھنے کی کب ملے۔

احقر:یوسف بن احمد پٹیل ماما(کفلیتوی)عفی عنہ

بروز جمعہ مؤرخہ ۱۰/ذی القعدہ ۱۴۳۵ھ مطابق ۵/ستمبر ۲۰۱۴ء

....

نوٹ:......خط بہت دنوں پہلے لکھا گیا تھا،یاد ہی نہ رہا کہ آپ کی خدمت میں پیش کروں۔آج اتفاق سے ذہن میں یہ بات آئی تو متوجہ ہوا اور قلیل ترمیم کے ساتھ اور یہ نوٹ لکھ کر آپ کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے،تاخیر بدل عفو کا خواہاں!منہ

مکتوب از: حضرت مولانا نسیم اختر شاہ قیصر صاحب مدظلہم

باسمہٖ تعالیٰ

محترم ومکرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے آپ مع اہل خانہ بعافیت ہوں گے۔

لندن سے اپنے ایک محسن اور کرم فرما کے ذریعہ حضرت مولانا اسماعیل صاحب رحمہ اللہ کے وصال کی اندوہ ناک اطلاع ملی، جس سے میں اور اہل خانہ بے حد متأثر ہوئے، بلاشبہ وہ ایک بہترین صاحب کردار اور صاحب اخلاق انسان تھے اور قدیم روایتوں کے حامل ایسی شخصیت تھے جن کے مشفقانہ اور بزرگانہ سلوک کے چھینٹے مجھ پر بھی پڑے، یقینی طور پر ہم خوردوں کے لئے ان کی شخصیت مثالی تھی۔

میرے والد مرحوم مولانا سید محمد ازہر شاہ قیصر رحمہ اللہ سابق مدیر رسالہ دارالعلوم دیوبند سے قریبی' گہرے اور مخلصانہ تراسم تھے، اور یہ ان کے بلند اخلاق ہونے کی نشانی ہے کہ حضرت کشمیری رحمہ اللہ کی نسبت سے میں تیسری نسل کا فرد بھی ان کی عنایتوں سے کبھی محروم نہ رہا۔ وہ عملی انسان تھے اور تمام عمر عملی معاملہ فرماتے رہے۔ خداوندِ قدوس حضرت کو اپنی آغوش رحمت میں جگہ دے، ان کے درجات بلند فرمائے، آمین۔ ہم سب کی جانب سے سب افراد کی خدمت میں تعزیت مسنونہ پیش ہے۔ والسلام

نسیم اختر شاہ قیصر

شاہ منزل، محلّہ خانقاہ، دیوبند

۲۲ر رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۱ر جولائی ۲۰۱۴ء

مکتوب از: قاری اسماعیل بسم اللہ صاحب مدظلہم

بانی ومہتمم جامعۃ القراءات کفلیۃ

باسمہ سبحانہ وتعالی

محترم ومکرم حضرت مولانا مرغوب احمد ومفتی رشید احمد وحافظ خلیل احمد صاحبان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید کہ مزاج گرامی بعافیت ہوں گے۔

رمضان المبارک میں والدمحترم حضرت بھائی میاں صاحب رحمہ اللہ کی رحلت ہم سب کے لئے ایک عظیم حادثہ ہے،قرابت داری کے علاوہ ''جامعۃ القراءات کفلیۃ'' سے کیا نسبت اور محبت تھی، اس سے ہم سب بخوبی واقف ہیں،اوربچپن ہی سے والدمرحوم حافظ داؤدبسم اللہ صاحب رحمہ اللہ نے ہم بھائیوں کے دلوں میں ان کی عظمت اوراحترام یوں کہہ کربٹھایا تھا کہ: یہ اللہ کے ولی ہیں،اس لئے جب ہم لاجپور حاضر ہوتے یا بھائی میاں صاحب ڈابھیل ہمارے گھرتشریف لاتے یاجامعہ اسلامیہ تعلیم الدین کی خانقاہ میں ماہ رمضان المبارک میں حاضرہوتے تووالدصاحب کا پہلاسوال ہوتا کہ: بھائی میاں صاحب سے ملاقات کرکے دعالی یانہیں؟ جامعہ کی کوئی تعمیر حضرت بھائی میاں صاحب کی دعاکے بغیر شروع نہیں ہوئی،جب بھی کسی تعمیر کا پروگرام ہوتا تو والدمرحوم حافظ داؤدصاحب جو بھائی میاں صاحب کومسلم بزرگ مانتے تھے،آپ کی خدمت میں حاضرہوکردعامیں شرکت کی درخواست کرتے، بھائی میاں صاحب فوراًتیارہوکرجامعہ تشریف لاتے اورمجوزہ زمین پربنیادرکھ کردعاکے لئے ہاتھ اٹھاتے،جامعہ کی مسجد جہاں قائم ہے،اس کی بنیادکے موقع پراحقر بنگال کے سفر پرتھا،والدمحترم رحمہ اللہ بھائی میاں صاحب کے ساتھ تشریف لائے

اورصرف ان دونوں حضرات ہی نے مقررہ جگہ پر بنیاد رکھی، اور دیر تک دعائیں فرماتے رہے، انہیں دعاؤں کی برکت ہے کہ اللہ کے فضل وکرم سے اتنی عالیشان مسجد تعمیر ہوگئی، ورنہ تعمیر مسجد کے سلسلہ میں بڑے حالات پیش آئے، ایک صاحب نے پوری مسجد تعمیر کرانے کا وعدہ کرلیا، اور ابتداء میں کچھ رقم بھی عنایت کی، پھر نہ معلوم کیا ہوا پلٹ کر جواب نہیں دیا، لیکن اللہ کے نیک ومخلص بندوں کے آنسو رائگاں نہیں جاتے، اللہ نے وہ انتظام فرمایا جو انسانی سوچ سے بالاتر ہے۔ جامعہ کے اساتذہ وطلبہ سے بڑا تعلق تھا، جب بھی کوئی پروگرام ہوتا بھائی میاں صاحب کی حاضری نہ ہو یہ ناممکن تھا، جامعہ سے متعلق جب بھی کسی اہم کام کو انجام دینے کے بارے میں مشورہ ہوتا یا ذاتی کوئی اہم کام ہوتا فوراً دعا کے لئے حاضر ہوتا، ملاقات پر دعاؤں سے نوازتے اور کام کرنے کی ہمت اور ڈھارس بندھاتے، واپسی میں اپنے آپ میں ایک دلی خوشی واطمینان اور سکون محسوس کرتا۔ اسی طرح رمضان المبارک کی مبارک گھڑیوں میں جامعہ میں تراویح کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے، جس میں یہ حقیر بذات خود الحمدللہ قرآن کریم سنانے کا اہتمام کرتا ہے، دیگر اساتذہ وطلبہ بھی اطراف وجوانب میں قرآن کریم سنانے کے لئے تشریف لے جاتے ہیں، اس میں بھی خیر وخوبی کے ساتھ پائے تکمیل کو پہنچنے کے لئے دعاؤں کا تحفہ لینا ضروری سمجھتا تھا، امسال بھی رمضان المبارک سے قبل اپنے بچوں کو ساتھ لیکر حاضر خدمت ہوا، اور دعا لیکر رمضان المبارک کے معمولات کا آغاز کردیا، آہ اب وہ ہنستا چہرہ، دعاؤں سے نوازنے والی زبان ہمیشہ کے لئے خاموش ہوگئی، امسال جامعہ کی تعلیم کا آغاز ہوا اس وقت ایک عجیب غم اور احساس دل پر طاری ہوگیا، بے لوث دعا کرنے والی شخصیت سے ہم محروم ہوگئے، چنانچہ ان کی یاد تازہ کرنے اور خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے :۲۲؍شوال المکرّم ۱۴۳۵ھ

مطابق ۱۹/اگست ۲۰۱۴ء بروز منگل بعد نماز ظہر جامعہ میں ایک تعزیتی اجلاس منعقد کیا گیا جس میں یٰسین شریف کی تلاوت کے بعد خصوصی طور پر برادر مکرم حضرت مفتی عباس صاحب بسم اللہ دامت برکاتہم کا روح پرور خطاب ہوا، اور عجیب وغریب حالات سامنے آئے، حضرت ہی کی پرسوز دعا پر مجلس کا اختتام ہوا، اللہ تعالی مرحوم کو اپنے شایان شان بدلہ نصیب فرمائے، اور ہم سب پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ بندہ کا یہ معمول ہے کہ صبح یٰسین شریف کی تلاوت کر کے اس کا ثواب اعزہ واقرباء، اساتذہ اور اکابرامت کو ایصال ثواب کرتا ہے، بھائی میاں صاحب کے انتقال کے بعد اس معمول میں حضرت کو بھی شریک کرلیا ہے، اور انشاء اللہ تادم حیات کرتا رہے گا۔

ہم کیا تعزیت پیش کریں، اللہ نے آپ بھائیوں کو علم دین سے مالا مال فرما کر خدمت دین کے لئے مُوَفَّق فرمایا ہے، یہ بہت بڑی دولت ہے، جو بموجب حدیث پاک والد مرحوم کے نجات کا ذریعہ ہے انشاء اللہ۔ فقط والسلام

اسماعیل بسم اللہ

خادم جامعۃ القراءات کفلیتہ، سورت

۴/ذی قعدہ ۱۴۳۵ھ مطابق ا/ستمبر ۲۰۱۴ء

مکتوب از: رفیق محترم مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب راجکوٹی مدظلہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رفیق محترم ومکرم مولانا مرغوب احمد صاحب، زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عافیت خواہ بعافیت ہے۔ امید کہ آپ کے مزاج گرامی بھی اچھے ہوں گے۔ ماہ مبارک میں آنجناب کے والد ماجد جوار رحمت میں پہونچ چکے، اس پر قلق ہے۔ جنازہ میں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی، بہت بڑا مجمع تھا، رمضان المبارک میں روزہ کی حالت میں وہ بھی ۹/۱۰ ربجے جو خاص آرام کا وقت ہوتا ہے، اتنا بڑا مجمع آیا کہ بیان نہیں کیا جا سکتا، جنازہ میں طویل بانس باندھے ہوتے ہوئے بھی کندھا دینے سے محروم رہا۔ احقر نے اپنی زندگی میں کسی غیر عالم کے جنازہ میں اتنا برا مجمع نہیں دیکھا یقیناً ''بیننا و بینکم یوم الجنازۃ'' کا ظہور تھا۔ والد ماجد کے ساتھ اہل علم وارباب فضل وکمال اور محبت کے تعلق کا علم جنازہ کے روز ہوا۔

احقر کے ساتھ ان کی بڑی دعا وتوجہ شامل حال تھی، جب بھی ملاقات ہوتی ضرور پوچھتے کہ: کوئی مضمون لکھا؟ احقر کی کوئی کتاب منظر پر آتی تو ملاقات کے وقت خوب دعائیں دیتے، اور حوصلہ افزا کلمات ارشاد فرماتے، ایک موقع پر فرمایا کہ: ''میں نے حرم شریف میں آپ کے لئے دعا کی'' میرا خیال ہے کہ جو کچھ ٹوٹا پھوٹا شکستہ قلم سے لکھنے کی توفیق ہوئی ہے یہ ایسے مخلصوں کی دعا کی برکت ہے، باقی ''من آنم کہ من دانم''

بہرحال والد ماجد کا وصال صرف آپ کے گھرانہ کا صدمہ نہیں بلکہ پورے گجرات کا صدمہ ہے۔ آنجناب یہاں موجود ہوتے تو خدمت میں حاضر ہو کر تعزیت کرتا، مجبوراً چند

کلمات تعزیت لکھ کر تسلی دیتا ہوں:

''ان لله ما اخذ وله ما اعطى وكل عنده باجل مسمى فلتصبر ولتحتسب''

مجبوری کی بنا پر بذریعہ خط تعزیت یہ بھی ہمارے حضور ﷺ کی ایک سنت ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کے وصال کے موقع پر حضور ﷺ نے اپنے گرامی نامہ کے ذریعہ تعزیت فرمائی تھی، گرامی نامہ کا پرسوز اور درد بھرا وہ پیارا مضمون ''حصن حصین'' میں موجود ہے، موقع ہو تو ملاحظہ فرمالیں۔ اپنے اپنے وقت پر جانا تو ہر ایک کو ہے، لیکن وہ جانے والا کتنا خوش نصیب ہے جس کی اصل وفرع دونوں اہل علم ہوں، واقعۃً آپ دونوں بھائی ''وكان ابوهما صالحا'' کے مصداق ہوں کہ ایک ''شیخ التصنیف'' ہے اور دوسرا ''شیخ الحدیث''۔ اللہ تعالی اس صدقۂ جاریہ کو قبول فرماویں، والد صاحب کی موجودگی میں اللہ تعالی جن خیرات و برکات سے نوازتا رہا ان کے وصال کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رکھیں، تمام پسماندگاں کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرماوے، دلی دعا ہے ؎

اے غفور! اے رحیم! اللہ میاں — بخش دے، رحم کر، بر بھائی میاں
تجھ سے کرتا ہے دعا عبد دل حزیں — یاالٰہی! بخش دے مرحوم کو خلد بریں
یاالٰہی ان کے فرزندوں کو دے صبر جمیل — مرنے والے کو سکون سرمدی اجر جزیل
قبر کو گھیرے رہیں لمعات حق کی تابشیں — روز وشب ہوتی رہیں ابر وکرم کی ابرشیں

آپ کی خدمت میں دو کتابیں: (۱): محمود الرسائل، (۲): راہ اعتدال، پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں، قبول فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ ملنے کی اطلاع دیں تو مزید کرم، اگرچہ عادت شریفہ کے خلاف ہے، فقط طالب دعا:

احقر عبد القیوم راجکوٹی۔ از: جامعہ ڈابھیل

۱۲/شوال المکرّم ۱۴۳۵ھ

مکتوب از: حضرت مولانا محمد امجد بیمات صاحب مدظلہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بخدمت گرامی منزلت حضرت مفتی عبدالرشید صاحب، زید مجد ہم

السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ

بعدہ امید ہے کہ مزاج گرامی بعافیت ہوں گے۔

آں محترم کا ارسال کردہ گرامی نامہ موصول ہوا، جس میں والد محترم (جن کا وجود باعث رحمت تھا) کی وفات کے حادثہ کی خبر تھی، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یقیناً ہر مؤمن کا یہ عقیدہ ہے کہ ہر ایک کو اس دنیا سے ایک دن دار بقاء کی طرف کوچ کرنی ہے۔ شاعر عربی نے خوب ترجمانی کی ہے ؎

ولو کان فی الدنیا بقائ لساکن　　لکان رسول اللہ فیھا مخلدا

وما احد ینجو من الموت سالما　　وسھم المنایا قد اصاب محمدا

محترم! والد صاحب کی وفات یقیناً ایک مصیبت کبریٰ ہے، اس موقع پر میں ایک بدو کے انہی اشعار سے آپ کی تعزیت مسنونہ کرتا ہوں جن سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو اپنے والد محترم کی وفات حسرت آیات پر سب سے زیادہ تسلی حاصل ہوئی تھی ؎

اصبر نکن بک صابرین فانما　　صبر الرعیۃ بعد صبر الرأس

خیر من العباس اجرک بعدہ　　واللہ خیر منک للعباس

دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مکمل مغفرت فرمائے، اوران کے درجات بلند فرمائے، اعلیٰ علیین میں انہیں جگہ نصیب فرمائے، اورآپ تمام پسماندگان کو صبر جمیل اوراجر جزیل کی دولت نصیب فرمائے۔

ایں دعاء از من و جملہ جہاں

حضرت والد صاحب کے لئے طلبہ سے ختم قرآن شریف کروا کر دعاء کروائی گئی، میں سفر سے ایک ہفتہ پہلے حاضر ہوا، اس لئے جواب لکھنے میں تاخیر ہوگئی۔فقط والسلام

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محتاج دعاء

مفتی امجد غفرلہٗ

خادم مدنی دارالتربیت، کرمالی

۳/ذی القعدہ/۱۴۳۵ھ مطابق ۳۰/اگست ۲۰۱۴ء

....

مکتوب از: شوری دارالعلوم ہدایت الاسلام، عالی پور، گجرات

باسمہٖ تعالی

صاحب علم وفضل، خادم قرآن وسنت، جناب مولانا مفتی مرغوب صاحب ومولانا مفتی رشیداحمد صاحب! زیدمجدکم السامی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد تحیۂ مسنونہ!

رمضان کا پر بہار نورانی مہینہ تھا، رحمت ومغفرت کی روشن رات تھی، انوار وتجلیات چھم چھم برس رہی تھیں، اور بہت سے بندگان خدا میں کوئی تو سربسجود تھا، تو کوئی ذکر وتلاوت میں مشغول، کوئی دست بدعا تھا، تو کوئی آہ وزاری اور مناجات کی لذتوں سے سرشار، ایسے روح پرور، پرکیف لمحہ میں رب کریم کسی قدسی روح کو اپنے حضور بلالے یہ اس کے سعید ونیک

بخت‘ مقبول ومحبوب اور مغفور ومرحوم ہونے کی دلیل ہے۔

اکابر و مشائخ کے محبوب نظر‘ علماء وصلحاء کے منظور نظر‘ عجز و نیازمندی کے پیکر‘ اخلاق کریمانہ کے خوگر اوراد ووظائف کے پابند‘ کتب و رسائل کے شیدائی‘ مدارس و مکاتب‘ دعوت وتبلیغ اور خانکاہ کے دل و جان سے قدر دان، یہ وہ اوصاف وکمالات ہیں آپ کے بر گزیدہ والد مکرم کے جنہیں کسی ایک شخصیت میں ڈھونڈھنا نادر نہیں تو کمیاب ضرور ہے، یہی تو وجہ ہے کہ ان کی رحلت کی خبر نے بے شمار آنکھوں کونم کر دیا، حسرت وغم کے ساتھ ان کے جسد سعید کو کندھوں کے سہارے مرقد تک پہونچایا، دھڑکتے دلوں جوار رحمت کے حوالے کیا، اور یوں کہتے ہوئے لوٹے ع

اب انہیں ڈھونڈھ چراغ رخ زیبا لے کر

جبکہ کسی صاحب دل کے جذبات کچھ اس طرح تھے

بفردوس اعلیٰ بود جائے او بہشت بریں بود ماوائے او

مرحوم کا ہمارے ادارہ سے بھی والہانہ تعلق تھا، اس راہ سے گزرتے ہوئے تشریف لاتے، ان کی ملاقات سے اساتذۂ کرام عجیب محبت محسوس کرتے۔ اساتذہ نے اپنا حق سمجھا کہ تلاوت کر کے ایصال ثواب کریں، اور دعائے مغفرت کریں۔ ہم خدام مدرسہ آپ کے غم میں شریک اور دعاؤں کے متمنی ہیں۔ ادارہ اور اساتذہ کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

فقط والسلام

از: شوریٰ دارلعلوم ہدایت الاسلام

عالی پور، گجرات (انڈیا)

مکتوب از: حضرت مولانا عبدالستار اسلام پوری صاحب مدظلہ

باسمہ تعالیٰ

بخدمت ذی المجد والکرم جناب مولانا مفتی رشید احمد صاحب مدظلہ العالی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد تحیۃ المسنون مزاج گرامی بعافیت ہوں گے، بندہ مع اہل خانہ بعافیت ہے۔

آج مؤرخہ: ۲۴رشوال کو گرامی نامہ موصول ہوا، جس میں والد صاحب کے وفات کی خبر تھی، اس سے قبل مولوی عبد اللہ لاجپوری (مدرس ماٹلی والا) نے فون سے بتایا تھا، رمضان میں سفر کی وجہ سے تعزیت پیش نہ کرسکا، اس وقت بذریعہ خط تعزیت پیش کرتا ہوں، امید ہے کہ قبول فرمائیں گے۔ والد ماجد کا سایہ یہ بہت بڑی نعمت ہے، اور بالخصوص ایسے والد جن کی زندگی قابل رشک ہو، بہت بڑے عالم دین نے جن کی تربیت کی ہو، اور اپنی اولاد کو عالم دین اور دیندار بنانے کی سعی کی ہو، ایسے والد ماجد کا رحلت فرمانا صرف اہل خانہ کے لئے نہیں، بلکہ ہمارے لئے بھی باعث غم ہے، ایسے نیک لوگوں کی وجہ سے اللہ تعالی رحمت بھیجتے ہیں۔ آپ کے والد ماجد کو اللہ تعالی نے اچھے صفات عطا فرمائے تھے، اللہ تعالی قبول فرمائے، اللہ تعالی مرحوم کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس میں اعلی مقام نصیب فرمائیں، اور آپ سب کو صبر جمیل کا بہترین بدلہ نصیب فرمائے، بندہ خود بھی مرحوم کے لئے ایصال ثواب کر رہا ہے، اور طلبہ اور اساتذۂ کرام سے بھی ایصال ثواب کروا رہا ہے۔ آپ سے بھی دعا کی درخواست ہے۔ فقط والسلام

عبدالستار اسلام پوری

مدرس جامعہ وڈالی گجرات

مکتوب از: حضرت مولانا عبدالمنان صاحب مدظلہ، آگرہ

کل من علیھا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام

ترجمہ: جتنے روئے زمین پر موجود ہیں سب فناء ہو جائیں گے، اور آپ کے پروردگار کی ذات جو عظمت اور احسان والی ہے باقی رہ جاویگی۔ (بیان القرآن)

محترم عالی جناب مفتی عبدالرشید صاحب شیخ الحدیث جامعۃ القراءات کفلیتہ گجرات

السلام علیکم ورحمة الله وبركاته

آپ موصوف کے والد مرحوم ومغفور بھائی میاں صاحب کی خبر افسوس ناک بھی تھی اور پُر ملال بھی، مگر ہر فردِ امت کو صابر بھی ہونا اور رابط بھی اور حامد بھی ہونا ضروری ہے، رب ذوالجلال کا نظام ہے جس سے کسی بھی شئی کا کوئی دخل اور اختیار نہیں۔ بس یہی دعاء ہے کہ اس ناچیز اور جملہ اساتذہ اور طلباء (مہمان رسول ﷺ) کی کہ مرحوم کو جنت الفردوس بیت الحمد میں ارفع واعلی وعظمی مقام نصیب فرمائے۔

بھائی میاں صاحب مرحوم ایک اچھے انسان وصوفی تھے۔ اللہ تعالی قبر سے لیکر حشر تک کا میابی وکامرانی عطاء فرمائیں، جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿لا تقنطوا من رحمة الله﴾ ﴿فسوف يحاسب حسابا يسيرا﴾ کا معاملہ فرمائے، نیز جملہ پسماندگان کو صبر جمیل و جزیل عطا فرمائے، آمین۔

فقط والسلام

عبدالمنان صاحب قاسمی

خادم دارالعلوم اصحاب صفہ آگرہ

مکتوب از: مولانا یوسف بھولا کفلیتوی صاحب مدظلہ، امریکہ

حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم

امید ہے حضرت خیریت سے ہوں گے۔ ماہ رمضان میں آپ کے والد محترم رحمہ اللہ کی انتقال کی خبر موصول ہوئی، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس ناگہانی خبر سے بہت دکھ ہوا، پھر سوچتا رہا اور دل دل میں ان کے مربیانہ تربیت کو یاد کر کے دعا کرتا رہا، اور امریکہ کی دوسری مساجد میں دعاؤں کا اہتمام بھی کرایا۔ اللہ تعالی والد مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلی مقام عطا فرمائے، اور آپ کو اور آپ کے سب بھائی بہنوں کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین۔

غالبا میرے عربی دوم والے سال میں دو ماہ کی تعطیلات میں تقریبا دس دن آپ کے والد صاحب کے ساتھ جماعت میں وقت گذرا، آپ کے والد مرحوم نے ان دنوں میں مجھ جیسے نوجوان طالب علم سے جو شفقت کا معاملہ کیا، میں یاد کر کے اب رو رہا ہوں، کاش میں قدر کر لیتا۔ آپ کے والد مرحوم تو مادرزاد ولی تھے۔ فنافی الخدمت تھے، عیاری' مکاری سے پاک' ہمہ تن ذکر وتلاوت، اور تبسم' مسکراہٹ سے پیش آنا اور مہمان نواز تھے۔ کاش میں مزید وقت لگاتا، پھر بھی امریکا سے جب بھی آنا ہوا ان کی ملاقات کرتا اور دعا کی درخواست کرتا تھا۔ میرے مشفق استاذ مولانا ابوبکر غازی پوری رحمہ اللہ سے بھی ان کو والہانہ محبت تھی، اور حضرت الاستاذ بھی والد مرحوم کا خوب تذکرہ میرے سامنے کرتے تھے۔ میرے والد محترم (حافظ احمد بھولا کثرت سے ہمارے گھر میں آپ کے والد صاحب کا ذکر خیر کرتے تھے۔ کفلیتہ گاؤں کے مکتب کا امتحان لینے بھی آپ کے والد صاحب تشریف لاتے تھے۔ جس مجلس میں آپ کے والد صاحب ہوتے تھے صوفیانہ جھلک اس مجلس میں

نمایاں نظر آتی تھی۔ اللہ تعالی نے آپ کے والد صاحب کو بہت خوبیوں سے نوازا تھا۔ اللہ تعالی آپ کو صبر جمیل عطا فرمائے، مجھے امید ہے کہ جنہوں نے آپ کے والد صاحب کی نماز جنازہ پڑھی؛ انشاء اللہ ان کی بھی مغفرت ہوجائے گی۔

یوسف بھولا

....

مکتوب از: مولانا محمد نسیم فلاحی اونوی

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے

بڑی مشکل سے ہوتا چمن میں ایک دیدور پیدا

قابل صد احترام مکرم ومحترم حضرت مولانا مفتی مرغوب صاحب، ومفتی رشید صاحب اور جملہ پسماندگان عزیز واقارب، رزقکم اللہ صبراً جمیلاً واجراً جزیلاً

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاته

بعد سلام مسنون امید ہے کہ آپ حضرات خیریت وعافیت سے ہوں گے، نیز اللہ تعالی ہمیشہ عافیت سے ہی رکھے۔

عرض خدمت یہ ہے کہ آپ حضرات کے والد ماجد فخر لاجپور؛ یادگار سلف؛ نمونۂ اسلاف حضرت اقدس الحاج اسماعیل عرف ''بھائی میاں'' صاحب رحمہ اللہ کے انتقال پر ملال کی دردناک اطلاع موصول ہوتے ہی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں، درد اور تکلیف کی شدت سے ایسا محسوس ہورہا تھا کہ دل پھٹ جائے گا۔ بلا شبہ موصوف کی وفات حسرت آیات ہم سب کے لئے ایک عظیم حادثہ ہے جس سے ہم سب دوچار ہوگئے ہیں، یقیناً آپ حضرات کے لئے تو یہ ناقابل تلافی نقصان ہے ہی، اس حادثہ سے جہاں آپ حضرات کو صدمہ ہوا

ہے وہیں بندۂ ناچیز کو بھی ذاتی طور پر ایک ایسے شفیق اور مہربان ذات سے محرومی کا احساس ہو رہا ہے جن کی دعاؤں اور مخلصانہ توجہات کی برکت سے اللہ تعالیٰ بہت سارے مسائل کو حل فرما دیا کرتے تھے، بلکہ اگر یہ کہا جائے تو شاید غلط نہیں ہوگا کہ حضرت والا چھوڑ کر اس وقت رخصت ہو گئے جب ہمیں ان کی زیادہ ضرورت تھی۔

الحمدللہ حضرت کی صحبت فیض سے اکتساب فیض کے اکثر مواقع دستیاب ہوتے رہے اور بندہ ان مواقع کو نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر، غنیمت جان کر فائدہ اٹھاتا رہا، حضرت کی زیارت و ملاقات سے مشرف ہوتا رہا، اس بات کا ہمیشہ مجھے صدمہ رہے گا کہ حضرت کی آخری زیارت نہ کر سکا، تکفین و تدفین کے عمل میں شریک نہ ہو سکا، شاید یہ سعادت میری قسمت میں ہی نہ تھی، اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ مجھے بروقت اطلاع نہیں ملی، یا میں علاقہ میں موجود نہیں تھا، بلکہ وفات کی اطلاع ملتے ہی میں اون سے روانہ ہوا، مگر ابھی پارڈی پہنچا ہی تھا کہ میرا ا کسیڈنٹ ہو گیا اور ہاتھ میں فیکچر ہو جانے کی وجہ سے مجھے بروقت ہسپتال جانا پڑا، جس کی وجہ سے تدفین میں شرکت نہیں کر سکا، اس بات کا مجھے ہمیشہ افسوس رہے گا۔

بہر حال آخر میں دعا گو ہوں کہ اللہ رب العزت مرحوم کی بال بال مغفرت فرمائے، اپنی رحمتِ خاصہ میں جگہ عنایت فرمائے، اور آپ تمام حضرات نیز جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق نصیب فرمائے۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

بس انہیں چند اور مختصر الفاظ کے ساتھ تعزیت پیش کرتے ہوئے امید کرتا ہوں کہ شرف قبولیت سے نوازیں گے۔ فقط طالب دعاء: محمد نسیم فلاحی

خادم جامعۃ الکوثر لاجپور

تعزیتی بیان

از: حضرت مولانا مفتی عباس بسم اللہ صاحب دامت برکاتہم

نوٹ:......والد مرحوم رحمہ اللہ کے وصال کے بعد لاجپور کی جامع مسجد میں اہل محبت نے ایک تعزیتی جلسہ منعقد کیا، اس میں آخری بیان اور دعا مولانا مفتی عباس صاحب بسم اللہ مدظلہ کی ہوئی۔ غالبا مفتی دبیر عالم صاحب مدظلہ نے اس بیان کو نقل کر کے ارسال فرمایا، سوانح کے آخر میں اس کو شائع کیا جارہا ہے کہ تعزیت میں آخری بیان بھی یہی تھا۔

مرغوب احمد لاجپوری

میری پیدائش اور مفتی مرغوب احمد صاحب کی آمد

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم، قال الله تبارک وتعالی: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا﴾۔ (سورۃ مریم، ایت نمبر:۹۶)

وقال رسول الله صلی الله علیه وسلم: ((صل من قطعک، واعف عمن ظلمک، واحسن الی من اساء الیک)) اوکما قال علیه الصلوۃ والسلام۔

معزز علماء کرام، بزرگو اور دوستو! بھائی میاں صاحب کے حالات سے پہلے میں اپنا حال سناتا ہوں، جب میری پیدائش ہوئی تو میرے دادا مفتیٔ گجرات حضرت مفتی اسماعیل بسم اللہ صاحب نے صبح صبح مفتیٔ اعظم حضرت مفتی مرغوب احمد صاحب کے نام ایک رقعہ لکھا کہ میرے داؤد کے یہاں ایک بچہ پیدا ہوا ہے، آپ تشریف لائیں، دادی اماں فرماتی ہیں کہ: رقعہ وہاں پہنچا اور مولانا تشریف لے آئے، اور دادا جان چند علماء کرام کو لے کر میری نانی کے یہاں پہنچے جہاں میری پیدائش ہوئی تھی، میں اپنی سعادت سمجھتا ہوں کہ اللہ کے اس برگزیدہ بندہ کی نظر اس وقت مجھ پر پڑی جب میں اس دھرتی پر آیا، اور ہوسکتا ہے مجھے ان کی گود میں بھی دیا گیا ہو۔

اور اس آمد کی وجہ یہ تھی کہ میرے دادا مفتیٔ اعظم گجرات تھے، ان کی پیدائش ۱۸۹۸ء میں ہوئی اور مفتی مرغوب احمد صاحب کی پیدائش ۱۸۸۳ء میں ہوئی تو یہ دادا سے بڑے تھے، لیکن ایک دوسرے کے تعلقات، محبت وعظمت اور ایک دوسرے کا احترام قابل رشک تھا، اور ہم نے تو پڑھا کہ میرے دادا جب دار العلوم دیوبند سے فارغ ہوئے اور رنگون پہنچے تو وہاں مفتی مرغوب احمد صاحب پہلے سے خدمت انجام دے رہے تھے، وہاں کے قیام کے زمانے میں دادا جان نے مفتی مرغوب احمد صاحب سے فقہ کی ایک دقیق کتاب ''التوضیح

والتلویح'' سمجھی ہے، گویا دادا کے استاذ بھی ہیں،مگر شاگرد کے ایک رقعہ پر تشریف لے آئے،تو ہمارا تعلق بہت پرانا ہے۔

بھائی میاں جنتی آدمی ہیں

جب مفتی مرغوب احمد صاحب کا ۱۹۶۲ھ میں انتقال ہوا، اس وقت میری عمر تقریبا ساڑھے چھ سال کی ہوگی،اس کے بعد جب بھائی میاں صاحب ہمارے گھر ڈابھیل تشریف لائے ماشاءاللہ سیاہ داڑھی اور نورانی چہرہ تھا،ہم کھیل رہے تھے، والد صاحب نے بلایا اور فرمایا: ان سے ملاقات کرو، یہ جنتی آدمی ہے،اس وقت تو شعور نہیں تھا کہ والد صاحب ایسا کیوں کہہ رہے ہیں؟اس کے بعد بھی ملاقات کے لئے ہمیں بھیجتے ان کی شفقت ومحبت اور پیار کا ایک الگ انداز تھا،آج بھی وہ منظر دل پر نقش ہے،اور وہ پیار ومحبت آج بھی ہم نے ویسے ہی پائی۔

جب مجھے شعور ہوا تو میں نے والد صاحب سے پوچھا کہ آپ ان کو دنیا میں رہ کر جنتی کیوں کہہ رہے ہیں؟ تو والد صاحب نے جواب دیا کہ:اس شخص نے اپنے والد صاحب کی ایسی خدمت کی ہے جو فرماں بردار بیٹے کے شایان شان ہے،اور والد صاحب کی خدمت کرکے انہوں نے دنیا میں جنت کمالی،اسی بناء پر میں کہتا ہوں کے یہ جنتی آدمی ہے۔اس طرح تربیت کرتے ہوئے بچپن ہی سے ہمارے دلوں میں بھائی میاں صاحب کی محبت وعظمت بٹھادی۔اور واقعی میں جو محبت بچپن میں بیٹھ گئی اس میں اضافہ ہی ہوتا گیا،کبھی کمی نہیں آئی۔

اللہ تبارک وتعالی نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا﴾۔(سورۃ مریم،ایت نمبر:۹۶)

بے شک وہ ایمان والے، ایمان کونسا؟ کامل ایمان والے، اور اعمال صالحہ کرنے والے، اور اعمال صالحہ کون سے؟ جو اخلاص سے بھر پور ہوں، اللہ تبارک وتعالی ان کی محبت کو بھر دیتے ہیں۔ اسی کو حدیث پاک میں تعبیر کیا گیا ''یوضع القبول فی الارض'' ان کی قبولیت زمین میں رکھ دی جاتی ہے۔

حدیث ''صل من قطعک'' کا عملی نمونہ

اور یہ جو حدیث آپ کے سامنے پڑھی گئی: ''صل من قطعک، واعف عمن ظلمک، واحسن الی من اساء الیک'' جو آپ کے ساتھ قطع تعلق کرے ان کے ساتھ صلہ رحمی کرو، اور جو آپ پر ظلم کرے ان کو معاف کردو، اور جو آپ کے ساتھ بُرا سلوک کرے ان کے ساتھ احسان کرو۔ اس میں حکم دیا جا رہا ہے، اور بعض اللہ کے بندے ایسے ہوتے ہیں جن کو اللہ تبارک وتعالی نے ان خوبیوں کے ساتھ پیدا کیا ہے، اور ہم یقین کے ساتھ دیکھ رہے ہیں کہ بھائی میاں صاحب نے اسی شان کے ساتھ زندگی گذاری۔

اور والد صاحب کی تربیت کا یہ اثر تھا کہ بچپن ہی سے بھائی میاں صاحب کی محبت دل میں بیٹھ گئی تھی، اور دل میں بار بار داعیہ پیدا ہوتا کہ ان سے ملنے جانا چاہئے، جب کبھی حاضر ہوتا تو بہت ہی اکرام کا معاملہ فرماتے۔

حوصلہ افزائی کا ایک نمونہ

ایک مرتبہ عجیب ہوا ''الاصلاح'' نامی ماہنامہ رسالہ میں فخر گجرات حضرت مولانا علی محمد صاحب تراجوی کے حالات شائع ہوئے، وہ زمانہ زیروکس کا نہیں تھا، میں نے اپنے ہاتھ سے پورا مضمون کاپی میں نقل کر لیا اور بھائی میاں صاحب کے پاس آیا، بھائی میاں صاحب اکثر بزرگوں کے حالات سناتے تھے، میں نے کہا ''الاصلاح'' میں فخر گجرات کا یہ

مضمون شائع ہوا ہے، تو فرمایا: کاپی میرے پاس رکھ دو، میں نے وہ کاپی دے دی، آئندہ جمعہ میں میرے استاذ مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم لاجپور تشریف لائے، حضرت بھائی میاں صاحب نے وہ کاپی سامنے کر دی کہ آپ کے شاگرد مفتی عباس لکھ کر لائے ہیں، حضرت مفتی صاحب نے پورا مضمون پڑھا اور وہیں بیٹھے بیٹھے گجراتی سے اردو میں ترجمہ فرما دیا، بھائی میاں صاحب نے وہ ترجمہ محفوظ کر لیا اور ''رسالہ دارالعلوم دیوبند'' میں بھیج دیا اور وہاں سے چھپ کر آ گیا، جب چھپ کر آیا تو مجھے پتہ چلا، میں بھائی میاں صاحب کی خدمت میں آیا اور واقعہ پوچھا تو بھائی میاں صاحب نے بتلایا کے آپ کے استاذ محترم تشریف لائے تھے میں نے وہ کاپی پیش کی اور مفتی صاحب نے بیٹھے بیٹھے وہیں ترجمہ فرما دیا، اور میں نے ''ماہنامہ دارالعلوم دیوبند'' میں بھیج دیا، اور دارالعلوم والوں نے اسے شائع کر دیا، اور ظاہر بات ہے اس میں میری حوصلہ افزائی اور آگے بڑھانے کا راز پنہاں تھا، ایسے بے شمار واقعات ہیں۔

بھائی میاں کی صحبت کی برکت اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی زیارت

ایک عجیب واقعہ بتاتا ہوں، ایک مرتبہ جمعہ کے دن میں بھائی میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا، جمعہ کی نماز پڑھی اور فراغت کے بعد میں مولانا حکیم صاحب، مولانا راجا صاحب اور گاؤں کے بڑے بڑے رؤسا جن میں سے بعض کو میں جانتا بھی نہیں تھا، سب بھائی میاں صاحب کے گھر آئے، چائے کا دور چلا، چائے سے فراغت کے بعد یکے بعد دیگرے سب اٹھ کر جانے لگے لیکن میں عصر تک بیٹھا رہا، جانے کا جی نہیں چاہ رہا تھا، اور دل میں عجیب سکون محسوس کر رہا تھا، اور یہ احساس ہو رہا تھا کہ واقعۃً اس شخص میں کوئی کمال ہے، اور ان کی صحبت میں آنے سے وہ کمال ہمارے اندر بھی پیدا ہو سکتا ہے، اتنے میں عصر

کی اذان ہوئی اور نماز پڑھنے چلا گیا، نماز کے بعد اجازت چاہی کے دورۂ حدیث کا سال ہے، بعد نماز مغرب سبق پڑھنا ہے، اس کے بعد تکرار ومطالعہ کی مشغولیت ہے، اس زمانہ میں جامعہ میں سہ ماہی امتحان ہوا کرتا تھا، اور صفر کا پہلا ہی جمعہ تھا، میں واپس ہوا تو دل پر بہت ہی اثر تھا، مدرسہ گیا وہاں بھی وہی اثر، اور جب سویا تو وہی اثر باقی تھا، نہ معلوم بھائی میاں صاحب کا تصرف تھا یا ان کی برکت کہ خواب میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی عجیب شان کے ساتھ زیارت ہوئی کہ ہماری اونچا محلّہ ڈابھیل کی بڑی مسجد میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تشریف لائے اور بیان شروع فرمایا، چہرہ پر رومال ڈالے ہوئے تھے، چمکدار چہرا تھا گویا چاند چمک رہا ہے، اور جب بیان ختم ہوا تو آپ کا جوتا دوسرے دروازہ میں رکھا ہوا تھا، میں دوڑا اور دوڑ کر جوتا اٹھا لایا اور حضرت جس دروازہ سے نکل رہے تھے وہاں رکھ دیا، اور حضرت تشریف لے گئے اور میری آنکھ کھل گئی، میں بڑا حیران تھا، مجھے بچپن میں قاری بننے کا بڑا شوق تھا، لیکن اس خواب کے بعد قاری بننے کا جو جذبہ تھا، وہ سرد پڑ گیا اور مفتی بننے کا جذبہ قلب میں پیدا ہو گیا۔

تسلی کے چند جملوں سے الجھن اور غم دور

ایک مرتبہ ایک الجھن میں ایسا پھنسا کہ تکلیف بڑھتی ہوئی محسوس ہوئی، سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا کروں؟ پریشان تھا نہ کہی جائے نہ سہی جائے، حضرت بھائی میاں صاحب کے پاس آیا اور آکر عرض کیا میں ایسی پریشانی میں مبتلا ہوں، تو حضرت نے سن کر ایسے تسلی کے الفاظ فرمائے کہ میری الجھن کافور ہو گئی اور غم بھی دور ہو گیا۔

گجرات کے تین اکابر اور ان کی اولاد کی تین خصوصیات

ہمارے تین اکابر قریبی زمانے میں گزرے ہیں، ایک فخر گجرات حضرت مولانا علی محمد

صاحب تراجوی، دوسرے میرے دادا مفتئ گجرات حضرت مفتی اسماعیل بسم اللہ صاحب، اور تیسرے مفتئ اعظم حضرت مفتی مرغوب احمد صاحب رحمہم اللہ، ان تینوں کے تین ممتاز صاحبزادے ہیں: حافظ امین صاحب، میرے والد حافظ داؤد بسم اللہ صاحب، اور بھائی میاں صاحب، تینوں میں عجیب وغریب محبت تھی، آپس میں ملنا جلنا' بے تکلفی سے باتیں کرنا، اوران تینوں کی تین عجیب خصوصیات تھیں: (۱): فرائض کی پابندی، (۲): کلام پاک کی تلاوت کی کثرت، (۳): اخلاق اور تواضع۔ یہ تینوں عالم نہیں، مگر اللہ نے ان تینوں کو وہ مقبولیت مرحمت فرمائی، جس کا اندازہ جنازہ کے ازدحام سے لگایا جاسکتا ہے۔

جامعۃ القراءات کفلیتہ کے سالانہ اجلاس کے موقع پر بطور مہمان خصوصی حضرت مفتی انیس الرحمٰن صاحب قاسمی دامت برکاتہم ناظم امارت شرعیہ پٹنہ تشریف لائے تو ہم مفتی صاحب کے ساتھ بھائی میاں صاحب سے ملنے لاجپور گئے، اخیر میں' میں نے درخواست کی کے سر پر ہاتھ پھیر دیں، تو حضرت نے سر پر ہاتھ پھیرنے کے ساتھ داڑھی تک ہاتھ پھیر دیا اور دعا دی، ہمیں یہ خوشی ہے کہ اللہ کے ایک ولی نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا ہے، اللہ تعالی اس کو نجات کا ذریعہ بنائے، آمین۔

لاجپور میں کیسے کیسے باکمال پیدا ہوئے

اللہ کے بندو! یہ لاجپور کی دھرتی ہے' لاجپور کی، صدیوں سے یہاں علم کا سلسلہ چل رہا ہے، اور نہ معلوم کیسے کیسے باکمال حضرات یہاں پیدا ہوئے ہیں؟ اور یہ ایسی دھرتی ہے جن کے علماء کا علم بین الاقوامی اور انٹرنیشنل ہے، پوری دنیا میں یہ فیض جاری وساری ہے، اور کیسے کیسے اکابر یہاں تشریف لائے، جو یہاں کے باشندے نہیں، لیکن باکمال حضرات کی بستی ہونے کی وجہ سے اللہ نے ان کو یہاں بھیجا، صوفیاء کرام بھی' تصوف کے امام بھی' اور

محدث جلیل بھی یہاں پیدا ہوئے، اس طرح صدیوں سے رجال کا سلسلہ چل رہا ہے، جن کی کڑی بھائی میاں بھی تھے، جیسا کہ مفتی دبیر عالم صاحب نے سنایا کہ یہ قطب تکوین تھے، صوفیاء کرام کے یہاں قطب کا بہت بڑا مقام ہے، اللہ کے برگزیدہ بندوں میں یہ منتخب بندے ہوتے ہیں، پانچ سو برگزیدہ بندے دنیا میں ہوتے ہیں، جب کسی کا انتقال ہوجاتا ہے تو فوراً اللہ تعالیٰ ان کی جگہ دوسروں کو منتخب فرمالیتے ہیں، جن میں یہ خصوصیات ہوا کرتی ہیں: ''صل من قطعک، واعف عمن ظلمک، واحسن الی من اساء الیک ''اور یہ ایسے لوگ ہوا کرتے ہیں جن کا وجود بہت سارے فتنوں کے لئے سد باب ہوا کرتا ہے، اسی لئے حدیث پاک میں دعا سکھائی گئی: ''اللھم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیرا منھا'' اور ''اللھم لا تحرمنا اجرہ ولا تفتنا بعدہ''۔

نوجوانی میں بخاری دینے کا مشورہ اور اس کی حکمت

اخیر میں مفتی رشید احمد صاحب سے معذرت کے ساتھ ایک بات کہہ دیتا ہوں ''جامعۃ القراءات'' میں جب عربی درجات کی ترقی ہوئی تو پہلے یہ طے ہوا کہ ''ھدایہ'' پر اس کو روک دیا جائے اور مشکوۃ ودورۂ حدیث کے لئے کسی اور مدرسہ میں طلبہ کو بھیج دیا جائے، لیکن پھر ''مشکوۃ شریف'' کا درجہ کھلا اور جب دورۂ حدیث شریف کا نمبر آیا تو یہ مسئلہ درپیش ہوا کہ ''بخاری شریف'' پڑھانے کے لئے کن کو منتخب کیا جائے، اس سلسلہ میں مفتی رشید احمد صاحب کا بھی نام آیا، مشورہ ہونے لگا بعضوں نے کہا کہ: ابھی عمر کم ہے، اس لئے کچھ سالوں کے بعد سپرد کی جائے، اور امام شافعی رحمہ اللہ کا وہ مقولہ مشہور ہے کہ: ''جس شخص کو چالیس سال کی عمر سے پہلے شہرت حاصل ہوجائے، وہ ایک فتنۂ عظیم میں پڑ گیا'' انبیاء کرام علیہم السلام کو نبوت عطا کی گئی چالیس سال کی عمر میں، اور تمام انبیاء کے سردار حضرت

محمد مصطفی ﷺ کو بھی نبوت سے سرفراز کیا گیا چالیس سال کی عمر میں، تو اب اگر کم عمری میں ''بخاری شریف'' جیسی عظیم المرتبت کتاب دے دی جائے، تو کہیں فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائیں، مگر ہم دونوں بھائیوں نے فیصلہ کرلیا کہ ایک جلد انہیں کو دی جائے، چاہے لوگ چہ می گوئیاں کریں، چاہے تنقید واعتراض کریں، اور وجہ اس کی یہ تھی کہ یہ بزرگوں کی اولاد ہیں، بزرگوں کا علم اللہ تبارک وتعالی ان کی نسلوں میں جاری فرمادیتے ہیں، اور سب سے بڑھ کر ان کے والد صاحب کو کتنی خوشی ہوئی ہوگی کہ میرا بیٹا ''بخاری شریف'' پڑھا رہا ہے، اور اگر کبھی کچھ مسئلہ درپیش ہوا تو ان کے والد کی دعا پشت پناہی کا کام دے گی، اور آج وہ اس حال میں دنیا سے تشریف لے گئے کہ ''بخاری شریف'' پڑھانے والی اولاد دنیا میں موجود ہے، اللہ تعالی ان کی خدمات کو قبول فرما کر مزید ترقیات سے نوازے۔

اور واقعتاً ہمارا روحانی باپ دنیا سے چلا گیا، میرے والد صاحب کے انتقال پر اتنا رونا نہیں آیا جتنا رونا مجھے بھائی میاں صاحب کے انتقال پر آیا، اور جب مفتی رشید احمد صاحب نے مجھے کہا کہ: دعا کرائیں تو مجھ پر ایک رقت طاری ہوگئی، اس عالم میں جو کچھ ہو سکا ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں میں نے دعا کرائی، یہ روحانی طاقت وشفقت تھی جو ہم سے اٹھ گئی۔ اللہ تعالی ان کے روحانی فیض کو ان کی نسلوں میں جاری فرمائیں، ان کی مساعیٔ جمیلہ کو قبول فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلی مقام نصیب فرمائے، آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

گرامی نامہ: استاذ محترم حضرت مولانا محمد ایوب صاحب بندالہی مدظلہم والد صاحب مرحوم کی سوانح پر تأثر

۵/شوال المکرّم ۱۴۳۷ھ

باسمہ سبحانہ

محبّ عزیز ومکرم مولانا مرغوب احمد صاحب لاجپوری زاداللہ مجدکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

بعد سلام مسنون وسط رمضان ۱۴۳۷ھ میں بیرون ملک کے سفر پر تھا، واپسی پر ڈیسک پر رکھی کتاب ''میرے والد بزرگوار'' رکھی ہوئی ملی، یقیناً کتاب آپ نے ہی بھیجی ہوگی، مگر واسطہ کا پتہ نہ چلا، خیر کتاب یقیناً والد بزرگوار کے احوال پر ایک بہترین وثیقہ اور عمدہ شہادت ہے ''فرمان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو'' اور ''وجبت وجبت'' کے مطابق انشاءاللہ وہ مقیم خلد بریں ہوگئے ہوں گے۔

احقر بھی ان سے اپنی زندگی میں خدا جانے سینکڑوں مرتبہ ملا ہوگا، اور ہر مرتبہ کا تصور یہی رہا کہ وہ خاک بشری میں فرشتہ صفت اور اولیاء اللہ میں داخل ہیں، تواضع اور مہمان نوازی مثالی تھی، گھر جائیں اور موسم کے لحاظ سے ٹھنڈا یا گرم سے شادکام نہ ہوں ممکن نہیں، وقت کتنا ہی تنگ ہو منٹ گن گن کر جائیں مگر جاکر اپنی تنگ وقتی کو بھولنا ہی پڑتا ہے۔

کہنے کو وہ رسمی عالم نہیں بنے، عربی اول یا عربی دوم یا عربی سوم تک (علی اختلاف الروایات) پڑھا، مگر ان کے کثرت مطالعہ اور ہر دینی وعلمی رسالہ اور کتاب کو پڑھنے اور چاٹ جانے اور علماء کی بیشمار مجالس میں صحبت جیسا کہ عادت تھی، کیا ان سب پر بھی زمانہ ان کو ''عالم'' کہنے میں بخل کرے گا؟ اور چلو عالم نہ سہی ابوالعلماء ہونے میں کیا شک ہے؟

بہر حال وہ یقیناً عارف باللہ، قطب زمانہ حضرت مولانا اسماعیل صاحب (المعروف بھائی میاں) رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

اون ۱؎ میں جب سے ''مجلس دعوۃ الحق'' کا قیام ہوا، وہ والد صاحب اور بھائی (مولانا الیاس صاحب) اور احقر کے تعلقات سے قطع نظر اپنی اسی دینی حرص اور مکارم اخلاق کی بنا پر ہر جلسہ میں تشریف لاتے، آنے والے مخصوص بزرگ مہمان سے ملاقات و استفادہ کرتے، اور آخر تک جلسہ میں شریک ہو کر تشریف لے جاتے۔ بہر حال

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

اللہ تعالیٰ مغفرت تامہ و عامہ فرمائے، اور ہم جیسے علم کے مدعیوں کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے، جانے والے کے لئے نعم الخلف نہیں نعم الاخلاف موجود ہیں پھر کیا غم؟

نوٹ ...... کسی صاحب علم کے مضمون میں اکابر کی ملاقات کے ضمن میں حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب رائے پوری رحمہ اللہ اور حضرت مولانا عبد القادر صاحب رائے پوری رحمہ اللہ کے لقاء کا ذکر ہے، اگر ان سے مراد وہی رائے پوری بزرگ ہیں تو قابل اشکال ہے، اس لئے کہ اول الذکر تو والد بزرگوار کی ملاقات سے پہلے انتقال فرما چکے، پھر ان کا گجرات آنا میری نظر میں محل نظر ہے، نیز ثانی الذکر ڈابھیل کب تشریف لائے؟ میرے علم میں نہیں، تحقیق فرما کر مطلع کریں، مشکور ہوں گا۔ والسلام، محتاج دعا:

محمد ایوب عفا اللہ سورتی

مقیم مجلس دعوۃ الحق لیسٹر

۱؎......سورت کے قریب ایک قصبہ کا نام ہے۔